ISSN 2395 - 1494
25/-
JANUARY - 2021
جنوری ۲۰۲۱ء
اہلِ سنت کا ترجمان
ماہنامہ
کنز الایمان
دہلی
خصوصی شمارہ
خیر خواہِ سوادِ اعظم، ہمدردِ ملت و جماعت، طابع و ناشر کتاب و سنت
الحاج حافظ محمد قمر الدین رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان
ولادت: ستمبر ۱۹۵۶ء
وصال: ۳ر ربیع الاول ۱۴۴۲ھ
۲۰ ، اکتوبر ۲۰۲۰ء
حافظ صاحب کی
خود اعتمادی
کو سنبھال کر رکھیں
حافظ صاحب نے
پورے گھرانے کو کامیاب تاجر بنا دیا
دین وسنیت کی خدمت اور کامیاب تجارت
کے سدابہار سنگم
حافظ محمد قمر الدین رضوی
صالح پور بستی سے راجدھانی دہلی تک
ماہ نامہ کنز الایمان کی اشاعت وطباعت حافظ صاحب کی جسارت اور کرامت
دہلی شریف کو سوادِ اعظم اہل سنت و جماعت کے لئے دعوتی اقدام اور فلاحی اصلاحی عمل کے لئے زرخیز بنانے والوں میں عالمانہ حیثیت
سے سرفہرست علامہ ارشد القادری کا نام آتا ہے تو غازیانہ اور تاجرانہ حیثیت سے حافظ محمد قمر الدین رضوی کا نام آتا ہے
ایڈیٹر
محمد قمر الدین رضوی
1

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوادِ اعظم اہلِ سنّت وجماعت کے مشاہیر علمائے ہند

① شیخ عبد الحق محدث دہلوی	⑩ علامہ فضلِ رسول عثمانی بدایونی
② مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی	⑪ سید شاہ آلِ رسول احمد مارہروی
③ علامہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی	⑫ مفتی ارشاد حسین مجددی رام پوری
④ علامہ عبد العلی فرنگی محلی لکھنوی	⑬ مفتی غلام دستگیر قصوری لاہوری
⑤ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی	⑭ علامہ عبد القادر برکاتی بدایونی
⑥ شاہ غلام علی نقشبندی دہلوی	⑮ امام احمد رضا قادری برکاتی بریلوی
⑦ شاہ احمد سعید مجددی رام پوری	⑯ سید شاہ علی حسین اشرفی کچھوچھوی
⑧ علامہ فضلِ حق چشتی خیر آبادی	⑰ شیخ الاسلام شاہ انوار اللہ فاروقی حیدر آبادی
⑨ علامہ عبد العلیم فرنگی محلی لکھنوی	

کے مسلکِ حق وصداقت کا نقیب وترجمان

بفیضِ حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ شاہ مصطفٰے رضا قادری برکاتی علیہ الرحمۃ والرضوان

ماہنامہ کنز الایمان دہلی

جنوری ۲۰۲۱ء

جمادی الثانی / رجب المرجب ۱۴۴۲ھ

جلد ۲۶ — شمارہ ۱

تفصیلِ ممبرشپ

قیمت فی شمارہ	۲۵ روپے
سالانہ	۳۰۰ روپے
اعزازی	۵۰۰ ر
تاحیات	۱۰۰۰۰ ر
بیرونِ ممالک	۳۰ امریکی ڈالر
تاحیات	۲۰۰۰ امریکی ڈالر

Published, Printed & On Behalf Of
Mohammed Qamruddin Razvi
Printed At : **Javed Press** 2096 Rodgran, Lal Kuan, Delhi-06
Published From **Kanzul Iman Monthly**
423, Matia Mahal, Jama Masjid, Delhi-06

مراسلت وترسیلِ زر کا پتہ

ماہنامہ کنز الایمان دہلی

۴۲۳ / مٹیا محل جامع مسجد، دہلی ۶

KANZUL IMAN MONTHLY
423, Matia Mahal, Jama Masjid, Delhi-6 (India)
Ph:.23264524 Email.kanzuliman.delhi@gmail.com

ڈرافٹ KANZUL IMAN MONTHLY کے نام سے بنوائیں

ماہ نامہ کنز الایمان دہلی
آن لائن پڑھنے کے لیے لاگ اِن کریں
www.razvikitabghar.com

آئینۂ کنزالایمان

اداریہ

کنز الایمانی صحافت کی مالی سرپرستی اور مثالی خود اعتمادی

محمد ظفر الدین برکاتی*

یہ کوئی ستمبر ۲۰۰۶ء کی بات ہے۔ رضوی کتاب گھر دہلی کے دفتر میں ریاض احمد مصباحی کمپوزنگ (حروف سازی) کا کام کرتے تھے، وہ ہمیں اپنے ساتھ ماہ نامہ کنز الایمان کا کام سنبھالنے کے لئے حافظ صاحب سے ملاقات کرانے لے گئے۔ حافظ صاحب نے ان سے پوچھا کہ برکاتی صاحب نے کبھی ادارت کا کام کیا ہے؟ اُنہوں نے کہا کہ کسی رسالے کی ادارت کا فرض انجام نہیں دیا ہے لیکن طبیعت اور مزاج مدیروں والا ہے۔ حافظ صاحب نے کہا کہ ماہ نامہ کنز الایمان کی ادارت بہت ذمے داری والا فرض ہے، اس کے لئے کوئی تجربہ کار فرد ہی کارآمد ہوگا۔ ریاض بھائی نے کہا کہ یہ پہلے سے تجربہ کار ہیں اور کارآمد بھی۔ آپ اپنی ذمے داری دے کر دیکھ لیں، ان شاء اللہ آپ کو اطمینان حاصل ہو کر رہے گا۔ حافظ صاحب نے جانچ کے لئے اکتوبر ۲۰۰۶ء کا شمارہ تصحیح کے لئے دیا، ہم نے تین دنوں کے بعد تصحیح شدہ صفحات ان کے حوالے کیا تو کہنے لگے کہ دو تین ماہ کام کیجئے تو مستقل ذمے داری دینے کا فیصلہ کریں گے۔ ریاض بھائی بولنے میں بخیل نہیں تھے۔

اُن دِنوں اُس وقت کے مدیر اعلیٰ حضرت علامہ یٰسین اختر مصباحی صاحب دبئی عالمی کتاب میلہ میں تشریف لے گئے تھے، اسی لئے ادارت اور تصحیح و ترتیب کی پوری ذمے داری ہمارے حوالے کر دی گئی اور جب نومبر کے اخیر میں مصباحی صاحب واپس آئے تو حافظ صاحب سے فرمایا کہ اداریہ ہم لکھتے رہیں گے اور مولانا محمد ظفر الدین برکاتی سے ہی تصحیح و ترتیب کی خدمت لیتے رہیں، ان کا کام اطمینان بخش ہے اور آنے والے شمارے میں اطمینان بخشی کا تحریری اعلان و اظہار بھی کر دیا۔ اس کے ایک سال بعد نومبر ۲۰۰۷ء میں ہمیں معاون مدیر سے مدیر اور جولائی ۲۰۰۸ء میں مدیر مسئول بنا دیا گیا۔ اس کے بعد سے اب تک ہم مدیر مسئول کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

ہماری ادارتی ذمے داریوں سے حافظ صاحب اس لئے مطمئن تھے کیوں کہ ہم نے ماہ نامہ کنز الایمان کے مزاج، منہاج اور معیار کو تبدیل کرنے اور اپنے مزاج کو اُس پر تھوپنے کی کبھی کوشش نہیں کی اور مشیر اعلیٰ علامہ یٰسین اختر مصباحی کی طبیعت اور مزاج کے خلاف بھی اُسے جانے نہیں دیا۔ جولائی ۲۰۰۸ء کے ایک اداریے میں ایک تعبیری غلطی کی وجہ سے کچھ ماحول خراب ہونے کے آثار نظر آئے تو مصباحی صاحب نے ہماری جانب سے ایک وضاحتی املا نامہ شائع کر کے ماحول کو خوش گوار بنا دیا۔ اُس اداریہ کی برکت سے ایک اچھی کتاب ''امام احمد رضا کے مبلغین اسلام'' بھی منظر عام پر آ گئی جس کا ہم نے کسی شمارے میں تبصرہ کر کے استقبال بھی کیا تھا۔

اُسی دور میں حافظ صاحب کی خواہش پر ''انوار قرآن'' کالم کے تحت ان کے نام سے دو صفحاتی اصلاحی مضمون لکھنا شروع کیا لیکن ایک مرتبہ حافظ صاحب نے ہنستے ہوئے کہا کہ اب وہاں مفتی احمد یار خاں نعیمی صاحب کی ''تفسیر نعیمی'' سے کچھ منتخب کر کے شائع کیجئے، اس لئے کہ ایک دو لوگ پوچھتے رہتے ہیں کہ کیا واقعی آپ ہی لکھتے ہیں؟

ہم نے شاہجہاں پور، بریلی اور کشمیر کے دورے کا سفر نامہ بھی حافظ صاحب کی جانب سے لکھا لیکن انہوں نے بعد میں کہا کہ اب اسے اپنی طرف سے خبر بنا کر ادارہ کی جانب سے شائع کر دیا کیجئے، میرے نام سے مت شائع کیجئے لیکن جب حضرت صوفی محمد نظام الدین صاحب علیہ الرحمہ بستوی پر نمبر شائع ہوا تو حافظ صاحب نے پہلے اپنی یاد داشتوں کو بیان کیا پھر کہا کہ اُسے اپنے الفاظ میں میری جانب سے مضمون بنا دیجئے۔ اس کے بعد کبھی بھی انہوں نے اپنے نام سے کچھ شائع کرانے کی خواہش ظاہر نہیں کی اور جب ہم نے کبھی کوئی اعلان ان کی جانب سے شائع کرنا چاہا تو منع کر دیا کہ ''ادارہ'' لکھ دیا کریں کیوں کہ جب میں کچھ لکھتا نہیں تو میرے نام سے کچھ چھپنا بھی نہیں چاہیے۔

ان کی یہ ایمان داری مجھے بہت پسند آئی تھی بلکہ ایک مرتبہ دفتر میں ہی اپنے ہم عمر، ہم پیشہ حضرات کے مزاحیہ الفاظ پر جوابی حملہ کرتے ہوئے کہا کہ ''دِکھا دو کوئی اداریہ اور مضمون جو میں نے نہیں لکھا ہے لیکن وہ

میرے نام سے چھپا ہو‘‘ اُس وقت سب نے تسلیم کیا کہ واقعی یہ آپ کی ایمان داری اور صحافتی دیانتی داری ہے کہ اتنے بڑے معروف ومقبول ماہ نامہ کی پیشانی پر آپ کا نام ’’ایڈیٹر‘‘ کے طور پر شائع ہوتا ہے لیکن آپ کبھی دوسروں سے لکھوا کر اپنے نام سے نہیں چھپواتے بلکہ جو لکھنا جانتے ہیں اور مدیر ہیں، انہی کے حوالے یہ ذمے داری کر رکھی ہے تو حافظ صاحب نے کہا کہ ماہ نامہ ’’کنز الایمان‘‘ کے قانونی دستاویز میں میرا ہی نام ایڈیٹر کی جگہ لکھا ہوا ہے، اس لئے اس کی پیشانی پر میرا نام آتا ہے، ورنہ مجھے کوئی شوق نہیں کہ میرا نام ’’ایڈیٹر‘‘ کی جگہ سرورق پر شائع ہو۔‘‘

ہمیں لگتا ہے کہ شاید اِس واقعہ کے شاہد مکتبہ جام نور والے جناب غلام ربانی صاحب اور مولانا ہارون رشید اشرفی صاحب بھی ہیں۔ ہم نے یہاں یہ واقعہ اِس لئے ذکر کیا ہے کیوں کہ بہت سے سادہ لوح علمائے کرام یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے ’’ایڈیٹر‘‘ کے طور پر اپنا نام شائع کر کے مصباحی صاحب اور برکاتی صاحب کا حق مارا ہے یا اُن کی توہین کی ہے تو، یہ اُن کی بھول ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ماہ نامہ ’’کنز الایمان‘‘ کے قانونی دستاویز میں وہی ’’ایڈیٹر‘‘ ہیں اور پوری طرح اس کی مالی کفالت کرتے ہیں، اس لئے یہ اُن کا قانونی حق ہے کہ ان کا نام بطورِ ’ایڈیٹر‘‘ شائع ہو۔ یہ ہے کنز الایمانی صحافت کی مالی سرپرستی۔

ہم نے بہت قریب سے ماہ نامہ ’’کنز الایمان‘‘ کے اشاعتی اور طباعتی نفع اور نقصان کو دیکھا ہے، اُس کے تناظر میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ ماہ نامہ ’’کنز الایمان‘‘ کی عالی شان صحافتی عمارت انہوں نے تعمیر کی ہے تو اُس کی پیشانی پر انہی کا نام لکھا جانا چاہیے۔ حق تلفی اور توہین کی بات اُس وقت ہوتی جب وہ ادارتی معاملات میں دخل اندازی کرتے اور مدیر اعلیٰ یا مدیر مسئول کی ادارتی مرضی پر اپنی مرضی تھوپتے لیکن ایسا کبھی نہیں کیا بلکہ ہم سمجھتے ہیں کہ دیگر ماہ ناموں کے مدیروں کو اُتنی آزادی نہیں ہوگی جتنی ماہ نامہ ’’کنز الایمان‘‘ کے مدیر کو ہوتی ہے۔ رہی بات چند واقعات کی کہ جب احساس ہوتا ہے کہ ادارتی معاملات میں دخیل ہو رہے ہیں تو یہ مسئلہ ہر ادارہ کے ساتھ ہے کیوں کہ ہر ادارے کی اپنی ایک پالیسی ہوتی ہے اور اپنے خاص ترجیحی اصول ہوتے ہیں۔ ماہ نامہ ’’کنز الایمان‘‘ کے بھی تین اصول ہیں:

(۱) سوادِ اعظم اہل سنت وجماعت کے عقیدہ وعمل، جماعتی تقاضے اور علمائے دین کے خلاف کوئی مضمون اور تبصرہ ہرگز شائع نہیں ہوگا۔ تصویر کا شائع نہ کرنا بھی اُسی اصول کا حصہ ہے۔

(۲) کوئی ایسا مضمون اور تبصرہ ومراسلہ نہیں شائع کرنا ہے جس کی وجہ سے جماعت اہل سنت میں کوئی اختلاف وانتشار کا مسئلہ پیدا ہو جائے اور ماہ نامہ کنز الایمان کو منفی بحث کا موضوع بنالیا جائے۔

(۳) ماہ نامہ ’’کنز الایمان‘‘ چوں کہ رضوی کتاب گھر دہلی کی جانب سے شائع ہوتا ہے، اس لئے کوئی مضمون اور تبصرہ ومراسلہ ایسا نہیں شائع ہونا چاہیے جس کی وجہ سے اس کے تجارتی معاملات متاثر ہوں اور مستقل خریدار، دوری بنانے لگیں۔

ہم نے حافظ صاحب کے اعتماد کو صرف اس لئے حاصل کیا کیوں کہ ان ترجیحی اصولوں کا ہمیشہ خیال رکھا ہے، اِس کے گواہ ہمارے سبھی قارئین ہیں اور ماہ نامہ ’’کنز الایمان‘‘ کا ادارہ بھی گواہ ہے اور ہم بھی گواہ ہیں کہ حافظ صاحب نے اِن تین بنیادی ترجیحات کے علاوہ ہم سے کسی بھی دوسری بات پر کوئی سوال جواب نہیں کیا۔

صوفی کانفرنس کے زمانے میں ہم نے ایک بہت گرم اداریہ لکھا جس کو حافظ صاحب نے شائع نہیں ہونے دیا۔ ہم نے ایک دن پوچھا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ انہوں نے کہا کہ آپ کا اداریہ آئندہ شمارے میں جائے گا لیکن یہ شمارہ ڈاک کے حوالے ہو جائے تب میں آپ سے بات کروں گا۔ پانچ دنوں کے بعد اپنے سامنے بٹھا کر کہا کہ پان کھائیں گے؟ ہم نے کہا کہ اصل مسئلہ کیا ہے؟ اُس پر آیئے۔ اُنہوں نے کہا کہ دنیا کے سبھی مسائل آپ تنہا حل کر سکتے ہیں؟ ہم نے کہا کہ یہ ممکن نہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ آپ کے تبصروں سے اشرف میاں اور مصباحی صاحب اپنا طے شدہ فیصلہ بدل لیں گے اور آپ کے لکھے ہوئے پر عمل شروع کر دیں گے؟ ہم نے کہا کہ یہ بھی مشکل ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ آپ کو جو بھی تکلیف پہنچی ہے اور آپ کے بقول دونوں طرف سے غلط فہمیوں کی وجہ سے جماعت میں مزید انتشار کا ماحول بنا دیا گیا ہے، کیا یہ بات ماہ نامہ کنز الایمان کے پلیٹ فارم سے ہی عام ہونا ضروری ہے؟ ہم نے کہا کہ یہ بالکل ضروری نہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ ادارہ ماہ نامہ ’’کنز الایمان‘‘ کو ایک گھر مان لیں تو بتائیں کہ اشرف میاں گھر والے ہیں کہ مصباحی صاحب؟ ہم نے کہا کہ ظاہر ہے کہ مصباحی صاحب گھر والے ہیں کیوں کہ وہ پہلے مدیر اعلیٰ تھے اور آج مشیر اعلیٰ ہیں۔ اب حافظ صاحب نے کہا کہ آپ نے اپنی زبان سے کہا

کہ یہ ممکن نہیں، وہ مشکل ہے، یہ ضروری نہیں اور مصباحی صاحب گھر والے ہیں تو پھر آپ کون ہیں؟ اگر آپ بھی گھر والے ہیں تو خاموش نہیں رہ سکتے؟ ہم نے کہا تو پھر خاموش ہو گئے اور، اب یہ سات صفحاتی اداریہ کسی دوسرے رسالے میں بھی شائع نہیں ہوگا، ہم یہ وعدہ کرتے ہیں تو حافظ صاحب نے کہا کہ دوسری جگہ شائع کرنے پر مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ اس کے باوجود ہم نے وہ تحریر ضائع کر دی۔

ہمارے جواب اور جذبات کو دیکھ کر حافظ صاحب بہت خوش ہوئے اور کہا کہ آپ کی دو تحریروں کی وجہ سے دو تین لوگوں کا الزام ہے کہ میں نے صوفی کانفرنس والوں سے ''حمایتانہ'' حاصل کیا ہے جب کہ یہ میری دینی اور شخصی غیرت کے خلاف ہے۔ ایک مرتبہ جماعت اسلامی (ممبئی) کے ایک مشہور مولوی نے مجھ سے کہا کہ آپ جیسے محنتی اور مخلص آدمی کی جگہ وہاں نہیں، یہاں ہے۔ آپ ہمارے ساتھ آجایئے، ہم آپ کو تجارتی ضرورت کے لئے مفت میں گاڑی دیں گے اور بہترین رہائشی مکان بھی دیں گے۔ اُس وقت میں نے جماعت اسلامی کی اُس پیش کش کو ٹھکرا دیا حالاں کہ اُس وقت مجھے مالی تعاون اور تجارتی سہارے کی ضرورت تھی اور آج میں خدا کے فضل وکرم سے خود اس مقام پر ہوں کہ دوسرے کا مالی تعاون کرسکوں اور تجارتی سہارا دے سکوں اور ماہ نامہ ''کنزالایمان'' کی اشاعت وطباعت میں اب تک کسی پیر صاحب اور کسی شیخ جی کا تعاون نہیں ملا ہے پھر بھی بدگمان لوگوں نے الزام تراشی کر دی ہے کہ میں نے پیسہ کھایا ہے۔ جلال بھائی اِس بات کے گواہ ہیں۔

اپنی یہ خودداری بیان کرنے کے بعد پھر مجھ سے مخاطب ہوئے اور کہا کہ آپ کا یہ اداریہ چھپ گیا تو بدخواہوں اور بدگمانوں کا حوصلہ بڑھ جائے گا حالاں کہ آپ نے ایسی کوئی بات نہیں لکھی ہے جس سے کسی کی حمایت ہو بلکہ آپ کی ہمت کو سلام کرتا ہوں کہ آپ نے صوفی کانفرنس والوں کو مخاطب کر کے لکھا ہے کہ ''دانستہ ظہر کی نماز سے خود بھی اور سامعین وحاضرین کو بھی غافل رکھنے والوں کا دوہرا حساب ہوگا، ایک تو نماز سے غفلت کا، دوسرے صوفیت اور تصوف کی توہین کا۔''

اِس واقعہ سے آپ اندازہ کرسکتے ہیں کہ حافظ صاحب اپنے رسالہ کی وجہ سے کسی بھی جماعتی مسئلے میں فریق نہیں بننا چاہتے تھے بلکہ بہت سے مسلکی مسائل اور جماعتی معاملات میں حافظ صاحب اور ماہ نامہ ''کنزالایمان'' نے فیصل کا کردار پیش کیا ہے اور بہت سے مواقع پر بدگمانیوں اور غلط فہمیوں کی آگ بجھائی ہے اور سوادِ اعظم اہل سنت کا جماعتی تصور پیش کیا ہے۔ اِسی خوبی اور صحافتی کردار کی وجہ سے ہی حافظ صاحب کا ذاتی رسالہ ہوتے ہوئے بھی ماہ نامہ ''کنزالایمان'' پہلے دن سے ہی ''جماعت اہل سنت کا ترجمان'' تسلیم کیا جاتا ہے اور ''سوادِ اعظم کا نقیب و پاسبان'' قرار دیا جاتا ہے۔ اِس تاریخی سچائی کی زوردار وضاحت، حافظ صاحب کے ہم وطن حضرت سید صغیر اشرفی صالح پوری نے بھی اپنے تعزیتی پیغام اور ''فلاح نامہ'' میں کی ہے۔

ایک اہم راز بھی آپ کو بتانا ضروری ہے کہ حافظ صاحب ماہ نامہ ''کنزالایمان'' کے مالک ایڈیٹر ضرور تھے لیکن کبھی بھی ادارتی معاملات میں دخیل نہیں ہوئے، اسی کا نتیجہ ہے کہ بہت سے حضرات آج یہ سمجھتے ہیں کہ یہ علامہ یٰسین اختر مصباحی صاحب کا رسالہ ہے اور اُسی فراخ دلی اور صحافتی آزادی کا نتیجہ ہے کہ ماہ نامہ ''کنزالایمان'' جتنا خواص میں مقبول ہے، اُتنا ہی عوامی بھی ہے۔ اردو، ہندی دونوں ہی شمارے خواص وعوام میں یکساں مقبول ہیں۔ یہ بھی کنزالایمانی صحافت کی مالی سرپرستی کا حصہ ہے۔

ایک دوسرا دلچسپ راز بھی آپ کو بتادیں کہ حافظ صاحب دل کے اتنے صاف تھے کہ کبھی کسی ملازم، رشتے دار، قریبی اور معاملہ کرنے والے نے انہیں انتقامی نہیں پایا۔ دفتر میں کبھی کبھی کسی ملازم سے اور کبھی ہم سے بھی گرم گفتگو ہوجاتی اور ہم لوگ دفتر سے باہر نکل جاتے لیکن انہوں نے کبھی لعن طعن اور خراب الفاظ کا استعمال نہیں کیا، کسی موقع پر اُس کی توہین نہیں کی اور مذاق نہیں اڑایا بلکہ ایسا کچھ بھی ہوتا تو نظر انداز کر دیتے اور پھر احساس بھی نہیں ہونے دیتے کہ آپس میں کوئی ایسی ویسی بات ہوئی ہے۔ دفتر سے باہر حیثیت کے مطابق پیش آتے یعنی جس کو جس نام اور لقب سے پکارا جاتا ہے، اسی نام سے پکارتے بلکہ ضرورت کی نزاکت کو بھی اتنا سمجھتے تھے کہ حضرت اور حضور بھی کہنے کا حوصلہ دِکھاتے تھے۔ یہ خوبی بہت کم دیکھنے کو ملتی ہے۔

ایک پیر صاحب کے شجرے میں چند روایتی غلطیاں تھیں اور حافظ صاحب نے ہم سے کہا کہ وہ جیسا چاہتے ہیں ویسا ہی کر دیجئے اور جو بھی اضافہ چاہتے ہیں، وہ کر دیجئے۔ ہم نے انکار کر دیا، یہ بات انہیں اتنی بری لگی کہ دوسرے دن ہمیں ''ظفرالدین'' کہہ کر بلایا۔ ہم کو عجیب محسوس ہوا کہ آج یہ بدلے بدلے سے کیوں ہیں۔ ہم نے پوچھ لیا کہ آج... تو کہنے لگے کہ آپ نے کسی کتاب میں ''عزت نفس'' کی بحث

پڑھی ہے؟ ہم نے کہا کہ یہ تو تجربے سے سیکھا ہے تو کہنے لگے کہ کل آپ نے احساس کرایا کہ ابھی کچھ سیکھنا باقی ہے۔ آپ کے دفتر سے جانے کے بعد پیر صاحب نے کہا کہ حافظ صاحب! کیسے آدمی رکھتے ہو کہ تمہاری بات نہیں مانتا؟ برکاتی صاحب! آج کے بعد آپ کو انکار کرنا ہو تو ''یہ کہیں کہ ابھی یہ کام مکمل کر کے اُسے کرتے ہیں اور اِس طرح ٹال دیجئے۔''

اُس دن کے بعد پھر کبھی حافظ صاحب نے ہمیں ''ظفر الدین'' کہہ کر نہیں بلایا بلکہ ہمیشہ برکاتی صاحب ہی کہتے تھے۔ اس کے بعد کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ ہم نے انہی کی ہدایت کے مطابق ٹال مٹول سے کام لیا تو مسکراتے ہوئے کہتے کہ ہمارا ہی نسخہ ہمارے ہی او پر آزماتے ہیں۔ اب بہت کچھ سیکھنے لگے ہیں آپ۔ ہم فوراً کہتے کہ سیکھنے لگے ہیں کہ سیکھ چکے ہیں؟ تو ہنسنے لگتے اور کہتے کہ یقین سے کہہ دیں گے تو آپ پورا نسخہ ہی آزما دیں گے، اس لئے ایسا جملہ استعمال کیا ہے۔

کبھی ہم دفتر میں داخل ہوتے کہ کامل بھائی یا مزمل بھائی اور کبھی جلال بھائی کہتے کہ آج برکاتی صاحب کی خیریت نہیں۔ جب حافظ صاحب آتے اور اپنے سامنے بٹھا کر کہتے کہ یہاں سے پڑھئے! ہم روانی سے پڑھ دیتے اور پوچھتے کہ کیا مسئلہ ہے؟ حافظ صاحب کہتے کہ فلاں صاحب نے اِس جملے اور مضمون پر اعتراض کیا ہے اور آپ کہتے ہیں کہ کیا مسئلہ ہے؟ ہم شمارہ اٹھاتے اور اپنی جگہ پر بیٹھ کر کہہ دیتے کہ ابھی جواب دیتے ہیں یا کوئی وضاحتی مسئلہ ہوتا تو کہہ دیتے کہ آئندہ شمارہ میں وضاحت کر دیں گے پھر جب کوئی آتا کہ آپ نے کوئی ایکشن نہیں لیا؟ تو کہتے کہ برکاتی صاحب کوئی فرشتہ نہیں کہ کوئی غلطی نہیں ہوگی۔ ہم نے جیسے ہی کہا، انہوں نے اپنی غلطی قبول کر لی۔ اب کیا چاہتے ہیں آپ؟ اِس طرح آسانی سے وہ دفتری مسائل حل کر دیتے۔

ایسی بہت سی خوبیاں ہیں جن کو بیان کر کے حافظ صاحب کی خوش گوار شخصیت کا تعارف کرایا جا سکتا ہے لیکن ابھی صورت حال یہ ہے کہ آج ۲۹ رنومبر کو چہلم کے دن تک حافظ صاحب کے حوالے سے مستقل مضامین، تعزیت نامے اور تاثرات اتنے آ گئے ہیں کہ لاک ڈاؤن کے زمانے میں انتقال کر چکے، دیگر علمائے کرام اور مشائخ عظام پر شامل تعزیتی مضامین کو آئندہ شمارے پر موقوف کیا جا رہا ہے اور پورا شمارہ حافظ صاحب کی شخصی، ذاتی اور تجارتی خوبیوں پر ترتیب دیا گیا ہے۔

یہ اپنے آپ میں ایک خوش آئندہ بات ہے اور حافظ صاحب کی مقبولیت کی واضح دلیل ہے کہ بڑے بڑے مشائخ عظام، علمائے کرام، ادیبوں، مدیروں، خطیبوں، نعت نویسوں، تاجروں، بڑے مدارس کے اساتذہ اور مساجد کے امام صاحبان نے حافظ صاحب کی خوبیوں کا تذکرہ کیا ہے اور اُن سے اپنے بہتر تعلقات کا اظہار کیا ہے۔

ماہ نامہ ''کنز الایمان'' کی مجلس مشاورت میں ۱۸ علمائے کرام شامل ہیں، ان میں علامہ بدر القادری صاحب (ہالینڈ) مولانا افتخار احمد قادری صاحب (ساؤتھ افریقہ) اور پروفیسر سید علیم اشرف جائسی صاحب (حیدر آباد) کے علاوہ (جو کسی مصروفیت کے سبب نہیں بھیج سکے) سبھی ارکان نے اپنی وابستگی کا مظاہرہ کیا ہے اور حافظ صاحب کی دینی دوستی اور جماعتی خدمات کا اعتراف کیا ہے۔ اُن کے علاوہ جن حضرات نے تعزیتی مضامین اور پیغام لکھے ہیں، ان کو بھی آپ دیکھ رہے ہیں۔ حافظ صاحب نہ کوئی پیر صاحب تھے اور نہ ہی کسی عظیم دانش گاہ کے استاد تھے پھر بھی پورا شمارہ ان کی حیات و خدمات پر آسانی سے تیار ہو گیا بلکہ سمیٹنا مشکل ہو گیا۔ یہ سب اُن کی ذاتی خوبیوں، مخلصانہ خدمات اور محبانہ کردار کا نتیجہ ہے اور خوبی کی بات یہ ہے کہ ہم نے کسی کو بھی لکھنے کے لئے کوئی عنوان اور موضوع نہیں دیا ہے بلکہ جس نے بھی دریافت کیا کہ کب پیدا ہوئے؟ کہاں پڑھا لکھا؟ کہاں سے تجارت شروع کی؟ تو ہم نے یہی کہا کہ یہ سب ہم لکھ لیں گے، آپ وہی لکھیں جو آپ جانتے ہیں۔

اب ان کی دو تین اہم خوبیوں کا تذکرہ کر کے اپنی بات مکمل کرتے ہیں۔ پہلی یہ کہ آپ پیر بھائی ہونے کا خیال بہت رکھتے تھے۔ ہم نے اِس کو بارہا محسوس کیا ہے۔ حضرت علامہ یٰسین اختر مصباحی، حضرت علامہ محمد احمد مصباحی، حضرت مفتی محمد نظام الدین رضوی، الحاج محمد سعید نوری (وغیرہ) کا عالم دین اور جماعت کا خیر خواہ ہونے کے ساتھ پیر بھائی ہونے کی وجہ سے بہت خیال رکھتے اور خوش ہو کر بیان بھی کرتے کہ یہ میرے پیر بھائی ہیں لیکن کبھی کسی کو ''پیر بھائی'' نہیں کہا بلکہ حسب حیثیت الفاظ والقاب سے ہی یاد کرتے۔ دوسری یہ کہ ممبئ بھیونڈی اور صالح پور کو برابر وطن کا درجہ دیتے تھے، اسی لئے ان دونوں جگہوں کے رہنے والوں کا بھی خیال رکھتے اور بھرپور حمایت و سرپرستی کرتے تھے۔ صالح پور کے بہت سے لوگ ہم سے مل چکے ہیں۔ اُن میں سے اکثر نے یہی کہا ہے کہ حافظ جی نے میری فلاں وقت فلاں جگہ یہ مدد کی ہے اور یہ حمایت کی ہے۔ انتقال کے بعد ہم نے اسے زیادہ محسوس کیا۔

رضا اکیڈمی ممبئی کے الحاج محمد سعید نوری صاحب کے ہر مشن اور ہر تحریک وعمل میں شریک ہوتے۔ ابھی شمال مشرقی دہلی کے فسادات زدہ خاندانوں کی فلاحی پیش قدمیوں میں وہ پیش پیش تھے حالاں کہ مٹیا محل والے جانتے ہیں کہ کچھ بھی ہوجائے، حافظ صاحب اپنا دفتر نہیں چھوڑتے تھے لیکن مٹیا محل والے یہ بھی اعتراف کرتے ہیں کہ وہ سب کے دکھ درد میں شریک ہونے کے لئے حاضر بھی رہتے اور مالی مدد کرنے میں بھی پیش پیش رہتے۔ عرس رضوی بریلی شریف کے ''رضوی کتاب میلہ'' میں رضا اکیڈمی کی اشاعتی اسکیم کا جو بھی اقدام ومنصوبہ ہوتا، اس میں بھی شریک وشامل ہوتے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ روح البیان اور تفسیر نعیمی جیسے بڑی بڑی کتابوں کی کمپوزنگ کراتے اور پروف ریڈنگ کے بعد طباعت کے لئے تیار کرتے اور جناب سعید نوری صاحب کی خواہش پر جتنی لاگت آتی، اُتنے ہی پر رضا اکیڈمی کے نام سے چھاپ کر حوالے کردیتے۔ صرف اس لئے کہ اس اسکیم کے تحت یہ کتاب زیادہ لوگوں تک پہنچ جائے گی اور ہماری محنت وصول ہو جائے گی پھر میں رضوی کتاب گھر سے چھپواتا رہوں گا۔ اِس طرح کے مخلصانہ تعاون کا اعترافی بیان الحاج محمد سعید نوری صاحب کے تعزیتی پیغام میں بھی دیکھ سکتے ہیں۔

تیسری یہ کہ حافظ صاحب کی خود اعتمادی کا جواب نہیں۔ اس کی ایک نہیں، کئی ایک مثالیں اِس شمارے میں دیکھنے اور پڑھنے کو ملیں گی۔ بطورِ خاص حضرت سید صغیر اشرف اشرفی صاحب کا تعزیتی پیغام ملاحظہ کریں۔

لاک ڈاؤن کے بعد یہ جنوری ۲۰۲۱ء کا شمارہ ہے جو، اپنے مالک ایڈیٹر حافظ محمد قمر الدین رضوی کو خراج عقیدت پیش کر رہا ہے۔ ''شرعی احکام'' کے علاوہ سبھی مضامین اور مشمولات حافظ صاحب سے متعلق ہیں۔ ایسا معلوماتی اور پیغام آفریں شمارہ ترتیب دینے میں اپنے تعزیتی مضامین اور پیغام کے ذریعے ہمارا تعاون کرنے والے سبھی حضرات کے ہم بطورِ خاص شکر گزار ہیں اور حافظ صاحب کے علاوہ دیگر شخصیات پر مضامین وتعزیت نامے اور خبر نامے ارسال کرنے والے حضرات سے معذرت خواہ ہیں کہ اِس شمارے میں صفحات کی قلت کے سبب شامل نہیں کرسکتے۔ اِن شاء اللہ آئندہ شماروں میں شامل کرنے کی کوشش کریں گے البتہ انتقال کرجانے والے شخصیات وحضرات کی فہرست پیش کرکے تعزیت پیش کرنے کی ضرورت اسی شمارے میں پوری کردی ہے:

پیر طریقت حضرت مولانا سید کمیل اشرف اشرفی مصباحی کچھوچھہ شریف، حضرت مولانا قاری ابو الحسن مصباحی گورکھپوری ثم مبارکپوری سابق استاذ شعبۂ حفظ وقرأت (سبعہ) جامعہ اشرفیہ مبارک پور، حضرت مولانا معین الدین عزیزی مصباحی جہانگیر گنج ضلع امبیڈکر نگر، حضرت مولانا معین الحق علیمی مصباحی جمدا شاہی بستوی (ممبئی) حضرت مفتی مجیب اشرف رضوی گھوسوی ناگپور مہاراشٹر، حضرت مفتی محمد معراج القادری مصباحی سابق استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور، حضرت مولانا محمد امام الدین مصباحی بسکھاری (کچھوچھہ شریف) حضرت مولانا محمد حسین ابو الحقانی مصباحی مدھوبنی (بہار) حضرت مولانا منور حسین عزیزی مصباحی گورکھپوری، حافظ وقاری مولانا محمد اسلم استاذ مدرسہ ضیاء العلوم گورکھناتھ گورکھپور، حضرت مفتی عبد المنان رضوی نظامی مندسور (مدھیہ پردیش) نوجوان عالم مولانا معراج عالم مصباحی نواری بازار جہانگیر گنج امبیڈکر نگر، حضرت مولانا اعجاز احمد خاں مصباحی ادروی دار العلوم تدریس الاسلام بسڈیلہ بستی، مولانا عبد الوحید خان مصباحی جالون سابق استاد جامعہ اشرفیہ مبارک پور، حضرت الحاج حافظ وقاری عبد الغفار نوری عرف نوری بابا (اندور) حضرت مولانا محمد محسن نظامی مصباحی سابق شیخ الحدیث دار العلوم تنویر الاسلام امرڈوبھا بستی، حضرت مولانا ڈاکٹر محب الحق قادری گھوسی، حضرت مفتی ظہیر حسن قادری مصباحی ادری (مئو) حضرت مفتی عبد الستار مصباحی سابق شیخ الحدیث جامعہ قادریہ اشرفیہ چھوٹا سونا پور (ممبئی) مولانا قاری آفتاب عالم مصباحی سابق امام وخطیب رسول مسجد (ممبئی) حضرت مولانا غلام یٰسین نعیمی مصباحی استاذ جامعہ نعیمیہ مراد آباد، حضرت مولانا سید اقبال حسنی برکاتی بانی ومہتمم جامعہ برکاتِ منصور، گیا (بہار) مولانا سید خورشید ہاشمی صحافی (پٹنہ) مولانا لیاقت علی اشرفی استاذ جامعہ کاملیہ مفتاح العلوم مہراج گنج، حضرت مولانا محمد قمر الدین مصباحی دار العلوم فیض الرسول سدھارتھ نگر، حضرت مولانا افروز احمد اشرفی مصباحی مبارک پوری، حضرت مولانا محمد امام الدین رضوی دار العلوم فدائیہ اسلام پور (اتر دیناج پور) محترم حسن نواز سیوانی، حضرت مولانا عبد اللطیف قادری مومن پورہ، حضرت مولانا عالم گیر نظامی دار العلوم تنویر الاسلام امروڈھا بستی، حافظ اسرار احمد رضوی جمشید پور (جھارکھنڈ) مولانا مقصود عالم رضوی سرول (ممبئی) حضرت مولانا غلام مرتضیٰ رضوی سیتا مڑھی (بہار) حافظ محمد شاداب قادری دار العلوم فیضان غوثیہ آلاس (مہاراشٹر) مولانا جنید رضا مصباحی ومولانا محمد

ابراہیم خاں مصباحی مہراج گنج، حضرت شاہ محمد محبوب شاہ مینائی عرف بابا سربراہ مدرسہ امیر العلوم مینائیہ گونڈہ، مولانا محمد انیس قادری استاد جامعہ نور العلوم مہراج گنج، مولانا محمد شمس الدین مصباحی دار العلوم حق الاسلام لال گنج مہراج گنج۔

ماہ نامہ ''کنز الایمان'' کی مجلس مشاورت کے ایک اہم رکن حضرت مولانا معین الحق علیمی (ممبئی) اسی غم ناک سال میں ۲۹ر رمضان ۱۴۴۱ھ/ ۲۳ مئی ۲۰۲۰ء کو وصال کر گئے۔ ادارہ ان کے اہل خانہ کو تعزیت پیش کرتا ہے اور ہم سب دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ (آمین) حافظ صاحب کے ان سے اچھے تعلقات تھے اور تعلقات کی بنیاد پر ہی ممبئی سے انھیں حافظ صاحب نے اپنی مجلس مشاورت کا رکن منتخب کیا تھا۔ اب ممبئی سے ان کی جگہ مجلس مشاورت کے رکن سنی دعوت اسلامی کے امیر محترم حضرت مولانا محمد شاکر علی نوری صاحب منتخب کیے گئے ہیں۔ ادارہ ان کا استقبال کرتا ہے اور امید کرتا ہے کہ ماہ نامہ ''سنی دعوت اسلامی'' کے سرپرست ونگراں ہونے کی حیثیت سے ماہ نامہ ''کنز الایمان'' کو بھی اپنے تجرباتی مشوروں سے نوازیں گے۔

ہماری مجلس مشاورت کے ایک معزز عالم دین اور معمر رکن حضرت علامہ بدر القادری صاحب مہینوں سے علیل ہیں، یادداشت نے جواب دینا شروع کر دیا ہے اور لکھنا پڑھنا بھی چھوٹ گیا ہے۔ قارئین سے درخواست ہے کہ حضرت کی شفا وصحت اور سلامتی کے لئے بطورِ خاص دعا فرمائیں۔ حضرت بہت سی تاریخی کتابوں کے مصنف ومؤلف اور مترجم ومرتب ہیں اور سوادِ اعظم اہل سنت وجماعت کی امانت ہیں۔ تعزیتی پیغام وتأثر کے لئے رابطہ کیا لیکن کامیابی نہیں ملی تو ہمارے دوسرے بزرگ رکن مشاورت حضرت مولانا قمر الحسن قمر بستوی (امریکہ) نے رابطہ کر کے ہمیں یہ خبر دی کہ یہ کام کرنا بھی آج کل مشکل ہے۔

☆☆☆

z.barkati@gmail.com

حافظ محمد قمر الدین رضوی

سن ولادت: ستمبر ۱۹۵۶ء۔ سرکاری کاغذات میں یہ سال درج ہے۔ **مقام پیدائش:** صالح پور، ضلع بستی، اتر پردیش

والد کا نام: محمد اسرائیل انصاری، مرحوم۔ **والدہ کا نام:** محترمہ حجن حسنین بانو مرحومہ۔ **اہلیہ:** محترمہ مجید النساء صاحبہ۔

صاحبزادگان: محمد احمد رضوی، محمد ارشد رضوی، دونوں ابھی غیر شادی شدہ ہے اور تجارت کو سنبھال لیا ہے۔ **صاحبزادیاں:** ام حبیبہ، ام سلمہ، ام عارفہ، ام عاتکہ، ام عذرا، تین کی شادی ہو چکی ہیں، ایک کے لئے رِشتے کی درکار ہے جب کہ ایک زیر تعلیم ہے۔

برادران: محمد شمس الدین انصاری، محمد جلال الدین انصاری، حافظ محمد علاء الدین انصاری صاحبان۔ سبھی دینی کتب خانوں کے مالک ہیں، ان کے بچے بھی ہم سفر ہیں۔ سبھی خوش حال ہیں۔ رضوی کتاب گھر، نیو رضوی کتاب گھر بھیونڈی اور مکتبہ امام اعظم دہلی انہی کے کتب خانے ہیں۔

ابتدائی تعلیم اور حفظ: مقامی مکتب میں ابتدائی تعلیم حاصل کی جو سنی سینٹرل وقف بورڈ کی جانب سے چلتا تھا۔ اردو کی تعلیم بھی اسی مکتب میں حاصل کی۔ ایک انتہائی محنتی نابینا حافظ محمد قاسم صاحب دینیات، اردو، حفظ کے استاذ تھے، چند پارے کا حفظ باقی تھا کہ ان کا انتقال ہو گیا، اس لئے تنویر الاسلام میں داخلہ لیا۔

دورۂ حفظ ودستار بندی: دار العلوم تنویر الاسلام امرڈوبھا۔ یہیں ۱۹۷۱ء یا ۱۹۷۲ء میں حفظ کی دستار بندی ہوئی۔

امامت: بقول محمد ایوب صالح پوری بھیونڈی میں کواری کمپاؤنڈ کی مسجد میں امامت شروع کی اور تراویح سنائی۔ یہ ۱۹۷۴ء کا واقعہ ہے۔

تجارت کی ابتدا: ۱۹۷۹ء سے عرس اور جلسوں میں چادر ترپال بچھا کر دکان لگانے لگے پھر لکڑی کی مستقل دکان بنالی۔

دہلی میں قیام: ۱۹۹۵ء اردو مارکیٹ مٹیا محل، جامع مسجد کے مکان نمبر ۴۲۵ میں دکان خریدی۔

عقیدت: حضرت مفتی صوفی محمد نظام الدین نوری برکاتی بستوی علیہ الرحمۃ والرضوان سے بہت عقیدت ومحبت رکھتے تھے۔

بیعت وارادت: شہزادۂ اعلیٰ حضرت، مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مصطفےٰ رضا نوری بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے مرید تھے اور حد درجہ اپنے پیر کو چاہتے تھے۔ نماز کی پابندی کو اپنے پیر کا فیضان بتاتے تھے۔ نماز کی پابندی اور فجر کے بعد قرآن کی تلاوت آپ کی بنیادی خوبی تھی۔

وصال: ۳، ربیع الاول ۱۴۴۲ھ/ ۲۰، اکتوبر ۲۰۲۰ء بروز منگل۔ ہولی فیملی جولینا ہاسپٹل میں ۲۵ر ستمبر سے ۲۰، اکتوبر تک زیر علاج تھے اور علاج کے دوران ہی حرکت قلب بند ہونے سے انتقال ہو گیا۔ **انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔** (برکاتی)

دین وسنیت کی خدمت اور کامیاب تجارت کے سدا بہار سنگم

حافظ محمد قمر الدین رضوی کی عالی شان عمارت ذاکر نگر دہلی میں منعقد اُن کے چہلم کی محفل میں مولانا مقبول احمد سالک مصباحی کا فکر انگیز خطاب

۱۳ ربیع الآخر ۱۴۴۲ھ/ ۲۹ نومبر ۲۰۲۰ء بروز اتوار، ذاکر نگر دہلی حافظ محمد قمر الدین رضوی صاحب کی عالی شان عمارت میں ان کے چہلم کے موقع پر بعد نماز عصر قرآن خوانی کی گئی اور بعد نماز مغرب میلاد پاک کی محفل منعقد ہوئی۔ علی احمد غازی پوری نے قرآن کریم کی تلاوت کی اور علی حسن ابراہیمی (مدرسہ ابراہیمیہ مسجد خلیل اللہ) محمد بلال اور عبدالودود صاحبان (طلبہ جامعہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی) نے نعت رسول مقبول پیش کی۔ مولانا محمد ظفر الدین برکاتی نے خاموشی سے نظامت کے فرائض انجام دیے اور ماہ نامہ کنز الایمان کی مجلس مشاورت کے دہلوی رکن مولانا مقبول احمد سالک مصباحی نے فکر انگیز خطاب کیا۔ سالک مصباحی نے کہا کہ حافظ صاحب کی زندگی سے جس طرح ''خود کی تجارت'' اور ''خود کفیل تجارت'' کا فرق واضح ہوتا ہے، اسی طرح ''ذاتی رسالہ'' اور ''خود کفیل'' ماہ نامہ کا واضح تصور بھی ہو جاتا ہے جس کو ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ رضوی کتاب گھر دہلی سے نومبر ۱۹۹۸ء سے اردو ہندی دو زبانوں میں مسلسل اور بلا ناغہ پابندی سے نکلنے والا ماہ نامہ ''کنز الایمان'' اِس معنی کر خود کفیل ہے کہ حافظ صاحب نے اس کی طباعت واشاعت میں کسی پیر طریقت اور شیخ محترم سے کوئی مالی حمایت نہیں لی بلکہ خود کی حوصلہ مند کفالت کے بل بوتے پر ''کنز الایمان'' کو شان وشوکت کے ساتھ ۲۳ سالوں سے اب تک شائع کیا ہے اور آج خوشی کی بات یہ ہے کہ ان کے دونوں صاحب زادگان محمد احمد رضوی اور محمد ارشد رضوی نے کرونا مہاماری اور لاک ڈاون کی نو ماہہ بدقسمتی کے بعد پھر سے ماہ نامہ ''کنز الایمان'' کو حافظ صاحب کی وراثت ''خود کفالتی اور خود اعتمادی'' کے جذباتی حوصلوں کے ساتھ شائع کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے اور جنوری ۲۰۲۱ء خصوصی شمارہ کے ذریعہ حافظ صاحب کی روح کو خراج عقیدت پیش کر رہے ہیں۔ مولانا سالک مصباحی نے بتایا کہ دہلی شریف کو سوادِ اعظم اہل سنت و جماعت کے لئے دعوتی اقدام اور فلاحی اصلاحی عمل کے لئے زرخیز بنانے والوں میں عالمانہ حیثیت سے سرفہرست علامہ ارشد القادری کا نام آتا ہے تو غازیانہ اور تاجرانہ حیثیت سے حافظ محمد قمر الدین رضوی صاحب کا نام آتا ہے۔

سالک مصباحی نے بتایا کہ حافظ صاحب نے اپنی مبلغانہ جفاکشی اور عامیانہ محنت سے بے شماروں کو روزگار دیا ہے، کامیاب تجارت کا مزاج دیا ہے اور خالص اپنی میگزین کو جماعت اہل سنت کا ترجمان بنا کر یہ سبق دیا ہے کہ ''خودی'' اور ''خود کی'' کی اقبالی کیفیت اور حافظ صاحب کے دینی جذبات سے ناواقف لوگ کچھ بھی تبصرہ کر سکتے ہیں لیکن اِس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتے کہ ان کا ذاتی رسالہ ماہ نامہ ''کنز الایمان'' جماعت اہل سنت کے مدارس ومساجد، درگاہ وخانقاہ اور سبھی مشارب کے مشائخ طریقت کا ترجمان ہے اور مقبولیت کا یہ درجہ للّٰہیت اور منفرد اخلاص وخلوص کے بغیر ممکن نہیں کیونکہ یہ خوش قسمتی سب کے حصے میں نہیں آتی کہ کام اپنا کرو لیکن دنیا اُسے اپنا کام تسلیم کرے جیسے حافظ صاحب کے تجارتی مرکز کو آج ہم لوگ جماعت اہل سنت کا طباعتی اشاعتی مرکز بتانے میں کوئی جھجک نہیں محسوس کر رہے ہیں حالانکہ ہم لوگوں کی عادت جاریہ، ہے کہ بہت سی ثابت شدہ صداقتوں سے بھی انکار کر دیتے ہیں یعنی اِس اپنائیت اور مقبولیت کے پیچھے یقیناً حافظ صاحب کی مخلصانہ دینی جذبات ہیں، اس لئے ہم سب دعا کریں کہ وہی دینی جذبات سب کو حاصل ہوں تاکہ ہم سب نام اور کام دونوں سے مقبول ہو جائیں۔

شیر میوات کے صاحب زادے مولانا عارف رضا اشفاقی نے کہا کہ حافظ صاحب کی بڑی خواہش تھی کہ ''مشائخ دہلی نمبر'' جلدی سے منظر عام پر آ جائے اور خوشی کی بات یہ ہے کہ مولانا محمد ظفر الدین برکاتی صاحب نے اس کے گیارہ سو پچاس صفحات کو تیسری مرتبہ پڑھنے کے لئے پرنٹ آوٹ لے لیا ہے، یہ خوشی اپنی جگہ بڑی حوصلہ افزا ہے اور یہ بتانے میں بھی ہم بہت زیادہ خوشی محسوس کر رہے ہیں کہ حافظ صاحب کو برکاتی صاحب پر بہت بھروسہ تھا، ہم سمجھتے ہیں کہ ان کے صاحب زادوں کو اُس بھروسے کا فائدہ اٹھانا چاہیے۔ عشا کے قریب قل وفاتحہ خوانی کی گئی جس کی ابتدا حافظ محمد سعید اکبر پوری موذن صاحب نے کی اور مولانا امجد رضا علیمی دار القلم نے مکمل کیا۔ مولانا غلام حسن خواجہ بک ڈپو نے درود تاج پڑھا، یہ محفل چہلم اور گیارہویں شریف دونوں کی مشترکہ محفل تھی، اسی مناسبت سے مولانا عارف رضا میواتی نے دعاؤں میں اہل خانہ اور سبھی حاضرین کی تمناؤں کا خیال رکھا، ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کے بعد صلوٰۃ وسلام پیش کر کے چہلم کی محفل ختم ہوئی۔

قرآن خوانی کی تقریب میں جامعہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی مدن پور کھادر، جامعہ قادریہ دار القلم، مدرسہ ابراہیمیہ جامعۃ القرآن مسجد خلیل اللہ، مدرسہ زہرا مدینۃ العلوم قادری مسجد کے اساتذہ اور طلبہ شریک رہے اور بہت سی یونیورسٹیوں کے رہائشی طلبہ بھی شریک رہے اور محفل میلاد پاک میں مولانا محمود غازی ازہری جامعہ حضرت نظام الدین، مولانا زین اللہ نظامی مدرسہ غوثیہ نظام العلوم جسولہ، مولانا اقلیم رضا مصباحی لمراوالے شاہین باغ، مولانا محمد ضیاء الدین برکاتی مبارک پور، مولانا محمد قاسم مصباحی قومی کونسل والے، قاری محمد اشفاق قادری، قاری نبی رضا بریلوی، محمد امام الدین مصباحی سون بھدری، حافظ غلام محی الدین امجدی وغیرہ بہت سے علمائے کرام اور قاری حافظ صاحبان شریک تھے اور مٹیا محل جامع مسجد کے اہل کتب خانہ بھی حاضر تھے۔ (ادارہ)

انوار قرآن

اللہ ہی کا ہے جو اُس نے دیا اور جو اُس نے لیا

عمران احمد ازھری★

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ۔ (البقرۃ:۱۵۵)

ترجمہ: ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے، کچھ مالوں، جانوں اور پھلوں کی کمی سے اور خوش خبری سنا اُن صبر والوں کو۔

الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلاً وَهُوَ الْعَزِيزُ الْغَفُورُ۔ (سورۃ الملک:۲)

ترجمہ: وہ جس نے موت اور زندگی پیدا کی کہ تمہاری جانچ ہو۔ تم میں کس کا کام زیادہ اچھا ہے۔ وہی عزت والا بخشش والا ہے۔

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تَمُوتَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ كِتَابًا مُؤَجَّلاً وَمَنْ يُرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَنْ يُرِدْ ثَوَابَ الْآخِرَةِ نُؤْتِهِ مِنْهَا وَسَنَجْزِي الشَّاكِرِينَ۔ (سورۃ آل عمران:۱۴۵)

ترجمہ: کوئی جان بے حکم خدا، مر نہیں سکتی، سب کا وقت لکھا رکھا ہے اور دنیا کا انعام چاہے ہم اس میں سے اسے دیں اور جو آخرت کا انعام چاہے ہم اس میں سے اسے دیں اور قریب ہے کہ ہم شکر والوں کو صلہ عطا کریں۔

حَتَّى إِذَا جَاءَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُونِ۔ (سورۃ المومنون:۹۹) ترجمہ: یہاں تک کہ جب ان میں کسی کو موت آئے تو کہتا ہے کہ اے میرے رب مجھے واپس پھیر دیجئے۔

نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ۔ (سورۃ الواقعہ:۶۰)

ترجمہ: ہم نے تم میں مرنا ٹھہرایا اور ہم اس سے ہارے نہیں۔

عن أبي زيد اسامة بن زيد بن حارثة مولى رسول الله ﷺ وحبه وابن حبه، رضي الله عنهما، قال: أرسلت بنت النبي ﷺ: إن ابني قد احتضر فاشهدنا، فأرسل يقرئ السلام ويقول: إن الله ما أخذ وله ما أعطى، وكل شيء عنده بأجل مسمى فلتصبر ولتحتسب۔ فأرسلت إليه تقسم عليه ليأتيها فقام ومعه سعد بن عبادة ومعاذ بن جبل وأبي بن كعب، وزيد بن ثابت، ورجال رضي الله عنهم، فرفع إلى رسول الله ﷺ الصبي فأقعده في حجره ونفسه تقعقع، ففاضت عيناه فقال سعد: يا رسول الله ما هذا؟ فقال: هذه رحمة جعلها الله تعالى في قلوب عباده۔ وفي رواية: في قلوب من شاء من عباده، وإنما يرحم الله من عباده الرحماء۔ (۱۱۵، متفق علیہ) ومعنى: (تقعقع) تتحرك وتضطرب

ترجمہ: حضرت ابوزید اُسامہ بن زید بن حارثہ جو رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام ہیں اور آپ کے محبوب ابن محبوب ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی صاحبزادی نے خبر بھیجا کہ میرا بیٹا مرض الموت میں مبتلا ہے لہٰذا آپ تشریف لائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو سلام بھیجا اور فرمایا کہ اللہ کا ہی ہے جو اُس نے دیا اور جو اُس نے لیا اور ہر چیز اللہ کے یہاں ایک خاص متعین وقت کے لئے ہے لہٰذا تم صبر کرو اور اللہ کی جانب سے اجر شمار کرو پھر آپ کی صاحبزادی نے آپ ﷺ کو قسم دِلا کر تشریف لانے کی درخواست کی تو پھر رسول پاک ﷺ کھڑے ہوئے اور آپ کے ساتھ سعد بن عبادہ، معاذ بن جبل، ابی بن کعب، زید بن ثابت اور بہت سے دیگر صحابۂ کرام آپ کے ساتھ تھے۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو آپ کی گود میں بچہ دیا گیا۔ آپ ﷺ نے بچے کو گود میں بٹھالیا اور بچے کی سانس جو رک رک کر چل رہی تھی اُسے دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں بھر آئیں۔ حضرت سعد نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ یہ کیا ہے؟ یعنی آپ کیوں رو رہے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ یہ اللہ کی جانب سے رحمت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں رکھا ہے۔ ایک روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی رحمت کو اپنے بندوں کے دلوں میں رکھا ہے جسے چاہا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے رحیم بندوں پر رحم فرماتا ہے۔ (صحیح بخاری و مسلم، متفق علیہ)

☆☆☆

☆ امام و خطیب رضا مسجد، ذاکر نگر، اوکھلا نئی دہلی

انوار حدیث

علما کا وفات پانا قیامت کی نشانی

محمد گل ریز رضا مصباحی بریلوی

اس فرش گیتی پر بے شمار لوگ روزانہ پیدا ہوتے ہیں اور کثیر تعداد میں اس دنیا سے رخصت ہوجاتے ہیں۔اس ترقی یافتہ دور میں جہاں لوگوں کو ہرطرح کی آسائش وآرام میسر ہے پل بھر میں ایک ملک سے دوسرے ملک میں پہنچ جاتے ہیں۔وہیں دوسری طرف مرنے والوں کی تعداد میں کافی اضافہ ہورہا ہے۔۲۰۲۰ء پوری دنیا کے لیے بڑا نقصان دہ ثابت ہوا ہے۔ایسا لگتا ہے کہ اس سال کو عام الحزن سے تعبیر کیا جائے تو غلط نہ ہوگا۔ہزاروں کی تعداد میں لوگ دنیا سے رخصت ہورہے ہیں۔ایک عام انسان دنیا سے چلا جائے تو اتنی بے چینی کا سبب نہیں لیکن جب جید علمائے کرام اور ماہرین علم وفن بہت تیزی سے رخصت ہورہے ہوں تو باعث تشویش ہے۔اہل علم کا روئے زمین پر موجود ہونا لوگوں کے لیے باعث رحمت وسعادت ہے اوران کا یہاں سے رخصت اور کوچ کر جانا حسرت وافسوس کے ساتھ برائیاں عام ہونے کا سبب بن جاتا ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ یہ علامات قیامت میں سے ہے کہ علم اٹھالیا جائے گا اور جہالت پھیل جائے گی (کھلم کھلا) شراب پی جائے گی اور زنا پھیل جائے گا۔(صحیح بخاری:۸۰ صحیح مسلم:۶۷۸۵)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (قیامت کے قریب) وقت مختصر ہوجائے گا، علم اٹھالیا جائے گا، لوگوں میں بخل عام ہوگا، فتنے رونما ہوں گے اور ہرج بکثرت ہوگا۔صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) ہرج سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: قتل وغارت۔
(صحیح بخاری،۷۰۶۱،صحیح مسلم:۲۶۸۲)

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ علم کو اس طرح نہیں اٹھائے گا کہ اُسے لوگوں (کے سینوں) سے کھینچ لے بلکہ وہ علم کو اہل علم کی وفات کے ذریعے سے اٹھائے گا یہاں تک کہ کوئی عالم باقی نہیں رہے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے۔جب ان سے سوال کیا جائے گا تو وہ بغیر علم کے فتوی دیں گے، لہٰذا وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔(صحیح بخاری:۱۰۰،صحیح مسلم:۶۸۰۰)

عمار بن ابی عمارہ بیان کرتے ہیں کہ جب سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:
علم کا اٹھنا اِس طرح ہے۔آج (زید بن ثابت رضی اللہ عنہ) بہت زیادہ علم دفن کر دیا گیا۔(**المعرفة والتاريخ**،۱/۲۶۱)

اِن تمام دلائل سے معلوم ہوا کہ علم اٹھنے سے مراد علما کا وفات پانا ہے۔آج علماء کی بڑی تعداد وفات پارہی ہے اس لیے معاشرہ میں بدامنی، فتنہ، فساد، لوٹ مار قتل وغارت گری جیسے معاملات بڑھتے جارہے ہیں۔علما کا اِس معاشرہ میں ہونا باعث خیر وبرعافیت اور برکت ہے جہاں بھی علمائے دین رہتے ہیں وہاں کے لوگوں کے لیے خیر وبرکت ہوتے ہیں۔

ابوالعلاء ہلال بن خباب بیان کرتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: اے ابوعبداللہ! لوگوں کی ہلاکت وبربادی کی نشانی کیا ہے؟ انھوں نے فرمایا: جب ان کے علما فوت ہوجائیں۔(مصنف ابن ابی شیبہ ۸/۳۸، ۱۴)

اِس سال ہندو پاک، بنگلہ دیش اور دنیا کے دیگر ممالک سے علمائے کرام جس تیزی سے رخصت ہورہے ہیں کہ اب علم اٹھتا چلا جائے گا۔ جاہل سردار ہوں گے اور پھر دنیا میں فساد برپا ہوگا۔

☆ استاذ جامعۃ المدینہ فیضان عطار ناگ پور

بہت سے علمائے کرام، مشائخ عظام اور تاجر حضرات کو حافظ صاحب کے وصال کی خبر نہیں اور بہت سے حضرات کو وصال کی خبر ہے لیکن اُن پر شائع ہورہے خصوصی شمارہ کی خبر نہیں۔ایسے حضرات اپنے تعزیت اور تاثرات بعد میں بھی بھیج سکتے ہیں۔(ادارہ)

عقیدہ ونظریہ

اِس قوم کو کوئی تعزیت کے آداب سکھائے

آصف محمود★

زوال کی یہ انتہا ہے کہ گدھوں کی طرح یہاں لوگ کفن نوچنے آ جاتے ہیں۔ سوچ رہا ہوں کوئی ہے جو اِس قوم کو تعزیت کے آداب سکھا سکے؟ مولانا خادم حسین رضوی اپنے اللہ کے حضور پہنچ چکے۔ یہ وقت وِداع ہے۔ اس لمحے کے کچھ آداب ہوتے ہیں۔ لازم ہے کہ زبان سے خیر نہ نکل سکے تو زبان تھام لی جائے۔ ہر موقع زہر تھوکنے کا نہیں ہوتا۔ ہر وقت ترکش خالی نہیں کیے جاتے۔ کبھی وجود کو تھام بھی لیا جاتا ہے۔

یہ بات ہماری بنیادی قدروں میں سے ہے کہ جانے والے کی خوبیوں کو یاد کرو۔ ہمارا اخلاقی زوال لیکن اتنا شدید ہو چکا ہے کہ ہم قبر پر مٹی ڈالے جانے کا بھی انتظار نہیں کرتے اور اپنے وجود کا سارا کوڑا باہر پھینک دیتے ہیں۔ ہمیں اس بات کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی کہ تعفن سے دوسروں کا دم گھٹ جائے گا۔

رات گھر لوٹا تو اہلیہ نے خبر دی خادم حسین رضوی کا انتقال ہو گیا۔ جس بوڑھے کی حکمت عملی سے اختلاف کرتے ہوئے ہم نے گھنٹوں ڈرائیونگ کرتے لمبی لمبی بحثیں کی تھیں، اس کی وفات کی خبر سنی تو دکھ ہوا۔ انتقال کی خبر جب بیماری کی خبر سے پہلے آن پہنچے تو تکلیف میں حیرت کا دکھ بھی شامل ہو جاتا ہے۔ یادوں نے ہجوم کیا اور ماضی کا دریچہ کھل گیا۔ خادم حسین رضوی صاحب نے جب راولپنڈی میں پہلا دھرنا دیا تو بڑا مشکل وقت تھا۔ جڑواں شہروں میں منٹوں کا سفر گھنٹوں میں ہونے لگا۔

اُنہی دنوں ایک شام میں نے انہیں اپنے ٹاک شو میں فون پر زحمت دی اور یہی سوال ان سے پوچھ لیا کہ آپ فیض آباد چوک پر بیٹھے ہیں اور لوگوں کو اس سے تکلیف ہو رہی ہے۔ رضوی صاحب نے جواب دیا ''اول تو لوگوں کو گھر جانا ہی نہیں چاہیے، اِدھر ہمارے پاس آنا چاہیے، لیکن اگر پھر بھی کسی کو بیوی کے پاس پہنچنے کی جلدی ہو تو دو گھنٹے تاخیر سے پہنچ جانے پر قیامت نہیں آ جائے گی۔'' تب تک رضوی صاحب سے اتنی آگہی نہ تھی، جواب نے مجھے ششدر کر دیا۔ اوپر سے کیمرا مین ہنسنے لگ گئے۔ رضوی صاحب نے دیکھا کہ یہ اگلا سوال نہیں کر رہا تو پوچھا ''ہور کجھ'' انداز ایسا تھا کہ پتر تو کر اگلا سوال اور میں تیری طبیعت صاف کروں۔ میں نے عرض کی ''نہیں حضرت ہور کجھ نئیں۔ اتنا کافی ہے''

سوال اب ایک اور ہے۔ سوال یہ ہے کہ کسی شخص کے انتقال کر جانے پر ہمارے رویے کیسے ہونے چاہئیں؟ ہمیں یہ بات کیوں سمجھ نہیں آ رہی کہ جب کوئی شخص بچھڑتا ہے تو اس کے چاہنے والوں کے دل غم سے بھرے ہوتے ہیں۔ ہم میں سے ایسا کون ہے جس کی حکمت عملی پر ہم سب متفق ہوں؟ جب تک سانس کی ڈوری سے ہم بندھے ہیں، اختلاف تو رہے گا لیکن کیا یہ ضروری ہے کہ اختلاف کے نشتر سے مرحوم کے وابستگان کو عین اس وقت گھائل کیا جائے جب وہ تجہیز و تکفین میں مصروف ہوں اور دکھ سے بے حال۔ کیا ہم میں اتنی بھی انسانیت نہیں کہ ہم اتنی دیر تک اپنے تیر اور تلواریں رکھ چھوڑیں جتنی دیر میں لواحقین اپنے آدمی کو قبر میں سلا لیں۔

حمید گل مرحوم سے میرا قریبی تعلق تھا۔ جب ان کا انتقال ہوا تو ایک طبقے نے وہ دھول اڑائی کہ الامان۔ عاصمہ جہانگیر کا انتقال ہوا تو یہی سلسلہ ایک بار پھر چل پڑا۔ اب تو روایت سی بن گئی ہے۔ ادھر کسی کی جان نکلتی ہے اُدھر ناقدین حساب کتاب کے کھاتے کھول کر بیٹھ جاتے ہیں۔ کسی کو احساس نہیں کہ یہ رویہ کتنا نامعقول اور کتنا غیر انسانی ہے۔

ایک آدمی، کسی بھی صف اور کسی بھی فکر کا ہو، جب فوت ہو جائے تو وہ وقت اس کے بارے میں کلمہ خیر کہنے اور اس کے لواحقین کو تسلی اور دِلاسے کا ہوتا ہے۔ اس کی توفیق نہ ہو تو آدمی کے لیے مناسب ہے کہ خاموش رہے۔ تنقید کرنے اور جانے والے کی فکر اور حکمت عملی کا جائزہ لینے کے لئے اب عمر پڑی ہوتی ہے۔ ایسی بھی کیا جلدی؟ کم از کم اتنی تہذیب تو ہونی چاہیے کہ تنقید کے ترکش خالی کرنے سے پہلے مرحوم کی قبر کی مٹی خشک ہونے کا انتظار کر لیا جائے۔ نفرتوں کی جو مالا ہم پروئے جا رہے ہیں کیا کسی کو اُس کے آزار کا احساس ہے؟ ایسی بھی کیا سفاکی کہ ہم کسی مرحوم کو وقت رخصت دعا کا آخری تحفہ بھی نہ دے سکیں۔

مرنے والا کسی بھی صف کا ہو، ہم اس کی حکمت عملی کے مداح ہوں

یا ناقد، اس کی خاطر دعائے خیر کے لئے ہاتھ اٹھانے میں کیسا بخل؟ خادم حسین رضوی صاحب کی آج میں ایک ویڈیو دیکھ رہا تھا۔ کس والہانہ انداز سے کہہ رہے تھے کہ

جب روح میری پیراہن خاکی سے نکلے
تو روضے سے صدا آئے وہ میرا فقیر آیا

کیا ہم اِس لمحے اِس دعا پر آمین بھی نہیں کہہ سکتے؟ مجھے نہیں معلوم آپ کا جواب کیا ہے۔ میں تو آمین ہی کہوں گا۔

میں دعا گو بھی ہوں کہ جو گمان رضوی صاحب کو تھا، اللہ اُسے پورا کرے۔ جس روضے والے کے وہ عاشق تھے، خدا کرے وہاں سے انہیں یہ آواز سنائی دے کہ ''لو میرا فقیر آیا'' خدا کرے ان کی خواہش پوری ہو اور کہا جائے کہ یہ اپنا آدمی ہے، اسے کچھ نہ کہو، اسے آنے دو۔ ہمارے پاس جانے والے کے لئے دعاؤں کے سوا ہوتا ہی کیا ہے۔

ہر صف کے انتہا پسندوں کو سوچنا چاہیے کہ دعاؤں پر آمین کہنے میں کیسا بخل۔ اس سے آپ کا کیا جاتا ہے؟ فیس بک پر نظر پڑی، وسی بابا نے کیا خوبصورت بات لکھی ہے ''آپ کو پیغمبر ﷺ کی شفاعت نصیب ہو۔ جس کا نام لیتے آپ اٹھا کرتے تھے'' پڑھ کر خوشی ہوئی۔ رویوں میں بس اتنی سی تہذیب سماج کو نخلستان بنا سکتی ہے۔ ورنہ اس ریگ زار میں ہم سب جھلس جائیں گے۔ تعزیت کے آداب میں یہ کہیں نہیں لکھا کہ کلمہ خیر صرف اُسی کے لیے کہنا ہے جس سے آپ کو کبھی اختلاف نہ رہا ہو۔ انسانی معاشروں میں ایسا اتفاق رائے تو ممکن ہی نہیں۔ ایسے رویوں پر اصرار کا اس کے سوا کیا نتیجہ نکل سکتا ہے کہ معاشروں سے خیر ہی اٹھ جائے۔ خادم حسین رضوی اپنے اللہ کے حضور پہنچ چکے اور ہم ان کے لئے دعا گو ہیں۔

☆☆☆

☆ رکن مصطفوی اسکالرس گروپ، ہفتہ ۲۱، نومبر ۲۰۲۰ء

حافظ صاحب میں بہت اعتدال تھا

حافظ محمد قمر الدین صاحب ایک محنتی انسان تھے۔ انہوں نے بہت محنت سے اپنے کاروبار کو آگے بڑھایا، رضوی کتاب گھر، کو دہلی میں جب قائم کیا تو اس کے فروغ میں جی جان لگا دی۔ شروع کے دنوں میں کچھ وقت تک میں نے ان کے ساتھ کام کیا ہے اور کئی کتابوں کے ہندی تراجم میں، میں نے ان کی مدد کی تھی۔ اگر آپ ریکارڈ نکال کر دیکھیں تو میری باتوں کی تصدیق ہو جائے گی۔ اِن شاء اللہ۔ دہلی آمد کے ابتدائی دنوں میں حافظ محمد قمر الدین صاحب میں اعتدال بہت تھا، اس لئے ان سے میری اچھی خاصی بنتی تھی بعد میں رفتہ رفتہ کاروباری ضرورت کے پیش نظر حافظ صاحب ایک خاص طبقے کی طرف ضرورت سے زیادہ مائل ہوتے جا رہے تھے، اسی بات سے میری ان سے دوری ہوتی گئی پھر بھی ہم دونوں نے تعلقات میں مروت کو کبھی ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ ملاقات پر علیک سلیک خیر خیریت پوچھتے رہتے۔ اکثر ملاقات کے وقت حافظ صاحب، مسکراہٹ کے ساتھ مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھانے کے معمولات پہ گامزن رہے۔ کبھی کبھی بڑے ہی شوق سے مجھے سادہ پان بھی منگوا کر کھلاتے۔ ایک بار حافظ محمد قمر الدین صاحب بھونڈی سے دہلی آئے۔ بریف کیش میں بھاری رقم بھی رکھے ہوئے تھے۔ یہ اُن دنوں کی بات ہے جب دہلی میں ابھی رضوی کتاب گھر نہیں کھولا تھا۔ نئی دہلی سے جامع مسجد میٹیا محل کے لئے رکشہ پکڑا۔ رکشہ والا سوباس چوراہے سے رکشہ ایک انجان گلی میں موڑ دیا اور کہنے لگا اُدھر کرفیو لگا ہے، اس لئے اِدھر سے چلتے ہیں۔ حافظ صاحب کو شک ہو گیا قبل اس کے کہ کوئی حادثہ رونما ہوتا حافظ صاحب اٹیچی لے کر رکشہ سے کود پڑے اور دوڑ کر چوراہے کی طرف آنے لگے اور پھر دوسرا رکشہ پکڑا، دریا گنج والی روڈ پکڑ کے جامع مسجد آئے۔ ادھر دیکھا تو پتہ چلا کہ کوئی کرفیو نہیں، پہلا رکشہ والا جھوٹ بول کر کسی سن سان گلی میں لے جا کر کوئی واردات کرنا چاہ رہا تھا۔ اتفاق سے میں بھی اس وقت دہلی جامع مسجد کے مٹیا محل کے علاقے میں ہی تھا تو حافظ صاحب سے ملاقات ہو گئی۔ حافظ صاحب نے ہی مجھے بتایا کہ اس طرح کے حادثہ سے ابھی ابھی بچا ہوں۔ حافظ صاحب ایک محنتی انسان تھے اور اپنی محنت و لگن سے رضوی کتاب گھر کو نہ صرف دہلی میں قائم کیا بلکہ اُسے ملک کا ایک معروف ادارہ بھی بنایا۔ ایک بار رضوی کتاب گھر میں بجلی کی شارٹ سے آگ لگ گئی تھی بڑا نقصان ہو گیا تھا، اس حالت میں بھی دوبارہ دوکان کو حافظ صاحب نے اپنے پیروں پر کھڑا کر دیا۔ حضرت میر عبد الواحد بلگرامی کی تصنیف ''سبع سنابل'' کی اردو ترجمہ کی اشاعت کی۔ بعد میں میرے دوست حافظ کمال الدین اشرفی (جسونت نگر اٹاوہ) نے اس کے اغلاط کی نشاندہی کی اور مجھے مطلع کیا۔ میں نے قمر الدین صاحب کو بتایا کہ اس میں غلطیاں ہیں اور اس کی فہرست بھی تیار ہو گئی ہے۔ میں نے منگوا کر آپ کو دیتا ہوں بعد میں فہرست دے دی۔ قمر الدین صاحب نے وعدہ کیا کہ ان شا اللہ اس اشاعت میں اس کی تصحیح ہو جائے گی مگر سوئے اتفاق کی وہ اغلاط کی فہرست بھی جس فائل میں رکھی گئی تھی وہ فائل بھی نذر آتش ہو گئی اور بعد میں دوبارہ میں مہیا نہیں کرا سکا۔

حافظ صاحب سے بطورِ انسان ان کے کام اور معاملات سے اتفاق و اختلاف کیا جا سکتا ہے مگر دہلی میں رضوی کتاب گھر کے قیام میں ان کی محنت اور جانفشانی سے انکار نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین یا رب العالمین بجاہ سید المرسلین۔ نوشاد عالم چشتی، علی گڑھ

پس منظر

حافظ محمد قمرالدین: صالح پور بستی سے راجدھانی دہلی تک

محمد قمر الحسن قادری★

۲۰، اکتوبر ۲۰۲۰ء/ ۲ ربیع الاول ۱۴۴۲ھ بروز منگل ۱۲ بجے دن میں (امریکہ کے وقت کے مطابق) دلائل الخیرات شریف کے ورد سے فارغ ہوکر واٹس ایپ کا جائزہ لیا تو اوسان خطا ہوگئے اور سر میں چکر کی سی کیفیت لاحق ہوگئی۔ یہ اس لئے تھا کہ حافظ محمد قمرالدین رضوی مالک رضوی کتاب گھر کے ارتحال کی خبر تھی۔ استرجاع پڑھا۔ دعائے مغفرت کی۔ فاتحہ پڑھ کر روح کو ایصال ثواب کیا اور قبر کی وحشت دور کرنے کے لئے دیر تک دعاؤں میں مصروف رہا مگر احساس شدید تھا۔ صدمہ سے آنکھیں بھیگ گئیں۔ ابھی کل ہی اُن کے بڑے بیٹے عزیزم محمد احمد سلمہٗ سے گفتگو ہوئی تھی۔ میری اہلیہ نے حافظ جی کی اہلیہ سے بات کر کے تمام خیریت معلوم کیا تھا۔ محمد احمد سلمہٗ نے ایک ہی بات کہی کہ بس دعا کیجئے۔ طبیعت بہت خراب ہے، کوئی انجکشن دیا گیا جس سے منھ میں آبلے پڑ گئے ہیں، چہرہ سوج گیا ہے۔ بس دعا کرتے رہیے۔ پھر دوسرے دن کی یہ خبر بڑی حوصلہ شکن تھی۔ وہ بچپن سے میرے ساتھ رہے، جب بھی صالح پور جانا ہوتا تو ہم لوگ مل کر کھیلتے تھے۔ وہ میرے ماموں زاد بھائی تھے اور دوست بھی۔ ہمارا اور ان کا خاندانی شجرہ ایک ہے اور ہم دونوں کے مورث اعلیٰ بھی ایک ہیں۔

خاندانی پس منظر: ہمارے والد ماجد علیہ الرحمہ نے یہ باتیں بتائیں کہ اولاً ہم لوگ پکڑی موضع کے رہنے والے تھے جو اُرْوارہ کے پاس کہیں ہے۔ وہاں غیر مسلم آبادی کی اکثریت تھی، وہ مسلمانوں پر بہت زیادتی کرتے تھے پھر کچھ ایسے واقعات رونما ہوئے کہ وہاں سے نقل مکانی کر کے صالح پور آ گئے اور یہیں بود و باش اختیار کر لی۔ مورث اعلیٰ حضرت جوکھن دادا علیہ الرحمہ نے صالح پور میں مکمل رہائش اختیار کر لی۔ یہاں خاندان پُرسکون رہا اور وقت گزرتا گیا مگر یہاں بھی ایک ناخوشگوار واقعہ رونما ہوا جس سے کچھ لوگ صالح پور میں رہ گئے اور کچھ لوگ ڈنڑوا جب کہ بعض لوگ کیتھولیا جا بسے۔ اس طرح یہ خاندان تین حصوں میں تقسیم ہو گیا۔

مورث اعلیٰ حضرت جوکھن دادا علیہ الرحمہ کی دو اولادیں رہیں۔ محمد شریف دادا، اور حضرت ضیاء اللہ (ولیٔ کامل) حضرت ضیاء اللہ دادا المعروف بہ ہمت بابا یہ غیر شادی شدہ تھے۔ تجرد کی زندگی گزاری اور اسی طرح واصل بحق ہوئے۔ مزار مبارک کیتھولیا جو بسڈیلہ سے دو تین کلو میٹر دور شمال مغرب میں واقع ہے، موجود ہے مگر محمد شریف دادا علیہ الرحمہ سے دو اولادہوئیں باب اللہ اور سعد اللہ علیہما الرحم۔

حضرت باب اللہ سے ڈنڑوا کا خاندان آباد ہوا، اور خوب پھولا پھلا جب کہ حضرت سعد اللہ دادا سے صالح پور کا خاندان پروان چڑھا پھر سعد اللہ دادا علیہ الرحمہ کی پانچ اولاد ہوئیں: سُلَیْمَنْ، اُمیدن، رسولن، جمائی اور چھوٹک۔ رسولن دادی کے یہاں چار اولادیں ہوئیں عبدالحمید، عبدالنعیم، عبدالکریم اور محمد اسلام جبکہ چھوٹک نانا علیہ الرحمہ سے دو اولادیں ہوئیں: محمد اسحاق اور محمد اسرائیل۔

محمد اسحاق ماموں علیہ الرحمہ کے یہاں سات اولادیں ہوئیں دو بیٹے اور پانچ بیٹیاں۔ بدرالدین اور ناصرالدین۔ ناصرالدین دہلی میں ہی رضوی کتاب گھر سے وابستہ ہیں جب کہ بدرالدین وطن یعنی صالح پور میں رہتے ہیں۔ محمد اسرائیل ماموں کے یہاں بھی سات اولادیں ہوئیں چار بیٹے اور تین بیٹیاں۔ بھائی محمد شمس الدین، حافظ محمد قمرالدین، محمد جلال الدین اور حافظ علاء الدین۔

صاحب تذکرہ حافظ محمد قمرالدین رضوی علیہ الرحمہ سن ۱۹۵۶ء میں صالح پور میں پیدا ہوئے، وہیں گاؤں میں حفظ کی تعلیم ہوئی تھی۔ ایک حافظ صاحب بچوں کو حفظ پڑھاتے تھے۔ وہیں ابتدائی تعلیم اور حفظ مکمل کیا۔ یہ وہی دور ہے جن دنوں راقم الحروف دارالعلوم اہل سنت تدریس الاسلام بسڈیلہ میں زیر تعلیم تھا اور حفظ کی تکمیل کر رہا تھا۔ حفظ مکمل کرنے کے بعد کچھ دنوں گھر پر ہی رہے۔ معاشی تنگی کے سبب بھیونڈی کا رخ کیا۔ یہاں تراویح سنانے کے لئے آئے تھے پھر وہیں امامت بھی سنبھال لی۔ کچھ دنوں تک امامت کا فریضہ انجام دیتے رہے پھر آہستہ

آہستہ کچھ کتابیں بھی خرید کر فروخت کرنے لگے۔

یہ ان کی زندگی کا ابتدائی مرحلہ تھا جہاں سے وہ آگے بڑھنے والے تھے۔ کوئی ۱۹۷۴ء سے وہ جلسوں اور اعراس کی جگہوں پر مساجد ومزارات پر ریڑھی لگانے لگے جس میں اللہ تعالیٰ نے برکتیں دیں اور راستہ کھول دیا۔

حافظ محمد قمر الدین مرحوم کے یہاں کل سات اولادیں ہوئیں دو بیٹے محمد احمد اور محمد ارشد اور پانچ بیٹاں ام حبیبہ، ام سلمہ، ام عارفہ، ام عاتکہ اور عذراء۔ حافظ جی مرحوم نے اپنے بچوں کو تعلیم سے آراستہ کیا۔ عزیزم محمد احمد سلمہ نے ہائی اسکول مکمل کیا جب کہ عزیزم محمد ارشد سلمہٗ نے بزنس میں بیچلر کی ڈگری حاصل کی۔ بیٹیوں میں ام عارفہ عالمہ ہیں۔ ام عاتکہ نے اردو میں ایم اے کیا اور ام عذراء ابھی ماسٹر کر رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان بچوں کو ہمیشہ خوش رکھے اور اُن کی زندگیاں کامیاب فرمائے۔ آمین

رضوی کتاب گھر کا قیام: دس سال کی محنت شاقہ اور تگ ودو کے بعد انہوں نے کتب خانہ قائم کرنے کا مکمل ارادہ کرلیا چنانچہ ۱۹۷۹ء میں غیبی نگر روڈ پر لب سڑک ایک دکان خرید کر ''رضوی کتاب گھر'' نام رکھ دیا۔ ان کا مقصد امام اہل سنت کی کتابوں کی کثرت سے اشاعت تھا۔ اس وقت اہل سنت و جماعت کے مکتبے قائم تو تھے مگر ان کے کاموں کا دائرۂ کار محدود تھا۔ کانپور، الہ آباد، مبارک پور اور بریلی شریف میں سنیت کی کتابیں طبع ہوتی تھیں اور فروخت کی جاتی تھیں۔

حافظ جی مرحوم تگ ودو میں لگے رہتے تھے، اکثر کانپور جانا ہوتا اور مال زیادہ تر وہیں سے اٹھاتے تھے۔ اس طرح شبانہ روز کی جہد مسلسل سے ''رضوی کتاب گھر'' نے اپنا وقار بنانا شروع کردیا۔ کثرت سے سنی حضرات کی کتابیں یہاں سے اشاعت پذیر ہونے لگیں اور دیکھتے دیکھتے یہ ادارہ پورے ملک میں متعارف ہوگیا۔ حتیٰ کہ پاکستان میں بھی اس نے اپنا مقام بنالیا۔ اس ادارے کی خوبی یہ ہوتی تھی کہ جو کتاب بھی اس کے ذریعے چھپتی اس کی طباعت، پروف ریڈنگ، بائنڈنگ وغیرہ کا خاص خیال رکھا جاتا تھا۔ جن دنوں میں ممبئی میں تھا تو کئی کتابوں کی آڈیٹنگ میں نے خود بھی کی۔ اس سے قاری مطمئن ہوتا ہے اور مکتبے کا وقار اُس کی نگاہ میں بلند ہوتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے ہر طرح کی کتابیں چھاپنا شروع کیا۔ بمبئی، دہلی اور دیگر شہروں میں اس کی ایجنسیاں قائم کیں اور اس طرح سے ایک طرف فروغ سنیت کا کام ترقی کرتا رہا تو دوسری طرف رضوی کتاب گھر کی جڑیں مضبوط ہوتی رہیں۔ ان کی محنت، لگن اور مشقت نے رضوی کتاب گھر کو بام عروج پر پہنچادیا۔

جب کام کی رفتار بڑھی تو امامت کی ذمہ داری میں دشواریاں نظر آنے لگیں چنانچہ آپ نے اس سے سبکدوشی حاصل کرلی۔ اب دکان تھی اور کام کی رفتار۔ بھیونڈی میں اپنا مکان ہوچکا تھا، اس لئے بچوں کو بھی لائے تو فراغت نصیب ہوئی اور کام میں یکسوئی آئی۔ بڑے اعراس جتنے بھی ہوتے آپ کا اسٹال وہاں لگتا اور کتابیں بھی کافی مقدار میں فروخت ہوتیں کیوں کہ آپ نے طباعت وغیرہ کی حسن کارکردگی کی بنیاد پر لوگوں کا اعتماد حاصل کرلیا تھا۔

رضوی کتاب گھر کا سارا کام دہلی میں ہوتا جس کی وجہ سے بار بار آنے جانے میں مشکلات کا سامنا تھا، وہ چاہتے تھے کہ دہلی میں کوئی ٹھکانہ مل جائے تو طباعت میں آسانی ہوگی مگر یہ کام اتنا آسان نہیں تھا پھر بھی انہوں نے ہمت نہیں ہاری، ایک بار مجھ سے کہنے لگے کہ ''سوچتا ہوں دہلی میں بھی ایک شاخ قائم کردوں اور یہیں رہ کر بھیونڈی کے کام کو آگے بڑھاؤں کیوں کہ بار بار آنے جانے میں اخراجات بھی بہت پڑتے ہیں اور مشکلات بھی بہت ہوتی ہیں۔ یہاں سے کام بہت آسان ہوجائے گا۔'' مگر ابھی دہلی میں قیام کی منزل دور تھی تاہم وہ کوشش میں لگے رہے پھر ۱۹۹۵ء میں دہلی میں کام کا آغاز کردیا۔ اس میں اُن کو زیادہ دشواری نہیں ہوئی کیوں کہ ہمیشہ سے کام یہیں سے کیا تو سبھی راستے کھلے ہوئے تھے۔ اس طرح مٹیا محل میں ان کو کرائے پر دکان فراہم ہوگئی۔

یہ اُن دنوں کی بات ہے جب حضرت مولانا یٰسٓ اختر مصباحی صاحب ماہنامہ ''حجاز جدید'' دہلی نکالا کرتے تھے۔ اُن سے برابر رابطہ میں رہ کر کام کی نوعیت خوب سے خوب تر ہوتی چلی گئی اور اس طرح ''رضوی کتاب گھر دہلی'' کا قیام بھی ہوگیا مگر مرکز بھیونڈی کا ''رضوی کتاب گھر'' ہی رہا۔ دہلی کو انہوں نے شاخ کے طور پر رکھا، اگرچہ سارا کام دہلی میں ہی ہوتا تھا۔ رضوی کتاب گھر کی اِس توسیع سے معاشی خوش حالی بھی آئی اور دہلی میں اہل سنت و جماعت کی ایک شناخت بھی ہوئی۔

دہلی میں رضوی کتاب گھر: اہل سنت و جماعت کے لئے تقسیم ہند کے بعد دہلی ایک اجنبی زمین بن کر رہ گئی تھی پھر کچھ مقتدر علمائے اہل سنت نے اس کی طرف قدرے توجہ کی مگر زمین اتنی

سخت تھی کہ اس کو قابو میں کرنا دشوار تھا، طباعت ونشریات کے لئے دہلی سب سے زیادہ موزوں جگہ تھی مگر یہاں غیروں کا تسلط اور وہ اس زمین پر اہل سنت کا وجود برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ اس لئے کوئی خاص توجہ نہیں کی گئی۔ خود دہلی میں جو حضرات مسلکی طور پر اہل سنت کے متبع تھے وہ اپنی خاموشی میں عافیت سمجھتے مگر **کل شئ مرھون باوقاتھا** کے مطابق پھر وہ وقت آ گیا جب دہلی میں اہل سنت کے مکتبہ جات قائم ہونے شروع ہوئے۔ رضوی کتاب گھر نے ۱۹۹۵ء میں اپنا قدم جمانا شروع کر دیا اور اس طرح دہلی میں اس کا قیام ہوا۔ حضرت مولانا یٰسین اختر مصباحی صاحب کی رہنمائی میں حافظ محمد قمر الدین مرحوم نے مٹیا محل سے اپنا کام شروع کر دیا۔ چونکہ حجاز جدید اس وقت بڑی شان وشوکت سے نکل رہا تھا اور حضرت مصباحی صاحب اپنے اثر ورسوخ سے ایک مقام بنا چکے تھے، اس لئے رضوی کتاب گھر کو استحکام مل گیا پھر یہاں سے رضوی کتاب گھر کی اٹھان شروع ہوئی مگر اُس کو انہوں نے بھیونڈی کے رضوی کتاب گھر کی برانچ کے طور پر رکھا۔ اصل کو بھیونڈی میں رہنے دیا۔ یہ اُن کی دور اندیشی تھی کہ اگر خدانخواستہ کوئی ایسی بات پیش آئے جس سے ادارہ متاثر ہو تو اصل ادارہ پر کوئی آنچ نہ آنے پائے۔

دہلی میں اس کے قیام سے رضوی کتاب گھر کی ایک نئ صبح طلوع ہوئی اور کام میں تیزی آئی۔ طباعت واشاعت میں آسانی ہوئی اور کثرت سے کتابوں کی پبلشنگ نے پورے ہندوستان کو گھیر لیا۔ جگہ جگہ اس کی ایجنسیاں قائم ہوئیں، اس طرح سے ایک ساتھ کئی فائدے ہوئے۔ رضوی کتاب گھر نے چھوٹی کتابوں سے لے کر ضخیم کتابوں تک کی اشاعت کی اور ہندو پاک میں اپنا ایک معیار قائم کر لیا۔ اُن کی دن رات کی کوششوں نے رضویات کے فروغ کے ساتھ ساتھ دہلی میں اپنا وجود منوالیا اور یہاں کے بڑے بڑے تاجران کتب بھی اُن کے زیر اثر آ گئے مگر

میں کہاں رکتا ہوں عرش وفرش کی آواز سے
مجھ کو جانا ہے بہت اونچا حد پرواز سے

انہوں نے ایک اور منصوبہ بنایا کہ ایک جریدہ اہل سنت و جماعت کی نمائندگی کرنے والا شائع کیا جائے اس کے لئے انہوں نے کئی سال تک غور وخوض کیا۔ ایک بار مجھ سے کہنے لگے:

''میں ایک مجلہ نکالنا چاہتا ہوں جو کہ اردو اور ہندی دونوں میں ایک ساتھ شائع ہو پھر اُس کو انگریزی میں بھی نکالنے کا ارادہ ہے۔''

ماھنامہ کنز الایمان دھلی: نومبر ۱۹۹۸ء میں وہ ساعت ہمایوں آ گئی اور ''کنز الایمان دہلی'' کا آغاز ہو گیا۔ مجلّے کا نام خود اس بات کا غماز ہے کہ یہ مکمل امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے افکار کا داعی ہے۔ اس ماہنامے میں جو اداریہ ہوتا تھا اُس نے ایک روح پھونک دی۔ حضرت مولانا یٰسین اختر مصباحی مدظلۂ العالی جو اپنے قلم کی طہارت، موضوع کی سنجیدگی اور مضمون کی گہرائی کے تعلق سے مشہور ہیں نے اداریئے میں ایسی جان پھونکی کہ قاری شدت سے اس کا انتظار کرنے لگا۔ ایک موقع پر مفکر اسلام علامہ قمر الزماں اعظمی مدظلۂ العالی نے مصباحی صاحب سے فرمایا ''آپ کا وقیع اداریہ دیکھ کر ڈر لگتا ہے کہ کہیں کوئی آپ کو نظر نہ لگا دے۔''

نہ صرف اداریہ بلکہ مضامین کی وقعت وتحقیق، عصری مقالات، ضرورت قاری اور مسلکی ترجیحات سے ہر مجلہ روشن ہوتا تھا۔ اکابرین سے لے ہم عصر اور اصاغر تک کے مضامین اس کے صفحات کی زینت بنتے رہے ہیں۔ چناچہ دیکھتے دیکھتے یہ نہ صرف ہندوستان بلکہ پاکستان میں بھی ممتاز مجلّات میں شمار کیا جانے لگا اور اس کی کھپت کئی ہزار تک پہنچ گئی۔ مولانا یٰسین اختر مصباحی صاحب کی مصروفیت زیادہ بڑھی تو نومبر ۲۰۰۷ء میں انہوں نے اس سے معذرت کر لی مگر ادارے سے مشیر اعلیٰ کی حیثیت سے ابھی تک تعلق باقی ہے۔ اُن کے بعد ۲۰۰۷ء میں ادارتی ذمہ داری مولانا محمد ظفر الدین برکاتی صاحب نے سنبھالی۔ انہوں نے بھی مجلّے کا وقار گرنے نہیں دیا بلکہ اس کو باقی رکھا۔ ان کا بھی اداریہ عصری جواہر پاروں اور تقاضوں سے مزین ہوتا ہے۔

ماہنامہ کنز الایمان کی خوبی یہ ہے کہ دو زبانوں اردو اور ہندی میں مسلسل شائع ہو رہا ہے مگر اِس بائیس (۲۲) سال کے عرصے میں کبھی کوئی ماہ نامہ ناغہ نہیں ہوا۔ یورپ اور امریکہ میں بھی اس کے قارئین کی اچھی بھلی تعداد موجود ہے۔ حالاں کہ ماہناموں کا حال یہ ہوتا ہے کہ بڑے طمطراق سے شروع ہوتے ہیں اور مالی کمزوری کے سبب دم توڑ دیتے ہیں۔ ماہنامہ کنز الایمان کو بھی خسارے سے گزرنا پڑا مگر یہ حافظ محمد قمر الدین کی ہمت تھی کہ اس کے باوجود یہ شائع ہوتا رہا۔ اس رسالے نے معتقدات اور اعمال کی اصلاح میں خاصہ کردار ادا کیا ہے۔ کئی ایک نمبر بھی نکالے، خدا کرے کہ صاحبزادگان بھی اس کو مسلسل رکھ سکیں۔

اس سلسلے میں قارئین کرام سے میں التماس کروں گا کہ ان بچوں کو حوصلہ بخشیں کیوں کہ یہ اہل سنت و جماعت کی تحریکی امانت ہے اور اس کو باقی رکھنے کی ذمہ داری سب کی ہے۔

علاوہ ازیں رضوی کتاب گھر دہلی نے اہل سنت و جماعت کی ضرورتوں کو محسوس کرتے ہوئے ایک اور پروگرام بنایا کہ اسلامی کلینڈرز نکالنا شروع کیا۔ رضوی کیلنڈر اور رضا اسلامک ڈائری نے بھی بہت مثبت کام کیا ہے۔ جماعت اسلامی کی ڈائری عوام اہل سنت بھی استعمال کیا کرتے تھے کیوں کہ ہمارے پاس ایسا کوئی متبادل نہیں تھا کہ جس کو حاصل کر کے اُس سے کنارہ کشی حاصل کریں مگر اللہ تعالیٰ حافظ محمد قمر الدین کو کروٹوں جنت نصیب فرمائے انہوں نے ''اسلامک رضا ڈائری'' شائع کر کے مسلکی طور پر بھی بڑا کام کیا۔ ڈائری اپنے تفردات میں بڑا امتیاز مقام رکھتی ہے۔ دینی معلومات، اعراس وغیرہ کی تاریخیں اور خاص کر ادھر کئی سالوں سے پورے ہندوستان کے سنی علماء کی ایک ڈائریکٹری بھی ہے۔ جس کا نام اور نمبر درکار ہو، رابطے کا فون نمبر موجود ہے۔ سفر و حضر کے مسائل ہیں۔ اہل ست کے مشائخ کے زریں اقوال ہیں اور جگہ جگہ اعلیٰ حضرت کے پند آموز اقوال منقول ہیں۔ اس لئے یہ اپنے اندر ایک سمندر رہے۔

ذاتی پریس: کام بڑھا تو ذاتی پریس کی ضرورت کا شدت سے خیال آیا۔ اس سے طباعت میں خود کفالتی ہو جاتی ہے۔ انہوں نے برسوں پہلے اس کا منصوبہ تیار رکھا تھا۔ ایک بار مجھ سے کہنے لگے ''آپ دہلی میں پریس لگا دیں اور ہم اس کی ذمہ داری پوری کریں گے'' مگر یہ اپنے بس میں کہاں تھا، بہر حال انہوں نے پریس لگا لیا۔ جب لگ گیا تو ایک بار فون پر کہنے لگے کہ:

''میں نے پرانا پریس خرید لیا ہے اور کام شروع ہو چکا ہے۔ اس بار آپ آئیں گے تو خوش ہو جائیں گے۔''

پھر میں جب امریکہ سے انڈیا گیا تو بہت خوش تھے، بولے آیئے آپ کو پریس دِکھاتے ہیں۔ چنانچہ مغرب کے بعد وہاں پہنچے۔ پریس چل رہا تھا، کام ہو رہا تھا۔ ایک طرف پرنٹنگ ہو رہی تھی، دوسری طرف گتا بندی اور وہیں پر بائنڈنگ بھی۔ گویا انہوں نے تمام ضروری چیزوں کو اپنے قبضے میں کر لیا تھا۔ دیکھ کر مسرت ہوئی اور دعائیں نکلیں۔ وہ بڑی صلاحیتوں کے مالک تھے، انہوں نے یہ سب کچھ اپنے بل بوتے پر کیا۔ اُن کا خاندانی پس منظر بھی ایسا نہیں تھا جس کی بنیاد پر اتنا بڑا کام کیا جا سکتا، ان کے عزم میں صلابت، ارادوں میں پختگی اور حوصلہ تھا۔

ع　ہم عزم جواں ہر لحہ دواں رکھتے ہیں ہمیشہ آگے قدم

انتقال کی خبر جب مفکر اسلام علامہ قمر الزماں اعظمی صاحب مدظلہٗ العالی نے سنی اور یہ پتہ چلا کہ وہ میرے عزیز تھے تو انہوں نے فون کر کے مجھ سے تعزیت کی، ارشاد فرمایا:

''اس مختصر سی عمر میں انہوں نے بہت بڑا کام کیا، اہل سنت و جماعت کو ایک نوع کی شناخت عطا کی اور طباعت میں ہم کو خود کفیل کر دیا۔ وغیرہ'' اُن کی اسی ادا نے اکابر سے لے کر اصاغر تک کے علمائے اہل سنت کو ان کا گرویدہ بنا دیا تھا کہ انہوں نے امام احمد رضا کے بے لوث کاموں کے ذریعے ملت اسلامیہ کو بہت کچھ دیا۔

اخلاق و عادات: وہ بڑے ملنسار تھے جو کہ تجارت کے لئے لازم ہوتا ہے۔ بہت خندہ پیشانی سے ملتے۔ شناسا ہو یا غیر شناسا۔ اُن کا برتاؤ پُرکشش تھا۔ آفس میں رہتے تو کوئی بھی آتا اُس کو فوراً چائے پیش کرتے۔ اکثر علمائے کرام، دہلی کبھی کسی کام سے آتے تو اُن سے ضرور ملتے تھے۔ اجمیر معلی میں حضرت مولانا سید محمد مہدی حسن میاں چشتی سے گہرے روابط، بریلی شریف کے صاحب سجادہ حضرت مولانا سبحان رضا میاں سبحانی سے گہرے روابط تھے۔ ایک بار رات میں اُن کے یہاں عشائیہ پر گھر حاضر ہوا، رات کا کوئی دس یا گیارہ بج رہا تھا۔ سبحانی میاں سے بات ہوئی۔ مہدی میاں کے یہاں جب بھی گیا تو حافظ جی کی خیریت معلوم کی۔ مبارکپور میں حضرت مولانا محمد احمد مصباحی اور حضرت مولانا عبد المبین نعمانی صاحب سے گہرے مراسم تھے۔ مارہرہ مطہرہ حضرت امین میاں سے بھی اچھے مراسم تھے۔

اگر کوئی اُن سے ملتا تو راقم الحروف کا تذکرہ کرتے کہ وہ میرے پھوپھی زاد ہیں۔ مولانا جلال الدین ازہری ایک بار النور مسجد میں ہمارے یہاں آئے تو کہنے لگے ''میں آپ سے خود بھی ملنا چاہتا تھا۔ ایک بار حافظ محمد قمر الدین کے یہاں گیا جب ان کو معلوم ہوا کہ میں جامعہ ازہر مصر میں زیر تعلیم ہوں تو بڑی خوشی کا مظاہرہ کیا اور آپ کے بارے میں بہت دیر تک باتیں کی بلکہ فون بھی لگایا مگر شاید یہاں رات کا وقت تھا بات نہیں ہو سکی۔''

اس طرح کے اور بھی واقعات ہیں۔ علماء اپنی کتابوں کی اشاعت کے لئے آتے، اُن سے گفتگو کرتے اور مناسب نرخ پر اُن کی کتابیں

چھاپتے تھے۔سنیت کی اشاعت ان کا اولین موقف تھا،اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو بے پناہ برکتوں سے نوازا تھا۔غصہ بہت کم کرتے تھے۔ کاروبار میں اصول پسندی پر عمل کرتے،ہر کام میں تیزی تھی،چلتے تو بہت تیز، میں اکثر اُن سے کہا کرتا تھا کہ ’’آپ کو دو بیماریاں نہیں ہوسکتیں،ایک شوگر،دوسری بلڈ پریشر کیوں کہ آپ کے چلنے کا انداز دوڑنے کا ہے اور یہ بذات خود اکسرسائز ہے‘‘ تو بہت ہنستے تھے۔

خاندان کے ساتھ حسن سلوک: اللہ تعالیٰ نے جس طرح نوازا تھا،اسی طرح کشادہ قلبی بھی عطا فرمائی تھی۔جس طرح سے انہوں نے ترقی کی اُس پر انہوں نے کبھی بھی نہ غرور کیا نہ ہی خود غرضی کا مظاہرہ۔بھیونڈی میں پیر جمنے کے بعد یکے بعد دیگرے بھائیوں کو بلا بلا کر سیٹ کرتے رہے۔اس کے علاوہ عبدالحمید ماموں جو حافظ جی کے چچا ہوتے تھے اُن کے بچوں سعید سلمہٗ وغیرہ کو بھی بلا کر سب کو سیٹ کیا۔جب دہلی آگئے تو غیبی نگر بھیونڈی کی دکان اپنے بڑے بھائی شمس الدین کو دے دی اور چھوٹے بھائی حافظ علاء الدین کے لئے ایک نئی دکان خرید کر مال کے ساتھ ان کو دے دی،یہ بڑی بات تھی۔

اُن کے دل میں خاندان کے لئے بڑی ہمدردی تھی پھر دہلی آنے کے بعد جب کام بہت پھیل گیا تو منجھلے بھائی جلال الدین جو صالح پور گاؤں میں رہتے تھے،اُن کے بڑے بیٹے امام الدین کو بھی اردو بازار مٹیا محل کی اپنی دکان دے دی۔اسی طرح بڑے والد محمد اسحاق ماموں کے چھوٹے بیٹے ناصر الدین کو بائنڈنگ میں لگا دیا۔شادی بیاہ وغیرہ کے اخراجات خود برداشت کرتے۔

غالباً اُسی طرز عمل سے اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت نوازا۔وطن صالح پور میں اچھا مکان بنوایا جس میں جلال الدین رہتے ہیں۔بھیونڈی میں مکان بنوایا تو شمس الدین بھائی اور علاء الدین کو دے کر خود دہلی چلے آئے اور پھر یہاں بھی برسوں کرائے کے مکان میں رہ کر ذاکر نگر میں اپنا فلیٹ خریدا یعنی اپنی اولاد کو بہت کچھ دے کر گئے۔رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

سانحۂ ارتحال: ۲۵؍ستمبر کو سانس لینے میں تکلیف محسوس ہوئی تو قریبی اسپتال ہولی فیملی میں داخل کر دیے گئے مگر مرض میں شدت ہونے پر پھر اُن کو آئی سی یو میں منتقل کر دیا گیا،اس طرح کوئی ۲۰؍اکتوبر تک انتہائی نگہداشت میں رہے مگر مشیت الٰہی میں کچھ اور مقدر تھا،اس لئے اسپتال ہی میں نمونیہ ہو گیا پھر دورۂ قلب کی وجہ سے ۲۰؍اکتوبر ۲۰۲۰ء بروز منگل ۸؍بج کر ۵۰؍منٹ پر شب میں اِس جہان فانی کو خیر باد کہہ دیا۔**اِنا للہ واِنا الیہ راجعون۔**

انتقال سے قبل ان کے بڑے بیٹے محمد احمد سلمہٗ سے بات ہوئی تو بتایا کہ حالت ٹھیک نہیں ہے،دعا کیجئے مگر یہ گمان تھا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ صحت یاب ہو جائیں گے پھر اچانک یہ خبر ملی کہ وہ زندگی کی بازی ہار گئے ہیں۔**انا للہ وانا الیہ راجعون**

چھوٹے بیٹے محمد ارشد نے بتایا کہ انتقال سے قبل ایک دن فون پر سب سے بات کی اور بچوں کو سمجھایا۔بھائی یعنی محمد احمد کو نصیحتیں کیں۔ہم لوگوں نے کہا کہ ابو ایسی بات کیوں کرتے ہیں؟ آپ گھر آجائیں گے مگر مشیت کا چاہا ہوا۔بعد نماز عصر وہیں دہلی میں جنازہ ہوا،وہیں مقامی قبرستان میں سپرد خاک کر دِیے گئے۔جنازے میں علمائے کرام اور اکابرین نے کافی تعداد میں شرکت کی۔ڈاکٹر فضل الرحمٰن شرؔر مصباحی، پروفیسر غلام یحییٰ انجم مصباحی،شہزادۂ قائد اہل سنت غلام ربانی صاحب، مولانا محمد یعقوب علی خان قادری،مولانا محمد احمد نعیمی،مولانا فیضان احمد نعیمی،مولانا محمد ظفر الدین برکاتی (وغیرہ) جامعہ حضرت نظام الدین اولیاء کے استاذ قاری محمد مظہر الدین عزیزی نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔

چار سال قبل ۸؍جولائی ۲۰۱۶ء جمعہ کو اُن کی والدہ کا انتقال ہوا، وہ بھی یہیں دہلی میں دفن کی گئیں۔**ان کل انسان یخلق من طین البقعۃ التی یدفن فیھا۔** (تفسیر قرطبی،ج ۷،ص ۱۱۰،سورہ النجم)

آدمی زمین کے جس حصے کی مٹی سے بنا ہوتا ہے وہیں دفن کیا جاتا ہے۔اِس سے پتہ چلا کہ اُن کا اور اُن کی والدہ کا خمیر،دہلی کی مٹی سے گندھا ہوا تھا۔رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما

اللہ تعالیٰ بچوں کو ترقیاں نصیب فرمائے اور حادثات ارضی وسماوی سے محفوظ فرمائے اور حافظ جی کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

میں اپنے اِس شعر پر قلم روکتا ہوں کہ

وہ میرا ماموں زاد برادر تھا میرا دوست
میرے لئے وہ اپنی کمی چھوڑ کر گیا

☆☆☆

ہوسٹن،ٹیکساس،امریکہ

اِن شاء اللہ آئندہ کسی شمارے میں مشیر اعلیٰ حضرت مولانا یٰسین اختر مصباحی کا تعزیتی مضمون بھی ملاحظہ کریں گے۔ (ادارہ)

منظر نامہ

ماہ نامہ کنزالایمان کی اشاعت، حافظ صاحب کی جسارت اور کرامت

مولانامبارک حسین مصباحی★

۲۰، اکتوبر ۲۰۲۰ء کو منگل کی شب میں ۹ بجے کے قریب حضرت حافظ محمد قمر الدین رضوی ہولی فیملی ہاسپٹل دہلی میں وصال فرما گئے۔ ۲۵ دسمبر ۲۰۲۰ء کو سانس لینے میں دقت کی وجہ سے ایڈمٹ ہوئے۔ آپ کے ساتھ آپ کی اہلیہ محترمہ بھی ایڈمٹ ہوئیں مگر وہ تو دس دن کے بعد صحت مند ہو گئیں۔ سنا دم بخود رہ گیا، ہمیں بھی شدید افسوس ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پڑھا۔ چند سورتیں تلاوت کر کے انھیں ایصال ثواب کیا، حالاں کہ اس سے قبل ہم لوگ مسلسل صحت یابی کی دعائیں کر رہے تھے۔ بارگاہِ الٰہی میں دعا گو ہیں کہ انھیں جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اہلیہ محترمہ، اولاد اور اہل خانہ کو صبر وشکر کی توفیق سے سرفراز فرمائے۔ آمین

رضوی کتاب گھر دھلی: حضرت حافظ محمد قمر الدین رضوی علیہ الرحمہ حفظ وقرأت سے فراغت کے بعد بھیونڈی، مہاراشٹر تشریف لے گئے۔ حافظ صاحب کسی دولت مند خاندان کے فرد نہیں تھے مگر عزم وہمت کی دولت خوب پائی تھی، عزم واستقامت کے کوہِ گراں تھے، جب آپ کسی بڑے کام کا منصوبہ بناتے تو آپ کی نظر جیب پر نہیں بلکہ ہمیشہ منزل مقصود پر رہتی تھی۔ اسی جذبۂ جنوں خیز سے آپ بڑے سے بڑا کام کر لیتے تھے، فکر وتدبر کے بادشاہ تھے، بروقت رقم کا انتظام کیسے کرنا ہے، اپنی دور اندیشی سے بیٹھے بٹھائے بڑی بڑی رقمیں حاصل کر لیتے تھے، آپ اپنی حکمت عملی سے اپنے سارے کام بآسانی پایۂ تکمیل کو پہنچا دیتے تھے۔

ایک بار ہم لوگوں سے رضوی کتاب گھر دہلی میں اپنا ایک مرادآباد کے سفر کا واقعہ بیان فرمایا کہ ہم مرادآباد کے لئے نکل گئے، بس میں جب کنڈکٹر نے ٹکٹ کاٹنا شروع کیا تو ہم نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا مگر افسوس جیب خالی تھی۔ آپ اپنے چہرے بشرے سے بھی خوش حال نظر آتے تھے، ہنس مکھ مزاج کے مردآہن تھے، آپ کی پیشانی پر غم وافسوس کی کوئی لکیر نہیں ابھری بلکہ پورے اعتماد کے ساتھ کہا مرادآباد پہنچتے ہی کرایہ ادا کر دوں گا، ڈرائیور نے بھی خلاف توقع آپ پر اعتماد کر لیا۔ مرادآباد میں جیسے ہی اترے رکشے والے دوڑے۔ آپ نے ایک رکشے والے سے کہا کہ ذرا اِتنے روپے دے دو، ہم ابھی آپ کو دے دیں گے۔ رکشہ والے نے روپے آپ کو دیے، آپ نے ڈرائیور کو کرایہ ادا کیا اور رکشہ میں بیٹھ کر مرادآباد کے کسی شناسا کتب خانے پر پہنچے اور دکان دار سے رقم لے کر رکشے والے کو ساری رقم ادا کر دی۔ یہ تھی آپ کی عزیمت اور حوصلہ مندی۔ تدبر وذہانت میں آپ اپنی مثال آپ تھے۔

۱۹۹۲ء یا ۱۹۹۳ء کی بات ہے ہم کسی پروگرام میں بھیونڈی پہنچے، کسی مقام سے گزرتے ہوئے ہمیں غیبی نگر بھیونڈی رضوی کتاب گھر بھی نظر آ گیا۔ ہم نے المجمع المصباحی، مبارک پور سے دو ایک کتابیں شائع کی تھیں، ان کے تعلق سے بھی حافظ صاحب سے گفتگو ہوئی اور دیگر اہم باتیں بھی ہوئیں، یہ آپ سے ہماری پہلی ملاقات تھی۔

رضوی کتاب گھر، بھیونڈی ہی میں مشہور ہو چکا تھا، بڑی اہم کتابیں آپ نے شائع فرمائیں، اسے بھیونڈی میں باقی رکھتے ہوئے مٹیا محل جامع مسجد دہلی میں بھی قائم کیا۔ بعد میں ایک دکان نیچے حاصل کی، مزید قریب میں متعدد گوداموں کو حاصل کیا، ذاکر نگر دہلی میں ایک انتہائی بیش قیمت رہائش گاہ خریدی۔ آپ نہ صرف خود بڑے ناشر وتاجر ہوئے بلکہ اپنے برادران اور اعزہ واقارب کو بھی اسی کام سے جوڑ دیا۔ آپ نے تفاسیر، احادیث، سیرت، تصوف اور اسلامیات کے کثیر موضوعات پر چھوٹی بڑی سیکڑوں کتابیں شائع فرمائیں۔ محب گرامی مولانا سلمان رضا فریدی صدیقی مسقط عمان نے کیا خوب ترجمانی کی ہے کہ

رحم و اخلاص و مروت کی ضیا قمرالدین
اپنے کردار کا اک نقش عیاں چھوڑ گئے
کر کے وہ نشر و اشاعت کے ذریعے خدمت
باغ ملت کے لئے بحر رواں چھوڑ گئے

ماہ نامہ کنز الایمان اردو ھندی دھلی:

نومبر ۱۹۹۸ء سے آپ نے ماہ نامہ کنز الایمان دہلی اردو ہندی میں جاری فرمایا جو، اب تک (کورونا کی مہاماری کے چند ماہ بعد بند رہا) جاری ہے۔ جنوری ۲۰۲۱ء سے پھر اشاعت جاری ہوگئی ہے۔ محب مکرم حضرت حافظ محمد قمر الدین رضوی رحمۃ اللہ علیہ اس کے اول روز سے ایڈیٹر ہیں۔ چند برس بزرگ قلم کار علامہ یٰسین اختر مصباحی دامت برکاتہم العالیہ القدسیہ اس کے مدیر اعلیٰ رہے۔ آپ کے بعد نوجوان فاضل اشرفیہ محب گرامی وقار حضرت مولانا محمد ظفر الدین برکاتی دام ظلۂ العالی اس کے مدیر مسئول ہیں۔ مولانا جدید وقدیم صلاحیتوں کے حامل ہیں، جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے بعد جامعہ ہمدرد نئی دہلی کے کامیاب طالب علم رہے ہیں، باشعور ہیں اور لکھنے پڑھنے کا اعلیٰ ذوق رکھتے ہیں۔ عہد حاضر میں دو زبانوں میں الگ الگ رسالے جاری رکھنا بڑی بلند ہمتی کا کام ہے۔ بلا شبہ یہ رسالہ دعوت وتبلیغ اور فکر وفن کی خدمات انجام دے رہا ہے۔ اس میں ہمارے حافظ جی رحمۃ اللہ علیہ کا بہت بڑا دخل ہے، اسی کے ساتھ ہی یہ رضوی کتاب گھر کا ایک نام وترجمان ہے۔ اس رسالے کی مسلسل اشاعت کو عزیمت واستقامت کے پیکر حضرت حافظ محمد قمر الدین رضوی کی جسارت اور کرامت دونوں کہہ سکتے ہیں۔

(۱)**شارح بخاری نمبر:** ماہ نامہ کنز الایمان دہلی نے ۲۰۰۰ء میں ضخیم شارح بخاری نائب مفتی اعظم ہند حضرت مفتی محمد شریف الحق امجدی قدس سرہٗ سابق صدر شعبۂ افتا جامعہ اشرفیہ مبارک پور کی علمی شخصیت وفکر پر جاری فرمایا، اس نمبر میں آپ کی حیات، خدمات، فقیہانہ بصیرت اور محدثانہ عزیمت پر وقیع مضامین ہیں۔

(۲)**خطیب البراہین نمبر، مئی ۲۰۱۳ء:** ۲۶ صفحات پر مشتمل یہ ایک وقیع نمبر ہے، بفضلہٖ تعالیٰ اس میں شکستہ لفظوں میں ایک تحریر ہماری بھی ہے، خطیب البراہین حضرت صوفی محمد نظام الدین قادری برکاتی محدث بستوی قدس سرہٗ العزیز ایک صوفی باصفا اور مرشد کامل کی حیثیت سے محتاج تعارف نہیں۔ آپ جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے نام ور فاضل تھے۔ ہمارے کرم فرما حافظ محمد قمر الدین رضوی علیہ الرحمہ نے ایک صفحہ کا ابتدائیہ تحریر فرمایا ہے۔ اس تحریر سے حضرت خطیب البراہین قدس سرہٗ کے ساتھ خود قلم کار کی شخصیت کے مخفی پہلو بھی اجاگر ہوگئے ہیں۔ جن دنوں حضرت خطیب البراہین دار العلوم تنویر الاسلام امرڈوبھا ضلع بستی میں شیخ الحدیث تھے، قلم کار اُن دنوں دو برس بحیثیت طالب علم اسی کے ہاسٹل میں مقیم تھے۔ واضح رہے کہ یہ خصوصی شمارہ حضرت صوفی صاحب کے عرس چہلم پر شائع ہوا تھا۔ چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیے۔ مضمون کا عنوان یہ مصرع ہے

''عالموں کے رہنما ہیں حضرت صوفی نظام الدین''

پہلا اقتباس: ۱۹۷۰ء میں ہم دار العلوم تنویر الاسلام امرڈوبھا، ضلع بستی (موجودہ سنت کبیر نگر) یوپی میں شعبۂ حفظ وقرأت کے طالب تھے اور حضرت وہاں شیخ الحدیث تھے۔ وہ ایک مثالی اور شفیق استاذ تھے جو حضرات ان سے قریب رہے ہیں وہ اس حقیقت سے خوب واقف ہیں اور سبھی اس بات کا اعلانیہ اعتراف بھی کرتے ہیں۔ ہم نے آج تک صوفی صاحب کی ذات اور شخصیت یا کردار کے حوالے سے کوئی شکایت نہیں سنی۔ یہ ان کی سب کے دل میں یکساں مقبولیت کی دلیل ہے۔ اس سے بڑی بات اِس دور کے لحاظ سے یہ ہے کہ صوفی صاحب ایک نہایت پارسا عالم باعمل اور پابند شرع نمازی متقی پیر طریقت تھے۔ یہ سب خوبیاں شاید ہی کسی عالم دین میں جلدی نظر آتی ہیں، اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ صوفی صاحب اس دور میں سبھی عالموں کے رہنما ہیں اور تمام اساتذۂ مدارس کو اُن کی تقلید وتائید کرنا چاہیے۔''

اِس تحریر سے معلوم ہوا کہ حافظ صاحب محمد قمر الدین رضوی ۱۹۷۰ء۔ اور۔ ۱۹۷۱ء میں دار العلوم تنویر الاسلام امرڈوبھا ضلع میں شعبۂ حفظ وقرأت میں زیر تعلیم رہے۔

دوسرا اقتباس: حافظ محمد قمر الدین رضوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

''ہم نے اپنے دورِ طالب علمی میں اپنی آنکھوں سے مسلسل دو سال دیکھا ہے کہ صبح میں فجر کی نماز کے لئے سب سے پہلے اٹھتے اور تمام اساتذہ وطلبہ کو جگاتے پھر وضو کر کے مسجد میں جانے سے پہلے بھی سب کو جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کی تلقین کرتے۔''

صوفی صاحب کے ہم عصر اساتذہ شاید ہماری اس بات سے اتفاق کریں گے کہ صوفی صاحب نے کبھی طلبہ پر نماز کے لئے سختی نہیں کی بلکہ ان کے کردار وعمل کو دیکھ کر ہی طلبہ نماز کی پابندی کرنے میں دلچسپی لینے لگے تھے جب کہ بہت سے مدارس میں اس کے لئے سختی کرنی پڑتی ہے۔ وجہ ظاہر ہے کہ جب ظاہر وباطن اور قول وعمل میں یکسانیت ہوگی تو باتیں بھی مؤثر ہوں گی اور کردار وعمل بھی زبان کا کام کریں گے۔ یہی حال صوفی صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی باعمل زندگی کا ہے۔''

حضرت حافظ صاحب علیہ الرحمہ نے نکتہ آفرینی فرماتے ہوئے لکھا ہے کہ حضرت صوفی صاحب قدس سرہٗ نے اپنے عہد میں نماز کے لئے مسلسل تلقین فرمائی مگر کسی طالب علم کو مارا نہیں بلکہ اپنی تقویٰ شعار شخصیت کو اِس انداز سے پیش فرمایا جس سے متاثر ہوکر طالبانِ علوم نبویہ خوف سے نہیں بلکہ اپنے ذوق وشوق سے نمازی بن جاتے تھے۔

تیسرا اقتباس: حضرت حافظ صاحب علیہ الرحمہ اپنے تعلق خاطر کو اجاگر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں ''دوسرے شہروں، دیہاتوں اور قصبوں کی طرح دہلی اور ممبئی میں بھی آپ کے عقیدت مندوں کی بڑی تعداد ہے۔فراغت کے بعد جب ہم بھیونڈی گئے تو ہماری دعوت پر دس محرم الحرام کی سالانہ محفل میں مہمان خصوصی کی حیثیت سے ۱۹۸۰ء تک حضرت برابر تشریف لاتے رہے اور بھیونڈی میں ہمارے غریب خانے پر بھی بارہا تشریف لا چکے ہیں۔'' اور ''پھر دہلی میں جب قیام ہوا تو حضرت جب بھی دہلی تشریف لاتے تو ماہ نامہ کنز الایمان رضوی کتاب گھر کے دفتر میں ضرور تشریف لاتے اور جو بھی نئی کتاب دیکھتے خرید کر لے جاتے اور اکثر دریافت کرتے کہ اب کون سی نئی کتاب آرہی ہے۔''

حضرت صوفی صاحب قدس سرہٗ کا یہ عمل اپنے معاصرین کے لئے قابل تقلید ہے ورنہ عام طور پر بڑے علمائے کرام کتابیں خریدنے کو اپنی توہین تصور کرتے ہیں، انھیں تو بس مفت مل جائے تو برا کیا ہے۔

(۳) **خصوصی شمارہ نذرِ اُسید:** ۶۶ رصفحات پر مشتمل یہ وقیع اور علمی شمارہ ہے۔ماہ نامہ ''کنز الایمان'' دہلی رجب ر شعبان ۱۴۳۵ھ رمئی ۲۰۱۴ء نے شہید بغداد شیخ اسید الحق قادری علیہ الرحمہ کی نذر ہے۔۴ر مارچ ۲۰۱۴ء میں آپ بغداد مقدس میں دہشت گردی کا شکار ہوگئے۔خانقاہ عالیہ قادریہ بدایوں شریف کے باصلاحیت فرد فرید تھے۔آپ نے جس تیزی کے ساتھ تدریس، تصنیف اور تحقیق وترتیب کے امور انجام دیے اُس کی اپنی ایک منفرد علمی تاریخ ہے۔کم از کم مجھے نہیں لگتا کہ کسی خانقاہ میں اتنا ہونہار کوئی شہزادہ ہو۔اس میں ہماری تحریر بعنوان ''وہی چراغ بجھا جس کی لو قیامت تھی'' شامل تھی۔

(۴) **تاج الشریعہ نمبر:** ماہ نامہ کنز الایمان دہلی نے ۲۲۰ صفحات پر مشتمل وقیع وضخیم نمبر حضرت تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری قدس سرہٗ کی شخصیت اور ان کے علمی افکار اور فقہی خدمات پر جاری کیا۔

(۵) **مشائخ دہلی نمبر:** یہ عظیم وضخیم نمبر سب سے ضخیم ہے، جو تیاری کے مراحل سے گزر چکا ہے۔اشاعت کا بار بار اعلان ہوا مگر افسوس بعض وجوہات کے پیش نظر اُس کی اشاعت نہیں ہوسکی۔اللہ تعالیٰ مشائخ دہلی کے طفیل اس کی اشاعت کا انتظام فرمادے گا۔

محب گرامی وقار حافظ محمد قمر الدین رضوی علیہ الرحمہ بلاشبہ مردِ آہن تھے۔متوسط گٹھیلا بدن، نورانی چہرہ، حساس نگاہیں، ہنستے مسکراتے لب، مسلسل متحرک وفعال، سوچنے سے زیادہ کرتے یا کرنے سے زیادہ سوچتے تھے، ہم آج تک یہ فیصلہ نہیں کرسکے۔بہرحال وہ کام کی مشین تھے۔بڑے سے بڑا کام انجام دینا اُن کے لئے آسان ہوتا تھا۔ایک بار متعدد معاصرین بیٹھے ہوئے تھے، گفتگو کے دوران کسی نے فرمایا کہ اگر لال قلعہ کی فروختگی کی بات سامنے آجائے تو ہمارے حافظ صاحب اس کے خریداروں میں بھی شامل ہوجائیں گے۔یہ بات تو انہوں نے بطورِ مزاح فرمائی تھی مگر سچائی یہ ہے کہ جس طرح انہوں نے آگے بڑھ کر دکھایا، دوسرے کتب خانے والوں کو اُن سے عبرت حاصل کرنا چاہیے۔

آپ سالانہ رضا اسلامک ڈائری، سالانہ جنتری اور سالانہ کلینڈر بھی شائع فرماتے تھے۔آپ نے ۱۸ر جلدوں میں تفسیر نعیمی اور ۱۵ جلدوں میں تفسیر روح البیان شائع فرمائی۔اسی طرح دیگر اہم کتب بھی شائع فرماتے رہے۔مسئلہ اخراجات کا نہیں بس ان کی سمجھ میں آنے کا ہوتا تھا۔آپ نہایت چاک وچوبند اور پھرتیلے تھے۔ابھی عمر ہی کیا تھی، بالکل چلتے پھرتے لاکھوں شیدائیوں کو چھوڑ کر چل بسے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَلِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ ۖ فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً ۖ وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ۔ (سورہ اعراف، آیت ۳۴) ترجمہ: ہرگروہ کا ایک وعدہ ہے تو جب ان کا وعدہ آئے گا ایک گھڑی نہ پیچھے ہو نہ آگے۔

ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا گو ہیں کہ

اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرما، اپنے حبیب شفیع محشر ﷺ کی شفاعت کبریٰ ان کا مقدر بنا، پسماندگان میں محترمہ اہلیہ صاحبہ دام ظلہا العالی، اولاد، خاص طور پر بڑے صاحب زادے عزیز القدر محمد احمد سلمہٗ اور چھوٹے محمد ارشد سلمہٗ اور دیگر متعلقین کو صبر جمیل اور اجر جزیل عطا فرمائے۔آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین ﷺ

☆☆☆

☆چیف ایڈیٹر ماہ نامہ اشرفیہ، مبارک پور

یادِ رفتگاں

حافظ صاحب نے بڑی ایمان داری سے اپنے خاندان کا خیال رکھا

محمد ایوب انصاری★

جناب حافظ محمد قمر الدین صاحب حفظ قرآن سے فراغت کے دوسرے سال، اس وقت تک ان کی عمر اٹھارہ سال تھی چونکہ گھریلو حالات خستہ ہونے کی وجہ سے بہت پریشان تھے۔ دوران طالب علمی میں جہاں بھی دینی جلسہ ہوتا، وہ اپنی سائیکل سے ضرور پہنچ جاتے، چاہے جلسہ کتنی دور ہو، اکثر جلسہ گاہ میں پہنچ کر علمائے کرام کے کمروں میں جہاں وہ حضرات ٹھہرے ہوتے وہاں پہنچتے ہی علمائے کرام کا پاؤں پکڑ لیتے اور گھنٹوں سر دباتے رہتے۔ اکثر علمائے کرام انھیں اپنی دعاؤں سے نوازتے۔ فراغت کے بعد تلاش معاش میں سرگرداں رہتے تھے۔ خوش قسمتی سے حضرت علامہ سید محمد جیلانی میاں کچھوچھوی کا ننہال اور سسرال دونوں ہمارے گاؤں صالح پور میں ہی ہے، کسی طرح اُن سے رابطہ قائم کیا۔ اس وقت حضرت دار العلوم دیوان شاہ کے مہتمم اعلیٰ تھے، میں چوکہ بھیونڈی میں کچھ دن رہ چکا تھا، وہ مجھ سے ہی پتہ لے کر بھیونڈی روانہ ہو گئے۔ یہ واقعہ ۱۹۷۴ء کا ہے، بھیونڈی پہنچنے کے بعد حضرت کی بارگاہ میں حاضر ہوئے چونکہ رمضان شریف کا مہینہ قریب تھا، حضرت نے مؤمن مسجد میں نماز تراویح کے لئے مقرر فرمادیا۔ تراویح ختم کرنے کے بعد حافظ صاحب بھیونڈی ہی ٹھہر گئے اور ایک مسجد میں امامت شروع کردی۔ ساتھ ساتھ بچوں کو ٹیوشن پڑھانے کا سلسلہ شروع کیا۔ لوگوں سے رابطہ بڑھنے لگا، کچھ سیٹھوں کی آفسوں میں تلاوت کرنے کا موقع مل گیا۔ بچپن سے ہی تیز رفتار، نہ تھکنے کا حوصلہ موجود تھا۔

کچھ دنوں کے بعد اپنے بڑے بھائی اور اپنے چھوٹے بھائیوں کو بھی بھیونڈی بلوا لیا۔ دونوں بھائی پاورلوم چلانے کا کام کرنے لگے۔ تینوں بھائیوں کی محنت سے گھر کے حالات بھی سدھرنے لگے، اس زمانے میں حال احوال کا رابطہ خطوط کے ذریعے ہوتا تھا، ان کے والد صاحب مجھ سے ہی خطوط لکھوایا کرتے تھے، مجھے ان کے سارے حالات سے واقفیت تھی، اس لئے ان کو کچھ بتانا نہیں پڑتا تھا، میں خود سارے حالات لکھ دیا کرتا تھا، ساتھ ساتھ ہر خط میں ان تینوں بھائیوں کی درازیٔ عمر اور ترقی کے اعلیٰ منازل پر پہنچنے کی دعائیں ضرور لکھتا تھا۔

کچھ دنوں کے بعد حافظ محمد قمر الدین صاحب نے کانپور سے شائع ہونے والا ''استقامت ڈائجسٹ'' کی ایجنسی لے لی اور رسالے منگا کر گھر پہنچانے لگے۔ اس میں فائدہ دیکھ کر ''ربانی چال'' غیبی نگر روڈ پر ایک لکڑے کا کھوکھا بنوایا جسے ہمارے یہاں ''گمٹی'' کہا جاتا ہے۔ اس میں کتابوں کی دکان کھول لی اور اس دکان میں اپنے بڑے بھائی شمس الدین کو بٹھا دیا، خود کتابیں باہر سپلائی کرنے لگے۔ ہر جمعہ کو بمبئی کی اسماعیل حبیب مسجد کے گیٹ پر دکان ضرور لگایا کرتے۔

حافظ محمد قمر الدین صاحب حضرت مفتیٔ اعظم ہند سے بیعت تھے اور اپنے نام کے ساتھ رضوی لکھنے لگے اور اپنی دکان کا نام بھی 'رضوی کتاب گھر' رکھا، اس زمانے میں ممبئی شہر و دیگر شہروں میں جلسوں کا بڑا رواج تھا، روزانہ کہیں نہ کہیں جلسہ ضرور ہوتا تھا، حافظ صاحب ہر جلسے میں کتابوں کا گٹھر لے کر پہنچ جاتے اور خصوصی مقرر سے رابطہ کر لیتے اور کتابوں کا اعلان انہی کے زبانی کراتے۔ حافظ صاحب کی باتوں کا اثر ایسا ہوتا کہ کوئی مقرر متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا بلکہ بہت اچھے انداز میں ان کی کتابوں کا اعلان کر دیتا۔ جلسہ ختم ہونے کے بعد اسٹیج پر لوگوں کا ہجوم لگ جاتا۔ دیکھتے دیکھتے ساری کتابیں فروخت ہو جاتی تھیں، اُن جلسوں میں حاضر ہونا اُن کے لئے بہت بڑا کام ہوتا تھا جس جلسے میں حضرت ہاشمی میاں، علامہ مشتاق احمد نظامی، صوفی نظام الدین صاحب، مولانا ادریس بستوی صاحب خصوصی مقرر کی حیثیت سے ہوتے تھے۔

حافظ صاحب کی انتھک محنتوں سے کاروبار میں روز افزوں ترقی ہونے لگی اور 'رضوی کتاب گھر' کی شہرت بڑھنے لگی۔ پورے مہاراشٹر میں کیا، ملک کی دوسری جگہوں سے کتابوں کی مانگ آنے لگی اور اب انہوں نے اسی روڈ پر ایک بلڈنگ میں اپنی پکی دکان خرید لی اور سارے سامان اسی دکان میں منتقل کر دیا مگر وہ ''لکڑی کا کھوکھا'' بدستور کئی سالوں تک دکان کے قریب ہی رکھا۔ اب اپنے چھوٹے بھائی جلال الدین کو بھی دکان میں بٹھانے لگے۔

حافظ صاحب اب باہر باہر کام کرنے لگے اور دہلی کے ناشروں سے اچھے رابطے ہونے کے ناطے خود بھی کتابیں چھپوانے لگے۔ اسی کاروبار کے درمیان

اپنے دونوں چھوٹے بھائیوں اور تین بہنوں کی شادیاں بھی کیں، والدین کو حج جیسی سعادت سے بھی سرفراز فرمایا۔ حالات اچھے سے اچھے ہونے لگے اور اپنی تینوں بہنوں کے لئے ایک ایک پختہ مکان بنوا کر بھیونڈی میں دے دیا۔

کام بڑھتا دیکھ کر دہلی میں دکان ڈالنے کا منصوبہ بنانے لگے چونکہ دہلی میں ان کا اچھا خاصہ رابطہ ہوگیا کہ دیکھتے دیکھتے انہیں دکان مل گئی اور خود صرف رجسٹر لے کر اور اپنے چھوٹے بھائی کے بڑے فرزند امام الدین سلمہٗ کو لے کر دہلی چلے آئے اور بھیونڈی کی دکان اپنے بڑے بھائی شمس الدین اور سب سے چھوٹے بھائی حافظ علاء الدین کے سپرد کردیا۔ حافظ صاحب کو قدرت نے ایسا حوصلہ عطا فرمایا تھا کہ اگر جیب میں ایک پیسہ نہ ہو بھی، تب بھی بڑا سے بڑا کام کرنے کے لئے تیار ہوجاتے اور قدرت ان کی مدد خود کرتی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے انھیں بات کرنے کا ایسا سلیقہ عطا کیا تھا کہ پارٹیوں کا پیمنٹ لیٹ ہوجائے تو پارٹیاں غصہ ہوکر آفس میں آتیں اور سخت سسّت بھی کہہ دیتی تھیں مگر وہ کبھی غصہ میں نہیں آتے تھے بلکہ ایسی نرم روی سے باتیں کرتے کہ وہ خود ہی نرم پڑ جاتے اور ہنسی خوشی واپس چلے جاتے، کبھی کسی پارٹی سے نہ جھگڑا کیا، نہ ہی ان سے کام بند کیا۔

وہ ایسے مشفق تھے کہ اپنے ملازمین کی غلطیاں دیکھ کر نظر انداز کرتے تھے، کبھی ان سے باز پرس نہ کرتے، مجھ سے حافظ صاحب کے تعلقات شروع سے تھے اور مجھے بہت مانتے تھے۔ حافظ صاحب مجھ سے عمر میں دس سال چھوٹے تھے جب بھی وطن آتے تو میرے گھر ضرور آتے اور میرے وہاں بغیر دعوت کھائے نہیں جاتے۔ دہلی میں کام شروع ہونے کے پانچ سال بعد جب وطن آئے تو مجھ سے کہا کہ ایوب بھائی آپ پھیری کرتے ہیں سائیکل پر کپڑا بیچتے ہیں، کتنا کما لیتے ہیں؟ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ گھر کے سبھی اخراجات پورا کرتا ہے، کہنے لگے کہ آپ دہلی آجائیں میں آپ کو "ٹور" کا کام دوں گا جتنا آپ کما لیتے ہیں اس سے زیادہ دوں گا، میں ان کے کہنے پر دہلی آگیا، وہ بہت خوش ہوئے، آٹھ دس دن کے بعد انہوں نے کہا کہ اب آپ ٹو پر جانے کے لئے تیار ہوجائیں، میرے لئے مینا بازار سے ایک بہترین اٹیچی خرید کر دی اور کہا کہ یہ اٹیچی آپ کی ہے، میں نے پہلا ٹور جموں کا کیا، وہاں سے واپس آکر پھر مرادآباد، رامپور، بریلی بھیجا تو پوری طرح کامیاب رہا مگر دہلی پہنچتے ہی پانی پھیر بدل میں طبیعت خراب ہوجاتی، کلکتہ بنارس کے ٹور سے واپس آنے کے بعد میں بیمار ہوگیا اور گھر چلا آیا اور اپنے پرانے کام میں لگ گیا۔

جب انہوں نے ماہنامہ کنزالایمان جاری کیا تو مجھے پھر دہلی بلوایا اور چالیس فیصد کمیشن پر ممبر سازی کے لئے بمبئی بھیجا، پہلی ہی مرتبہ میں نے ڈیڑھ سو ممبر بنائے۔ دوسری بار جب گیا تو صرف ستر یا، اسی ہی ممبر بن سکے چونکہ شہری آب ہوا راس نہیں آتی تھی اس لئے میں گھر چلا آیا۔ حافظ صاحب کو بڑا افسوس ہوا۔ ادھر حافظ صاحب کو گاؤں آنا جانا تقریباً بند ہوگیا، کبھی کبھار اگر آتے تو صرف ایک رات ہی ٹھہرتے، کبھی ملاقات ہوجاتی کبھی نہیں ہوتی۔ البتہ جب میں اجمیر شریف یا مارہرہ شریف جاتا تو دہلی ضرور جاتا، وہ مجھ سے مل کر بہت خوش ہوتے اور میری آؤ بھگت کرتے، واپسی پر نذرانہ ضرور دیتے، ادھر قریب چھ سال سے نہ اجمیر جاسکا، نہ مارہرہ شریف۔ اس لئے کہ میرے گھٹنوں میں درد رہا کرتا ہے اور عمر بھی میری تہتر سال ہوچکی ہے، اب میرے لئے سفر کرنا دشوار ہوگیا ہے۔

حافظ صاحب سے میری ملاقات عرس نظامی کے دوسرے سال ہوئی تھی، وہ گھر آئے تھے اور ہم دونوں ایک ہی گاڑی میں بیٹھ کر عرس میں گئے تھے۔ حضرت صوفی نظام الدین صاحب کی درگاہ ہمارے گاؤں سے صرف پانچ کلومیٹر دور ہے، اس کے بعد سے حافظ صاحب سے ملاقات نہ ہوسکی۔

حافظ صاحب نے بہت ایمانداری سے اپنے بھائیوں کا بٹوارہ کیا، بھیونڈی کی پرانی دکان مال سمیت اپنے بڑے بھائی شمس الدین کو دے دیا پھر چھوٹے بھائی حافظ علاء الدین کو بھی بھیونڈی میں نئی دکان خرید کر مال سمیت دے دیا اور اپنے چھوٹے بھائی جلال الدین کو دہلی میں ایک دکان مال بھر کر دے دیا۔ آج ان کے فرزند امام الدین سلمہٗ اسی دکان میں اپنا مکتبہ امام اعظم کے نام سے چلاتے ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ پورا کنبہ نہایت فارغ البالی سے زندگی بسر کر رہا ہے۔

یک بارگی خبر آئی کہ حافظ صاحب بہت زیادہ علیل ہوگئے ہیں اور آئی سی یو میں بھرتی ہیں، سن کر بہت صدمہ ہوا۔ میں مسجد میں سبھی پنج وقتہ نمازوں کے بعد ان کی صحت کے لئے دعائیں کرواتا تھا اور خود بھی دعا کرتا رہا کہ مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے حافظ صاحب کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے مگر چونکہ حافظ صاحب کی عمر پوری ہوچکی تھی، وہ اللہ کو پیارے ہوگئے، سن کر ہوش ٹھکانے نہیں رہے مگر کیا کیا جاسکتا ہے۔ ہر روح کو موت آتی ہے، ان کو بھی آگئی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم حافظ صاحب کی مغفرت فرمائے اور کروٹ کروٹ جنت عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆

صالح پور، ضلع سنت کبیر نگر، اتر پردیش (بھارت)

حافظ جی کو اللہ پر حد درجہ بھروسہ تھا

کس طرح سے لکھوں کہ حافظ محمد قمرالدین رضوی مرحوم ہم سے رخصت ہو گئے۔ بس یوں سمجھ لیجئے کہ دہلی میں ایک باپ کا سایہ تھا جو سر سے اٹھ گیا۔ آج کل مٹیا محل میں روز آتا ہوں، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ حافظ جی آفس میں اپنی کرسی پر بیٹھے ہوں گے، منھ میں پان ہوگا اور کچھ نہ کچھ کر ہی رہے ہوں گے، اگر آفس نہیں آئے ہوں گے تو بس آتے ہی ہوں گے۔ حافظ جی آفس وقت کے بہت پابند تھے۔ ملازمین سے پہلے خود آجاتے تھے، پوری زندگی انہوں نے آرام نہیں کیا، محنت ہی کرتے رہے۔

ابا کے بچپن کے دوستوں کی آخری کڑی تھے جو ٹوٹ گئی۔ اب شاید ہی کوئی بچا ہو۔ جب بھی صالح پور آتے تو گھر پر ابا سے ملنے پہلے آتے۔ حافظ جی کی زبان سے ''بیٹا'' لفظ اکثر نکلتا تھا۔ زبان اور انداز میں ایسی تاثیر ہوتی تھی کہ ایسا لگتا تھا کہ اپنا باپ مخاطب کر رہا ہو۔ یہ خاص کسی ایک کے لئے نہیں ہوتا تھا بلکہ کام کرنے والے اکثر ملازمین کو اکثر اُسی انداز میں ہی مخاطب کرتے، البتہ مولانا محمد ظفرالدین برکاتی کو ''برکاتی صاحب'' ہی کہتے تھے۔ اسپتال میں داخل ہونے سے کچھ روز قبل آفس میں میری ملاقات ہوئی تو پوچھا بیٹا گھر گئے تھے کیا؟ ہاں حافظ جی گھر گیا تھا، پھر پوچھا کہ ابا تمہارے کیسے ہیں؟ ٹھیک ہیں، یہ کہتے ہوئے میں ان کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا پھر بولے:

جلال تمہارے ابا نے تو مجھ کو گود میں کھلایا ہے کتنی عمر ہوگی میری؟ ایسے سوالوں کا کیا جواب دیتا؟ ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے حافظ جی کہہ رہے ہوں کہ میں اب اپنی عمر جی چکا۔ کچھ دن گزرا ہوگا کہ اسپتال میں داخل ہونے کی خبر ملی اور ایک مہینہ بھی نہیں ہوا کہ اللہ کے پاس چلے گئے۔

یہی ایک سچ ہے جس کو ہر کوئی تسلیم کر لیتا ہے کہ جس کسی کو بھی ماں کی گود نصیب ہوئی ہے اس کو قبر کی گود میں جانا ہی ہے، یہ ایک اٹل فیصلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ حافظ صاحب کی مغفرت فرمائے۔ آمین

حافظ صاحب بڑی گونا گوں خوبیوں کے مالک تھے۔ ان کے اندر سب سے خاص بات جو میں نے دیکھی وہ اللہ پر حد درجہ بھروسہ تھا۔ کتنی بھی بڑی پریشانی سامنے ہوتی، وہ گھبراتے نہیں تھے۔ ان کا یہ ایمان تھا کہ اللہ پر کامل بھروسہ ہی ہر پریشانی کا حل ہے اور وہ اپنی پوری زندگی اسی عقیدے پر یقین کرتے رہے۔ بعض کام ایسے حافظ جی نے کیے جس کو دیکھ کر لوگوں کو حیرت ہوتی اور لوگ یہ کہتے کہ حافظ جی کس کے بھروسہ پر اِس طرح کے کام کو شروع کر دیتے ہیں اور وہ کامیابی کے ساتھ انجام پذیر بھی ہو جاتا ہے۔ جو انسان اللہ کی ذات پر اس قدر بھروسہ کرتا ہو تو اللہ بھی اپنے ایسے بندے کو تنہا اور بے یار و مددگار نہیں چھوڑتا ہے۔

حافظ جی کے اندر صبر و تحمل اور ضبط کرنے کا مادہ بے پناہ تھا۔ چونکہ کتابوں کی اشاعت کا کاروبار تھا۔ لین دین میں تاخیر ہونا فطری بات، ایسے میں سامنے بیٹھے شخص کی انتہائی کڑوی اور سخت لہجے کو بھی برداشت کر لیتے تھے۔ کیا کہہ رہا ہے اور کیا کہہ گیا ہے، اُسے ذرا سا بھی دل پر نہیں لیتے تھے، ایسا بھی نہیں کہ سامنے والے کے جارحانہ تیور کے ردِ عمل میں اسی طرح کا لہجہ اپناتے بلکہ صبر کر لیتے تھے۔ خاص بات یہ کہ صرف تھوڑے وقت کے لئے ہی اس کو ناراضگی تصور کرتے اور ہمیشہ کے لئے دل میں کسی طرح کے کینہ، بغض وحسد نہیں رکھتے تھے، شاید حافظ جی کی کامیابی کا یہی راز تھا۔

حافظ جی نے کتابوں کا کاروبار فٹ پاتھ سے شروع کیا۔ آج جس حالت میں چھوڑ کر گئے ہیں وہ دنیا کے سامنے ہے، چونکہ دینی کتابوں کا کاروبار تھا، ایسے میں علما سے رابطہ ہونا فطری امر تھا۔ انہوں نے محض کاروبار تک ہی علما سے رابطہ نہیں رکھا بلکہ علما سے محبت، عقیدت کی حد تک کی، بالخصوص حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کا جب ذکر ہوتا تو اُن کا چہرہ فرط مسرت سے کھل اٹھتا۔ شرف بیعت بھی حافظ جی کو اُنہی سے حاصل ہے۔ مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے معاصر علما کے تذکرے بھی خوب عقیدت ومحبت سے کرتے۔ موجودہ علما کی کارگزاریوں پر نظر ڈالتے تو اکثر کہتے کہ اگر آج مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ ہوتے تو سب راہ راست پر ہوتے۔ خانوادۂ رضویہ کے ہر فرد سے حافظ جی کو بے پناہ عقیدت تھی۔ آفس میں خانوادۂ رضویہ کے جس بھی فرد کو میں نے دیکھا چھوٹا ہو یا بڑا سب ہی دست بوسی کرتے۔ اسی طرح مارہرہ شریف سے بھی حافظ جی کو بڑی عقیدت تھی۔ حضرت امین میاں صاحب قبلہ کی کرم نوازی اور حافظ جی کی عقیدت اکثر دیکھنے کو ملتی تھی۔

ایک بار عید کے دنوں میں حضرت امین میاں کی جانب سے پانچ سو روپے کا منی آرڈر آیا، اُس پر عیدی لکھا ہوا تھا۔ میں نے حافظ جی سے پوچھا یہ عیدی کیسی ہے؟ چونکہ منی آرڈر فارم پر وی پی کتابوں کی تفصیل یا

پھر ماہنامہ ''کنزالایمان'' کی ممبری فیس کے سلسلہ میں کچھ اندراج ہوتا تھا، عیدی لکھا تھا، اس لئے مجھے حیرت ہوئی، حافظ جی بولے کہ اِس کو ماہنامہ ''کنزالایمان'' کی ممبر شپ میں مت چڑھانا، اُن کو اعزازی رسالہ جاتا ہے۔ حضرت امین میاں کی یہ محبت ہے جو، ہر سال مجھ کو عیدی بھیجتے ہیں۔

تقریباً دس سال حافظ جی کے ساتھ ان کے برابر میں بیٹھ کر کام کرنے کا موقع ملا، اس دوران بہت کچھ سیکھنے کو ملا، یوں سمجھئے کہ انہوں نے دہلی میں انگلی پکڑ کر چلنا سکھایا، اس لئے حافظ جی کے سلسلہ میں لکھنے کو تو بہت کچھ جی چاہ رہا ہے لیکن اِس قدر مضامین اور تعزیتی پیغام موصول ہوئے ہیں کہ مدیر مسئول مولانا محمد ظفرالدین برکاتی صاحب کے لئے سب کو سمیٹ پانا کافی مشکل ہوگا، اس کے باوجود موصوف نے کوئی قید تو نہیں لگائی لیکن میں نے ہی مختصر میں عافیت سمجھی۔

آخر میں بس یہی دعا ہے کہ اللہ رب العزت اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں ان کی مغفرت فرمائے اور کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔ آمین

☆منظور الحق جلال (سابق مینیجنگ ایڈیٹر ماہ نامہ کنزالایمان دہلی)

سنی صحیح العقیدہ حلال روزی کمانے والے

باشعوروں اور عالموں کے منظورِ نظر، شیریں گفتار و باریش، پابند صوم وصلوٰۃ، نیک سیرت وصورت، حاصل روزی، عقل حلال، سنی صحیح العقیدہ، تاجر روانی، لب تبسم، حامیٔ سنیت، کریم النفس، حامل شخصیت، زبان اردو مہارت میں، ادب واحترام، مدح اردو، سوادِ اعظم اہل سنت و جماعت کے حامی وناصر، اپنے پیرومرشد کے منظور نظر، دیگر خانقاہوں میں بھی حافظ صاحب کی عزت ومقبولیت، اہل سنت و جماعت کے کام کی وجہ سے ہے۔ ہمارے پیرومرشد قبلہ وکعبہ الحاج الشاہ محمد ثقلین میاں حضور دامت برکاتہم العالیہ کے وہاں بھی حافظ صاحب کی عزت وعظمت ہے اور پیرومرشد حافظ صاحب کو خوب خوب جانتے ہیں۔ محترم المقام لائق صد احترام عالی جناب الحاج حافظ وقاری محمد قمرالدین رضوی صاحب مالک رضوی کتاب گھر حسب ذیل تاریخ میں دنیائے فانی کو الوداع کہہ گئے اور معبودِ حقیقی سے جا ملے اور متعلقین کو غمزدہ کر گئے:

تاریخ انتقال: ۳؍ربیع الاول شریف ۱۴۴۲ھ بروز بدھ ۲۰؍اکتوبر ۲۰۲۰ء

مدرسہ غوث الثقلین مہمند ہدف میں حافظ صاحب کے لئے مدرسہ کے بانی حاجی بابا، اساتذہ وتلامذہ نے دعائے مغفرت کی اور ایصال ثواب کیا۔ اللہ کے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے واسطے سے حافظ صاحب کی مغفرت کی دعا کی۔ مولائے کریم سے ہم سب دعا گو ہیں کہ مولیٰ تعالیٰ اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صدقہ وطفیل میں اور حضرت غوث پاک کے واسطے اور ہمارے پیرومرشد کے فیض خاص سے حافظ صاحب کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں مقام خاص عطا فرمائے اور ان کے متعلقین کو اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام

حافظ صاحب کی نمازِ جنازہ عصر کی نماز کے بعد پانچ بجے سے کچھ دیر پہلے پڑھائی گئی۔ نماز جنازہ بٹلہ ہاؤس قبرستان اوکھلا میں ہوئی اور اسی قبرستان میں حافظ صاحب کی تدفین ہوئی۔ حافظ صاحب نے جو، دو ادارے مختلف مقامات پر قائم کیے۔ ان دونوں اداروں کے مقام اور قائم شدہ ہونے کی تواریخ حسب ذیل ہیں: (۱) اول ادارہ حافظ صاحب نے بھیونڈی ممبئی میں حسب ذیل تاریخ میں قائم کیا:

ادارہ قائم ہونے کی تاریخ: ۲۵؍صفر ۱۴۰۰ بروز ہفتہ ۱۴ جنوری ۱۹۸۰ء (۲) دوم ادارہ حافظ صاحب نے ۴۲۳ مٹیا محل جامع مسجد دہلی۔ ۶ میں قائم کیا۔ ادارہ قائم ہونے کی تاریخ: ۲۵ صفر ۱۴۱۶ھ بروز پیر، ۲۴، اگست ۱۹۹۵ء

تعزیت منجانب: خادم مدرسہ غوث الثقلین مہمند ہدف، شاہجہاں پور (یوپی) الہند 9616809591

مرتبہ: مریم ثقلینی بنت منا ثقلینی ابن نصراللہ شرافتی، مدرسہ غوث الثقلین مہمند ہدف شاہجہاں پور

ثقلینی پرنٹرس، مدرسہ غوث الثقلین مہمند ہدف شاہجہاں پور

نقوشِ راہ

حافظ صاحب نے پورے گھرانے کو کامیاب تاجر بنا دیا

فہیم احمد ثقلینی★

محب گرامی مولانا محمد ظفر الدین برکاتی

مدیر ماہنامہ کنزالایمان دہلی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج شریف! گزشتہ چھ سات مہینوں سے پوری دنیا ایک عجیب و غریب دقت و پریشانی سے جوجھ رہی ہے اور وہ ہے ''کورونا وائرس'' اس عجیب الخلقت نادیدہ بیماری نے ہر شعبے اور ہر طبقے، ہر محکمے اور ہر کام کو متاثر کیا ہے۔ گزشتہ چھ مہینے میں ہزاروں انسانوں کے علاوہ بے شمار علما و مشائخ اساطین امت کورونا وائرس کی زد میں آ کر واصل بحق ہو گئے۔

اِس کورونا کے دور میں جن شخصیات نے ہمیں داغ مفارقت دیا ان میں ایک اہم شخصیت رضوی کتاب گھر دہلی، ماہنامہ کنزالایمان دہلی کے مالک، کتب اہل سنت کے طابع و ناشر، مذہبی صحافت کی ترویج و اشاعت کرنے والے محترم الحاج حافظ محمد قمر الدین رضوی صاحب بھی تھے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ کتابوں کے ذریعے بہت پہلے آپ کا نام سنا تھا پھر جب ۱۹۹۸ء میں آپ نے ماہنامہ کنزالایمان کے توسط سے مذہبی صحافت میں قدم رکھا تو مادر علمی الجامعۃ الاسلامیہ روناہی میں ماہنامہ کنزالایمان دہلی کی پہلی بار زیارت ہوئی۔ ۲۰۰۰ء سے ماہنامہ کنزالایمان کا ممبر بن گیا اور آج تک مستقل ممبر ہوں۔

جامعہ روناہی سے فراغت کے بعد کچھ دنوں تک جامعہ حضرت نظام الدین اولیا، ذاکر نگر دہلی میں تعلیم حاصل کی، اُن دنوں ہمارے رفیق درس مولانا محمد انیس بلرام پوری، مولانا ظفر بستوی صاحب، مولانا احمد اللہ خاں صاحب روناہوی بھی تھے۔ ایک بار مولانا ظفر بستوی کے ذریعے رضوی کتاب گھر مٹیا محل جامع مسجد دہلی جانا ہوا۔ پہلی بار باقاعدہ حافظ محمد قمر الدین صاحب سے ماہنامہ کنزالایمان دہلی کے دفتر میں ملاقات ہوئی۔ اس وقت حافظ صاحب نے ''تذکرۃ الانبیاء'' پروف ریڈنگ کے لئے دی۔ ہم جب وہ کتاب پہنچانے دوبارہ رضوی کتاب گھر پہنچے تو آپ نے پوچھا عیدالاضحیٰ کی تعطیل میں گھر کس دن جانا ہے؟ مولانا انیس بلرامپوری نے کہا کہ چرم قربانی اکٹھا کرنا ہے، اس لئے مفتی محمد اشتیاق القادری صاحب نے چھٹی نہیں کی ہے، اس لئے ہم لوگ گھر نہیں جائیں گے۔ آپ نے کہا کہ عیدالاضحیٰ والے دن ہمارے گھر آپ تینوں کی دعوت ہے۔ عیدالاضحیٰ کو نماز عشاء رضا مسجد ذاکر نگر میں ادا کی، بعدہٗ رفیق درس مولانا محمد انیس نوری (ساکن حسین آباد گرنٹ، فضل گنج چوراہا، مالک، دہلی کارڈ سینٹر اترولہ ضلع بلرامپور) اور مولانا محمد ظفر قادری (ساکن، موضع ڈنڑوا، پوسٹ بھوجپنی ضلع بستی) مدرس جامعہ اسلامیہ روناہی، ہم تینوں حافظ صاحب کے دولت کدے پر حاضر ہوئے اور پر تکلف ماحضر تناول کیا۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ آپ علما و طلبہ پر بھی شفیق تھے۔ اس کے بعد متعدد کتب کی پروف ریڈنگ کا موقع ملا بلکہ کسی نہ کسی طرح یہ سلسلہ آج بھی قائم ہے۔

پھر ازہر شریف سے فراغت کے بعد اپنے وطن مالوف میں جامعۃ الثقلین میں تدریسی خدمات انجام دینے کا موقع ملا اُس وقت سے اب تک تقریباً دس سال تک حافظ صاحب سے رمضان کلینڈر، سالانہ کلینڈر، کتابوں کی خرید و فروخت، ماہنامہ کنز الایمان اردو، ہندی بیس بیس، پچیس پچیس عدد ہر ماہ منگانے کا سلسلہ قائم رہا۔ سالوں سے طباعت کی کافی اور بڑی بڑی رقم کی ادائیگی ہوتی رہی مگر حافظ صاحب نے لین دین کے معاملات نہایت صاف شفاف رکھے۔ کبھی بھی ہمارے ساتھ دھوکہ دھڑی نہیں کی۔ ایک بار طباعت کی سیٹنگ میں حافظ صاحب پریس والوں کو یہ بتانا بھول گئے کہ کلینڈر کی پشت پر کیا چھپے گا، میٹرکس طرح رہے گا۔ ہمارے طے شدہ معاملے کے مطابق کام نہیں ہوا، جب پریس سے کلینڈر واپس آئے تو ہم نے یاد دِلایا کہ حافظ صاحب! طے یہ تھا۔ آپ نے فوراً شرح صدر کے ساتھ قبول کیا اور فرمایا کہ کام دوبارہ ہوگا۔ استاذ محترم مولانا رفاقت علی ثقلینی صاحب نے کہا کہ حافظ صاحب آپ پورا نقصان برداشت نہیں کریں گے'' کچھ ہم کچھ آپ'' اس طرح معاملے کو صاف و شفاف رکھا۔

ہمارے ایک پیر بھائی، سلسلہ ثقلینیہ مجددیہ کے نہایت متحرک اور

فعال شخصیت، متدین، جفاکش، مجاہد تعلیم و تعلم، بانی اسکول و مسجد و مدرسہ الحاج محمد نبیہ قصاب ثقلینی شاہجہانپوری کے روابط آپ سے بہت زیادہ تھے۔ ان کے توسط سے آپ ہر سال عرس شرافتی بریلی شریف کا کلینڈر ماہنامہ کنزالایمان میں شائع کرتے جس کا مطلب یہ تھا کہ حافظ صاحب مشربی منافرت سے کوسوں دور تھے۔ کئی بار ایسا بھی ہوا کہ ادارہ کنزالایمان کے آفس میں دوپہر کو اپنے ساتھ راقم سطور اور استاذ محترم مولانا صوفی رفاقت علی ثقلینی صاحب کو کھانا بھی کھلایا جب کہ ہمیشہ چائے سے ضیافت فرماتے تھے۔

۱۷ محرم الحرام ۱۴۳۴ھ/ ۲ دسمبر ۲۰۱۲ء کو خانقاہ قادریہ بدایوں شریف کے سالانہ عرس قادری سے فارغ ہوکر راقم سطور کے وطن مالوف قصبہ ککرالہ ضلع بدایوں شریف میں حضرت مولانا یسین اختر مصباحی (موجودہ) مشیر اعلیٰ ماہنامہ کنزالایمان و بانی و مہتمم دارالقلم دہلی، حضرت حافظ محمد قمرالدین رضوی صاحب مرحوم، مولانا محمد ظفرالدین برکاتی مدیر اعلیٰ ماہنامہ کنزالایمان، مولانا غلام حسن قادری مصباحی خواجہ بک ڈپو مٹیا محل جامع مسجد دہلی، ڈاکٹر حفیظ الرحمٰن رامپوری مصباحی، ڈاکٹر افضل مصباحی اور مولانا علی رضا مصباحی تشریف لائے تھے۔ جامعۃ الثقلین ککرالہ میں کئی گھنٹے قیام وطعام رہا۔ علامہ یسین اختر مصباحی اور حافظ محمد قمرالدین رضوی صاحب کی مولانا الحاج اظہر علی خاں شرافتی سابق چیئرمین ککرالہ، سے مختلف ملی سماجی مسائل پر گفتگو ہوئی تھی۔ مسلم پرسنل لابورڈ ممبئی کا پہلا اجلاس، مجاہد ملت، حافظ ملت، مجاہد دوراں، مفتی اعظم ہند، سید العلماء، احسن العلماء، بابری مسجد ایکشن کمیٹی، شاہ بانو کیس، علمائے خانقاہ قادریہ بدایوں شریف ودیگر اکابر اہل سنت سے چیئرمین صاحب کے دیرینہ اور بہت قریبی تعلقات تھے۔ ان لوگوں کے ساتھ بے شمار ملی سماجی سیاسی مذہبی تحریکات میں چیئرمین صاحب شانہ بشانہ شامل رہے تھے۔ اُن پرانی یادداشتوں کو مصباحی صاحب نے پوچھا چیئرمین صاحب نے تفصیل سے بیان کیا۔ اس پوری تفصیلی گفتگو کو حافظ محمد قمرالدین صاحب نے بغور سماعت کیا اور کہا:

''چیئرمین صاحب! آپ تو بہت کام کی ڈائری ہیں۔ پرانی یاد داشت بہت اچھی طریقے سے آپ کے ذہن ودماغ میں محفوظ ہے۔''

اس کے بعد سبھی لوگوں نے حضرت پیرومرشد شاہ محمد ثقلین میاں حضور قبلہ کے والد ماجد حضرت شاہ شجاعت علی میاں علیہ الرحمہ کے مزار شریف پر حاضری دی اور فاتحہ خوانی کی۔

حافظ قمرالدین صاحب ایک سایہ ثمردار تھے جن کی چھاؤں میں بے شمار لوگ سکون محسوس کرتے ہیں۔ آپ ایک وسیع القلب، کشادہ ذہن، محبت وخلوص، محسن وکرم فرما شخصیت تھے۔ اس کی دلیل یہ تھی کہ آدمی کے پاس جب روپیہ پیسہ دولت وعزت کی بہتات ہوجاتی ہے تو وہ دوسروں کو حقیر سمجھنے لگتا ہے بالخصوص اپنے قریبی رشتے داروں اور اعزہ و اقربا سے بغض وحسد پیدا ہوجاتا ہے مگر حافظ صاحب کا کاروبار اور ذمے داریاں جیسے جیسے بڑھتی رہیں آپ اپنے عزیز واقارب کو بستی کی پستی سے دہلی کی بلندی پر لانے لگے اور سب کو برسرروزگار کردیا۔ رضوی کتاب گھر بھیونڈی، رضوی کتاب گھر دہلی اور غیبی نگر بھیونڈی، ماہنامہ کنزالایمان، مکتبہ امام اعظم، رضا پریس وغیرہ سب حافظ صاحب کی مرہون منت ہیں اور ان کی یادگار ہیں۔ انہی اداروں کی وساطت سے مولانا محمد ظفرالدین برکاتی، محترم منظورالحق جلال نظامی، امام الدین انصاری صالح پوری بستوی، نظام الدین انصاری، ضیاءالدین انصاری، مولانا کامل احمد نعیمی، مولانا صغیر احمد مصباحی پھر اُن لوگوں کے واسطہ سے مٹیا محل کے دیگر مکتبات کے ذمے داران سے روابط ہوئے۔

مولانا محمد ظفرالدین برکاتی صاحب کی توجہ سے راقم سطور کے بے شمار مضامین، مقالات ودیگر تحریریں ماہنامہ کنزالایمان میں شائع ہوچکی ہیں، حافظ محمد قمرالدین صاحب سے آخری ملاقات کورونا وائرس کے لاک ڈاؤن سے کچھ پہلے قادری کتاب گھر، نومحلہ مسجد، بریلی شریف میں ہوئی تھی۔ آپ اپنے اشاعتی وطباعتی دورہ کے تحت بریلی شریف آئے ہوئے تھے۔ آج حافظ صاحب ہمارے درمیان نہیں ہیں۔ یہ سب ماضی کی یادیں پردۂ ذہن پر ابھر رہی ہیں، ہمیں امید قوی ہے کہ رضوی کتاب گھر، ماہنامہ کنزالایمان اور مکتبہ امام اعظم کے متحرک وفعال کارکن اور پوری ٹیم نہایت خلوص اور دیانت وامانت کے ساتھ حافظ صاحب کے مشن کو جاری وساری رکھیں گے اور پوری ٹیم ان کے صاحب زادگان محمد احمد اور محمد ارشد کے دست وبازو بن کر اور ان کی ہر طرح سرپرستی کرکے اس کاروان کو پروان چڑھائیں گے۔ اللہ تعالیٰ حافظ صاحب کی مغفرت فرماکر غریق رحمت کرے۔ پسماندگان وجملہ رفقائے ادارہ کو صبر جمیل مع اجر جزیل عطا فرمائے۔ آمین یا مجیب السائلین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

☆☆☆

☆ صدر الثقلین فاؤنڈیشن، قصبہ ککرالہ ضلع بدایوں شریف

فقیر نے کبھی حافظ صاحب کو نماز قضا کرتے نہیں پایا

غلام مصطفیٰ نعیمی★

ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض عام سے دِکھنے والے لوگ بڑا خاص کام کر جاتے ہیں۔ حافظ محمد قمرالدین رضوی انہی افراد میں سے تھے جو بظاہر بہت عام سے نظر آتے تھے مگر اپنی فعال شخصیت اور جہد مسلسل سے دین وسنیت کا بڑا خاص کام انجام دے کر تاریخ کے صفحات میں محفوظ ہو گئے۔

تقسیم وطن کے بعد اہل سنت و جماعت کا بڑا حصہ دہلی سے پاکستان ہجرت کر گیا۔ خوش عقیدہ شاہان دہلی کی تعمیر کردہ مساجد ہوں کہ اہل اللہ کے آستانے، سب پر اغیار کا تسلط ہو گیا کیوں کہ آزادی کے بعد اگلے پچاس سال تک ملک پر کانگریس کا بلا شرکت غیرے راج رہا۔ کانگریسی راج میں ''گاندھی کی پالیسی کا عربی ترجمہ'' ہونے کا ٹائٹل رکھنے والے علمائے کانگریس کی بن آئی اور انہوں نے حکومتی قربت کا سہارا لے کر دہلی کے مدارس ومساجد اوراوقاف کی جائدادوں پر غاصبانہ قبضے جما کر خواجگان دہلی کی زمین کو اہل سنت کے لیے تنگ کر دیا۔

ایک زمانے تک مشائخ کا شہر دہلی، محبوب الٰہی کے جانشینوں کی راہ دیکھتا رہا۔ دہلی کی گلیاں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے وفادار شاگردوں کی راہ تکتی رہیں مگر سرزمین دہلی کی خواہشات پوری نہ ہو سکیں۔

آخر کار پتھروں کا سینہ چیر کر چشمہ نکالنے والے قائد اہل سنت، رئیس القلم حضرت علامہ ارشدالقادری نے سرزمین دہلی پر پڑاؤ ڈالا۔ آپ کے ہی جلو میں دیگر افراد نے بھی دہلی کا رخ کیا پھر تمام طرح کی مشقتوں اور مسائل کا مردانہ وار مقابلہ کرتے ہوئے اہل سنت کی کتابوں کی اشاعت کا آغاز کیا۔ انہی ناشرین کتب میں حافظ محمد قمرالدین رضوی بھی ''رضوی کتاب گھر'' کے ساتھ وارد دہلی ہوئے۔

اپنی آمد سے لے کر دم اخیر تک رضوی صاحب نے اپنی فعالیت، اخلاص اور شاندار تجارتی سمجھ سے خوب ترقی کی۔ کہنے کو مارکیٹ میں ذہین اور قابل ناشرین کی کمی نہیں تھی مگر یہ اُن کی خوش قسمتی تھی کہ ان کے حصے میں جو کامیابی آئی وہ ہر ایک کا مقدر نہ بن سکی۔

حافظ صاحب کی سب سے بڑی خوبی ان کا اخلاق مند اور وسیع القلب ہونا تھا۔ کئی مرتبہ ان کے اپنے ملازمین ان پر غصہ کر جاتے مگر وہ نہایت تحمل کا مظاہرہ کرتے اور بھول بھی جاتے۔ یہ ان کی تاجرانہ خوبی تھی کہ ہمہ وقت کسی بھی کام کے لئے پا بر کاب رہتے۔ بڑے سے بڑا کام اپنی ہمت کے سہارے اٹھا لیتے اور پھر اُسے پورا کرنے کے لئے دن رات ایک کر دیتے۔ ان کی روشن خدمات نے دہلی واطراف اور پھر ملک گیر سطح پر اہل سنت کو بھرپور لٹریچر فراہم کیا۔

صحافتی میدان میں دہلی سے رئیس التحریر علامہ یٰسین اختر مصباحی کے ''حجاز جدید'' کے بعد آپ کی ادارت میں ماہنامہ کنزالایمان جاری کیا جو ۱۹۹۸ء سے اب تک تسلسل کے ساتھ اہل سنت کی مضبوط ترجمانی کرتا چلا آ رہا ہے۔ ماہنامے کی اشاعت نے حافظ صاحب اور ان کے مکتبے کی شہرت میں چار چاند لگا دیے۔ جن علاقوں تک عام کتب کی رسائی نہ تھی ماہنامے نے وہاں بھی دستک دی۔ اس طرح ماہنامہ اور مکتبہ ایک دوسرے کے تکملہ بن گئے۔ مطبوعات نے رسالہ کے راستے فراہم کیے اور رسالے نے مکتبے کی مطبوعات کو عام کیا۔

۲۰۰۲ء کے بعد دہلی کی آمد کے بعد ہی فقیر کے اُن سے روابط ہوئے جو وقت کے ساتھ بڑھتے ہی چلے گئے۔ آپ کی خواہش پر تفسیر نعیمی کی کچھ جلدوں کی تصحیح کا کام انجام دیا۔ آپ کی ہی خواہش کی بنا پر ''سوانح کربلا'' کا ہندی ترجمہ بھی کیا۔

جب بھی مکتبہ آنا ہوتا بغیر چائے ناشتے کے واپس نہ جانے دیتے۔ کبھی کبھی باتوں کا دور لمبا ہو جاتا تو چائے کے بھی کئی دَور ہو جاتے۔ اپنے ہاتھ سے رسالہ ''کنزالایمان'' کے قریبی مطبوعہ شمارے نکالتے اور ہدیتاً پیش کرتے، نئی مطبوعات کے بارے میں بتاتے اور ملت کی زبوں حالی پر اپنے تجربات کی روشنی میں تبادلہ خیال بھی کرتے۔

صوم وصلوٰۃ کے بے حد پابند تھے۔ مٹیا محل اردو مارکیٹ میں فقیر نے کبھی بھی ان کو نماز قضا کرتے نہیں دیکھا۔

ان کے بارے میں مشہور تھا کہ ان کے ہاتھ میں پیسہ کبھی نہیں رکتا، ادھر اُن کے پاس رقم آئی اور فوراً ہی کسی نہ کسی مد میں خرچ ہو جاتی۔ ہاں اتنا ضرور تھا کہ ان کا کوئی بھی رکتا نہیں تھا۔ اپنی ہمت کے سہارے ناممکن سا دِکھنے والا کام بھی وہ آسان بنا دیا کرتے تھے۔

اشاعتی میدان میں ترقیاں حاصل کرنے کے بعد بھی ان کے مزاج میں رتّی بھر تبدیلی نہیں آئی تھی۔ وہ ہمیشہ ہی مخصوص مسکراہٹ کے ساتھ سلام کرتے اور حال چال پوچھتے۔ ان سے آخری ملاقات اس وقت ہوئی جب میں رئیس التحریر علامہ یٰسین اختر مصباحی صاحب سے ملاقات کے لیے دارالقلم جارہا تھا اور آپ آٹو میں سوار مٹیا محل کے لیے نکل رہے تھے۔ راستے میں ہی آپ سے دعا سلام ہوا۔ اس وقت کہاں معلوم تھا کہ یہ آپ سے آخری ملاقات ہوگی۔

ملاقات کے ہفتے عشرے کے بعد محب گرامی مولانا محمد ظفر الدین برکاتی مدیر اعلیٰ ماہنامہ کنز الایمان نے بتایا کہ حافظ صاحب کورونا وائرس کی زد میں آ گئے ہیں۔ ملک کے مختلف علاقوں میں آپ کے لیے دعائے صحت کی گئی مگر قسمت نے یاوری نہ کی اور کورونا سے نجات ملنے کے بعد ہارٹ اٹیک آیا جس سے آپ جانبر نہ ہو سکے۔ اس طرح اہل سنت کا ایک مخلص خادم ہم سے رخصت ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو غریق رحمت فرمائے اور آپ کے لگائے ہوئے گلستاں کو ہمیشہ باغ و بہار رکھے۔ آمین

☆☆☆

☆ مدیر اعلیٰ سواد اعظم، اردو مارکیٹ، مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی

حافظ محمد قمر الدین کبھی محتاج تعارف نہیں رہے

ناشر مسلک اعلیٰ حضرت عالی جناب الحاج حافظ محمد قمر الدین رضوی علیہ الرحمہ محتاج تعارف نہیں۔ اکابر و اصاغر علما و مشائخ کی کتابوں کی اشاعت خاص طور سے رضویات کو شائع کرنے کے حوالے سے وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ عروس البلاد ممبئی سے لے کر راجدھانی دہلی تک، دہلی سے لے کر بریلی شریف، مبارک پور، کلکتہ تک بہت سے خوش بخت حضرات اِس مقدس خدمت سے وابستہ ہیں، تاہم جس نہج سے حافظ جی نے کتابوں کی تجارت کو فروغ دیا، یہ انھیں کا حصہ ہے۔ اس تناظر میں ان کو تاریخ ساز شخصیت کہا جائے تو کوئی مبالغہ آرائی نہ ہوگی۔ انہوں نے کتابوں کی اشاعت کے ساتھ بنام ماہ نامہ ''کنز الایمان'' ایک خالص فکری، علمی، دینی و اصلاحی رسالہ بھی جاری کیا، جو نومبر ۱۹۹۹ء سے لے کر تا حال اردو اور ہندی دونوں زبانوں میں پوری پابندی کے ساتھ نکل رہا ہے اور توقع ہے کہ آئندہ بھی اسی پابندی کے ساتھ نکلتا رہے گا اور ملک و بیرون ملک ایمان کے خزانے پہنچاتا رہے گا۔ آپ نے کثرت کار اور ہجوم افکار کے باوجود تاحین حیات اس رسالے کی ادارت کا فریضہ بحسن وخوبی انجام دیا۔ فی الحال معروف صحافی وقلمکار محب محترم حضرت مولانا محمد ظفر الدین برکاتی اس کی ادارت فرما رہے ہیں۔ تقریباً دس سال قبل انہوں نے اپنا ذاتی پریس بھی لگایا تاکہ علمائے سنت کی کتابوں کو کم سے کم اخراجات پر شائع کر کے زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچایا جائے۔ اللہ عزوجل کے فضل وکرم سے انہیں اس مشن میں کامیابی بھی حاصل ہوئی۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ کتابوں کی طباعت واشاعت کے حوالے سے بڑی شخصیت کے حامل ہونے کے باوجود وہ حد درجہ متواضع اور منکسر المزاج تھے، ہر چھوٹے بڑے سے بڑی خندہ پیشانی کے ساتھ ملتے۔ وہ ہمیشہ خوش باش نظر آتے تھے۔ ۲۰۰۳ء کی بات ہے، ان دنوں میں الجامعۃ القادریہ دارالقلم ذاکر نگر، اوکھلا، نئی دہلی میں تدریس اور ماہنامہ ''جام نور'' کی ادارت کی خدمات انجام دے رہا تھا، ایک مرتبہ اپنا ایک مضمون بعنوان ''اقوام متحدہ کی صہیونی پالیسیاں'' لے کر رضوی کتاب گھر حافظ جی سے ملنے گیا تاکہ یہ مضمون ان کی خدمت میں پیش کی جائے اور ''کنز الایمان'' میں شائع کرنے کے لئے ان سے گزارش کی جائے۔ ایک مضمون نویس کی حیثیت سے غالباً یہ میری اولین ملاقات تھی۔ مضمون دیکھ کر وہ بہت خوش ہوئے، مجھے بٹھائے اور تواضع کی۔ کچھ رسالے بھی دیئے اور آئندہ بھی مضامین دینے کا حکم دے کر رخصت کیے، جبکہ ان کے پاس نامور قلم کاروں کے مضامین کی کمی نہ تھی۔

ان کے چھوٹے صاحبزادے عزیزم محمد ارشد رضوی نے چند روز قبل ایک ملاقات میں بتایا کہ ان شاء اللہ الرحمٰن کنز الایمان کا جنوری والا شمارہ ابا جی کے حوالے سے خاص شمارہ ہوگا۔ اس سے ایک روز قبل محب محترم مولانا محمد ظفر الدین برکاتی مصباحی نے بھی بذریعہ فون یہ خوش خبری دی تھی کہ ان شاء اللہ الرحمٰن اگلا شمارہ حافظ جی کی حیات وخدمات پر ہوگا اور مجھے حکم دیا کہ آپ بھی کچھ لکھ سکتے ہیں۔ میں گزشتہ دو ہفتوں سے ان شاء اللہ الرحمٰن اپنی عنقریب منظر عام پر آنے والی کتاب 'آج کا ہندوستان' کو برادرم مولانا غلام حسن ڈائریکٹر خواجہ بک ڈپو، مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی کے ساتھ مل کر تیار کر کے پریس کے حوالے کرنے میں مصروف تھا، اس کے باوجود ان کی بارگاہ میں خراج پیش کرنے کی نیت سے یہ مختصر مضمون پیش کر رہا ہوں۔ مولیٰ تعالےٰ اپنے حبیب لبیب ﷺ کے صدقے وطفیل میں حافظ جی کے صاحبزادگان، برکاتی صاحب اور دیگر ارکان رضوی کتاب گھر کی خدمات کو قبول فرمائے اور انہیں حافظ جی کے لگائے ہوئے رضوی چمن کو آباد وشاداب رکھنے کی توفیق رفیق مرحمت فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ اکمل الصلوٰۃ والتسلیم۔

ابو الحسنات محمد ممتاز عالم مصباحی۔ مفتی شہر کانپور، خادم بعہدہ شیخ الحدیث وصدر المدرسین جامعہ رضویہ مناظر العلوم باپوروہ، کانپور

قلم اب تھک چکے ہیں، لکھتے لکھتے لفظ استرجاع

محمد عابد رضا مصباحی★

۲۰۲۰ء اپنے اندر ہزاروں غم اک داستان الم لے کر طلوع ہوا۔ ہر چہار جانب غم والم کے بادل موت کے سایہ اور نہ معلوم کیا کیا دیکھنے کو ملا، کہنے والوں نے تو اُسے عام الحزن تک کا نام دے دیا۔

خدایا رحم فرما صاحبان علم و دانش پر
قلم اب تھک چکے لکھتے لکھتے لفظ استرجاع

کثرت سے علمائے کرام کی اموات نے جہاں ملت اسلامیہ کی پشت کمزور کردی، وہیں اب ان کا بدل دور دور تک نظر نہیں آتا، حسرت و یاس میں ایک ایک دن میں کئی کئی علمائے کرام کا دنیا سے کوچ کر جانا ایک ایسا صدمہ تھا جس کی برداشت کی کسی میں قوت نہیں۔

ایک دن نماز فجر کے بعد گھر آیا، فون چالو کیا تو مولانا محمد ظفر الدین برکاتی مصباحی صاحب کا مسیج ملا کہ اب صرف دعاؤں کا ہی سہارا ہے، خبر پڑھ کر دل دھڑکنے لگا۔ نیچے خبر دیکھی تو ناشر مسلک اعلیٰ حضرت دردمند قوم حضرت حافظ محمد قمرالدین رضوی صاحب کے لئے خبر تھی۔ پتہ چلا کہ موصوف کئی دن سے سخت علیل ہیں اور اوکھلا کے مشہور اسپتال ہولی فیملی میں ایڈمٹ ہیں، خیر اُن کے لئے دعاؤں کا سلسلہ شروع ہوا، نمازوں میں مسجدوں میں درسگاہوں میں درگاہوں میں دعائیں کی گئیں مگر ہونا وہی تھا جو اللہ تعالیٰ کو منظور تھا۔ ۲۰، اکتوبر ۲۰۲۰ء کو سواد اعظم اہل سنت و جماعت کا یہ حامی و ناصر اپنے مالک حقیقی سے جاملا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

حضرت حافظ محمد قمرالدین صاحب کہنے کو محض ایک حافظ تھے مگر اُن کی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ انہوں نے حفظ سے فراغت کے بعد ممبئ عظمیٰ کا رخ کیا، ابتداءً مسجد میں امامت کے لئے ذہن بنایا۔ کچھ دن امامت بھی کی مگر پھر دھیرے دھیرے تجارت کا رخ کیا اور شہر بھیونڈی میں رضوی کتاب گھر کے نام سے ایک کتب خانہ اہل سنت و جماعت میں ایک شناخت بن کر ابھرا جہاں سے بڑی بڑی کتابیں شائع ہونے لگیں۔ میں نے بچپن میں ہی رضوی کتاب گھر کا تعارف کتابوں کے حوالہ سے سن لیا تھا۔ صنعت وحرفت کا شہر بھیونڈی جب حافظ صاحب کے مشن کے لئے تنگ پڑا تو انہوں نے بھارت کی راجدھانی جو اولیائے کرام کا مرکز و منبع ہے دہلی کا رخ کیا۔ جس وقت حافظ صاحب یہاں آئے ماحول نامانوس، افراد غیر، ایسے ماحول میں آپ نے ٹیامحل جامع مسجد میں رضوی کتاب گھر کی بنیاد رکھی۔

ایک ایسے ماحول میں جہاں چہرے نامانوس ہوں، افراد غیر ہوں، ماحول اپنے مخالف ہو، قدم جمانا کتنا مشکل ہوتا ہے مگر حافظ صاحب علیہ الرحمہ نے اسی سنگلاخ وادی میں سواد اعظم اہل سنت و جماعت کی نشر و اشاعت کے لئے قدم رکھا پھر دیکھتے ہی دیکھتے بیگانہ ماحول اپنے ماحول میں تبدیل ہونے لگا۔ جو لوگ پرانے ہیں بتاتے ہیں کہ ایک وقت وہ تھا جب دور دور تک کوئی اپنا نہ تھا اور ایک آج کا دور ہے کہ ہر چہار جانب اپنے ہی لوگ نظر آتے ہیں۔ سنیت کی نشر و اشاعت جاری ہے اور اسی دیار سے پوری دنیا میں سنیت کا لٹریچر عام ہو رہا ہے۔ اس ساری جدوجہد کا سہرا حضرت حافظ محمد قمرالدین صاحب کے سر جاتا ہے۔

وہ ایک اچھے تاجر تھے اور قوم وملت کے نبض شناس بھی۔ یہی وجہ ہے کہ پورے ہند کے علماء جہاں دینی کتب کے سلسلے میں ان سے رابطہ فرماتے وہیں ملی وسماجی مسائل میں بھی ان سے مشورہ فرمایا کرتے بلکہ دہلی شریف میں علمائے کرام کے قیام کا ایک عظیم ذریعہ حضرت حافظ صاحب تھے۔ حضرت حافظ صاحب بہت سی خوبیوں کے مالک تھے، چھوٹوں پر شفقت، بڑوں سے ادب والفت ان کا وطیرہ تھا۔ میں قیام دہلی کے دوران ان سے کافی قریب رہا بلکہ انہیں جب موقع ملتا نماز کے لئے قادری مسجد تشریف لاتے اور بڑی خندہ پیشانی سے کرم فرمائی کرتے۔ دارالقلم میں تشریف لاتے تو گھنٹوں کرم فرمائیاں رہتی، دہلی سے جانے کے بعد جب کبھی دہلی واپسی ہوتی اور مجھے ٹیامحل جانا ہوتا تو حضرت سے ضرور ملاقات کرتا، وہی کرم فرمائیاں اور حال واحوال پرسی اور ضیافت فرماتے۔ اگر یوں کہا جائے کہ وہ صرف نام کے رضوی نہیں

بلکہ گلشن رضوی کی ایسی بہار تھے جس سے بہت سے ادارہ فیض یاب ہوئے اور کتنوں کوانہوں نے اس راہ پر لگایا۔ دہلی کے تمام علماء جہاں تک میرا حافظہ کام کررہا ہے،ان سے مربوط تھے اور حافظ صاحب ان کے لئے فکرمند تھے۔آج وہ ہمارے درمیان موجود نہیں مگر اُن کے نقوش پا اُن کو قیامت تک زندہ و پائندہ رکھیں گے۔یقیناً وہ محسن تھے اور بہت سوں پران کے احسان ہیں۔آج دہلی کی سرزمین پر بہارِ سنیت میں جونکھار ہے ،حافظ صاحب کا اُس میں بڑا ہاتھ ہے۔

حضرت علامہ یٰسین اختر مصباحی مدظلۂ العالی نے دہلی میں ''حجاز جدید'' نام سے رسالہ نکالنا شروع فرمایا جسے ایک طویل عرصہ تک بے سروں سامانی کے عالم میں زندہ رکھا مگر دارالقلم کے قیام کے بعد یہ سلسلہ بند ہو گیا چونکہ رسائل وجرائد کی جوافادیت واہمیت ہے وہ اہل علم ہی بہتر جانتے ہیں۔آج بھی بڑے بڑے اداروں کے رسائل کے ذریعہ بڑا بڑا کام ہورہا ہے۔ذرائع ابلاغ میں سے یہ ایک عظیم ذریعہ ہے،اپنی قوم تک اپنی آواز پہنچانے کا بلکہ بڑی بڑی تحریکیں اسی سلسلہ سے وابستہ ہیں۔حافظ صاحب کی دوررس نگاہ اس کی اہمیت کو دیکھ رہی تھی۔

اولاً تو انہوں نے علامہ یٰسین اختر مصباحی صاحب مدظلۂ العالی سے ماہ نامہ ''حجاز جدید'' کو مستقل جاری رکھنے کے لئے فرمایا مگر جب حضرت نے اپنی دیگر مصروفیات اور کچھ دیگر عوامل کے بنیاد پر ہاتھ کھڑے کردیئے تو حافظ صاحب نے اس رسالے کی نشاۃ ثانیہ کا بیڑا اٹھایا اور امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہٗ کے مشہور زمانہ ترجمہ قرآن پاک ''کنزالایمان'' کے نام پر رسالہ کا آغاز کیا۔کنزالایمان نام رکھنے میں بہت سی مصلحتیں تھیں جو اُن کے پیش نظر تھیں،سب سے بڑی وجہ تو یہی تھی کہ دنیا بھر میں کنزالایمان زبان زد خاص وعام ہوجائے اور پھر حالات جیسے بھی آئیں وہ سلسلہ آج بیس سال سے زیادہ سے جاری و ساری ہے اور مجھے امید ہے کہ حافظ صاحب علیہ الرحمہ کا خلوص اسے اور آگے تک لے جائے گا۔

حافظ صاحب علیہ الرحمہ کی خدمات کی دنیا الگ ہے مگر جو بھی خدمات ہیں وہ لاجواب ہیں۔اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مولیٰ کریم ان کی بخشش فرمائے اور ان کے مشن کو مزید عروج ورفعت سے نوازے۔آمین

☆☆☆

کدل واڑی، پونہ، 9860241786

دہلی کے بہت سے بزرگوں کو سید ابراہیم ایرجی کا فیضان حاصل ہے

درگاہ پتے شاہ بستی حضرت نظام الدین میں منعقد حضرت سید ابراہیم ایرجی قادری کے سالانہ عرس کی تقریب سادگی سے منائی گئی

شجرہ خوانی الگ چیز ہے اور شجرہ میں شامل بزرگوں کی حیات وتعلیمات اور باہمی تعلقات کا علم ہونا الگ چیز ہے لیکن سب سے الگ تھلگ بنیادی چیز یہ ہے کہ سب کی نسبتوں کا احترام کیا جائے اور سب سے عقیدت کا کردار وعمل کے ذریعے اظہار کیا جائے،ہم نے شجرہ عالیہ قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ اور سہروردیہ کو گہرائی سے دیکھنے کے بعد اندازہ کیا ہے کہ بے شمار بزرگ ایسے ہیں جنھیں طریقت اور تصوف کے سبھی سلسلوں کا فیضان حاصل ہے جیسے سلطان دہلی حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء کے احاطے میں آرام فرما قادری سلسلہ کے بزرگ حضرت سید ابراہیم ایرجی قادری سے بھی دہلی کے بہت سے بزرگوں نے فیضان لیا ہے اور آپ کو بھی دیگر سلسلوں کے بزرگوں کا فیضان حاصل ہے۔۵ ربیع الآخر ۲۲ نومبر ۲۰۲۰ء کو بروز اتوار صبح دس بجے سے ایک بجے تک درگاہ پتے شاہ بستی حضرت نظام الدین میں منعقد سید ابراہیم ایرجی قادری کے سالانہ عرس مبارک کی سادی سی نورانی تقریب میں خصوصی خطاب کرتے ہوئے میوات ہریانہ کے مولانا محمد عارف رضا اشفاقی نے یہ معلوماتی گفتگو کی اور سید ابراہیم ایرجی کے علمی کمالات کو بیان کیا، مدرسہ محبوب الٰہی بستی حضرت نظام الدین کے طالب علم حافظ محمد عرفان رضا نظامی نے قرآن کریم کی تلاوت کی،محمد حسان،مولانا محمد نسیم مصباحی اور قاری امیر علی صابری نے نعت ومناقب پیش کیے،مولانا محمد ظفر الدین برکاتی،مولانا عبدالقادر حبیبی اور مولانا اشرف عالم قادری نے بھی سید ابراہیم ایرجی قادری کی علمی روحانی شخصیت کے مختلف پہلو پر گفتگو کی اور مدرسہ محبوب الٰہی کے ناظم اعلیٰ مولانا جنید عالم قادری نے نظامت کے فرائض انجام دیے،نماز ظہر کی جماعت کے بعد مسجد میں ہی صلوۃ وسلام پیش کرنے کے بعد قل وفاتحہ خوانی ہوئی اور سید ابراہیم ایرجی قادری کے شہر ایرج سے حاضر مہمان سید محمد عمران ہاشمی کی دعا پر تقریب ختم ہوئی اور پھر لنگر قادری سے مہمانوں کی ضیافت کی گئی،عرس کی تقریب میں درگاہ پتے شاہ کے گدی نشین صاحب،نیاز احمد قادری، ابوبکر صدیق اسماعیلی اور قرب وجوار کے عقیدت مند عوام وخواص نے شرکت کی۔

فلاح نامہ

حافظ صاحب کی خود اعتمادی کو سنبھال کر رکھیں

سید صغیر اشرفی، صالح پوری★

۱۰ نومبر کو صالح پور سے میرے مدرسہ کے استاد حافظ شکیل احمد صاحب نے مجھے فون کیا کہ مدرسہ کھولنا ہے کہ نہیں؟ میں نے کہا کہ سرکاری گائڈ لائن کی پابندی کریں، آگے جو حالات ہوں گے ان کے مطابق فیصلہ لیا جائے گا۔ میں نے اُن سے پوچھا کہ حافظ صاحب کی طبیعت خراب تھی، اب کیا صورت حال ہے، بتا سکتے ہیں آپ؟ انہوں نے حیرت کے لب و لہجے میں کہا کہ ''وہ تو گزر گئے'' یہ سنتے ہی مجھ پر سکتہ طاری ہو گیا، کیفیت ہی بدل گئی اور فون پر ہونے والی گفتگو مختصر ہو گئی۔ یقین نہیں ہوا لیکن قدرت کے فیصلے پر میرا یقین ہے، اس لئے دل پر ہاتھ رکھ کر میں نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا پھر دعائے مغفرت کی۔

محمد ظفر الدین برکاتی صاحب! آپ نے مجھے ابھی بتایا کہ حافظ صاحب بھی ''کورونا'' سے متاثر تھے اور پھر ہائی نمونیہ ہو گیا۔ ہولی فیملی کے ڈاکٹروں کی لاپروائی بھی رہی اور آخر میں حافظ صاحب دل کا دورہ پڑنے سے اللہ کو پیارے ہو گئے۔ آپ کو بتا دوں کہ میں بھی کورونا سے متاثر تھا، لکھنؤ کے ایک اسپتال میں زیر علاج رہا۔ خدا کے فضل و کرم اور بزرگوں کی روحانی توجہ کی بدولت اسپتال سے عافیت کے ساتھ گھر آ گیا۔ ابھی ایک مہینے سے گھر میں ہی ہوں اور کسی طرح کی بیرونی آمد و رفت نہیں اسی لئے مجھے حافظ صاحب کے انتقال کی خبر نہیں ملی لیکن ایک صحت مند آدمی اور ہمیشہ حرکت میں رہنے والے انسان بھی کورونا کی زد میں آ گئے اور بنا، بنایا کاروباری گلستان چھوڑ کر چلے گئے، اب بھی مجھے یقین نہیں آ رہا ہے، خیر!

ظفر صاحب! حافظ صاحب سے میرا کوئی خونی اور کاروباری رشتہ ناطہ نہیں لیکن ایمانی اسلامی رشتہ بلکہ روحانی رشتہ اتنا مستحکم ہے جو خونی رشتوں پر بھی بھاری ہے۔ ہم دونوں کی قدرِ مشترک یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری محدث بریلوی اور حضرت مفتی اعظم ہند سے ہم دونوں کی عقیدت و محبت یکساں تھی۔ اِس لئے بھی حافظ صاحب سے ہماری خوب بنتی تھی، اگرچہ ملاقات نہیں ہوتی تھی حالاں کہ وہ ہم وطن تھے، ہم دونوں صالح پور بستی کے ہیں لیکن ہم دونوں کی دنیا الگ تھلگ تھی، اس لئے مہینوں کے بعد کبھی کبھی ملاقات ہو جایا کرتی تھی۔ البتہ فون پر برابر دعا سلام ہوتا رہتا تھا۔

اپنے بہت سے مسائل اور معاملات میں حافظ صاحب مجھ سے فون پر مشورہ بھی کرتے اور ہماری خواہش کا احترام بھی کرتے تھے۔ ماہ نامہ کنز الایمان کو شروع کرنے سے پہلے بھی حافظ صاحب نے سبھی اقدام اور تیاریوں کے بعد مشورہ کے لئے رابطہ کیا تو میں نے برجستہ کہا کہ یہ ایک نیک اور تاریخی قدم ہے لیکن انتہائی حوصلے اور صبر و استقامت کا مرحلہ ہے، اس لئے ایک مشورہ ہے کہ

''ماہ نامہ کنز الایمان کی اشاعت کرنا ہے تو صرف اپنے بل بوتے پر کرنا، ورنہ نہیں کرنا کیوں کہ اگر جماعت کے بھروسے کوئی قدم اٹھایا تو کچھ دنوں میں یہ حوصلہ بھی ٹوٹ سکتا ہے اور آپ کی خود اعتمادی بھی خطرے میں آ سکتی ہے۔ باقی آپ کی محنتی ذات سے مجھے مکمل خیر و فلاح کی امید ہے۔ میں جس حافظ محمد قمر الدین سے بات کر رہا ہوں، وہ اتنا حوصلہ مند ہے کہ اگر اُس نے ماہ نامہ شروع کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے تو کامیاب ہی رہے گا۔ آگے ہی بڑھے گا، پستی اور مایوسی کو اُسے خدا واسطے کا بیر ہے۔ مزید میرے لئے جو بھی خدمت میسر ہو گی، میں ضرور کروں گا۔''

وہ دن ہے اور آج کا دن، ماہ نامہ کنز الایمان نہ صرف پابندی سے بلا ناغہ نکلتا رہا ہے بلکہ اُس کی پیشانی پر لکھا ہوا سلوگن ''اہل سنت کا ترجمان'' اب تسلیم شدہ حقیقت ہے اور سرورق پر لکھی جانے والی سرخی یعنی ''سوادِ اعظم اہل سنت و جماعت کے مشاہیر علمائے ہند کے مسلک حق و صداقت کا نقیب و ترجمان'' ہونا بھی سوادِ اعظم اہل سنت کو تسلیم ہے اور کسی کو بھی ''ماہ نامہ کنز الایمان دہلی کے اہل سنت کا ترجمان'' ہونے پر کوئی کلام نہیں حالاں کہ یہ ایک ذاتی رسالہ اور میگزین ہے۔

اُس کی مقبولیت اور ''ترجمان اہل سنت کا درجہ'' حاصل کرنے کا سبب حافظ صاحب کا خلوص ہے، ان کی نیک نیتی ہے، سوادِ اعظم سے ان کی الفت ہے، اہل سنت سے اُن کا فطری لگاؤ ہے، جماعت سے ان کی بے لوث محبت ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ان کی خوش عقیدگی اور بزرگوں سے حسن عقیدت اور مجدد اسلام اعلیٰ حضرت اور اپنے پیرو مرشد حضرت مفتی اعظم ہند سے اُن کی روحانی وابستگی ایسی ہے کہ انھیں ماہ نامہ ''کنز الایمان'' پر ہونے والے ماہ نامہ اخراجات کا کبھی خیال نہیں رہا بلکہ انہوں نے اس کی طباعت واشاعت کو اپنا ذاتی لیکن جماعتی اور مسلکی مشن بنالیا تھا۔ مجھے امید ہے کہ ان کے صاحبزادے اُن کے اِس مشن کو زندہ رکھیں گے اور سچائی یہ ہے کہ اب اسے زندہ رکھنے میں کوئی ماتھا پیچی نہیں کرنا ہے اور کوئی بھی جوکھم نہیں اٹھانا ہے۔ حروف سازی، تصحیح، ادارت، تزئین اور طباعت واشاعت کا نظام پہلے سے بنا ہوا ہے۔ بس اسے سنبھالنا ہے اور کامیاب باپ کی وراثت سمجھ کر اپنے حق میں اسے مفید بنانا ہے۔

البتہ میں دوبارہ یہ بات کہوں گا کہ صاحب زادے بھی اپنے ہی بل بوتے پر اُس کی طباعت واشاعت کو جاری رکھیں گے اور جماعت سے کسی خاص تعاون کی امید نہیں رکھیں گے کیوں کہ ماہ نامہ کنز الایمان کی کامیاب اور مسلسل اشاعت، حافظ صاحب کی خود کفیل خود اعتمادی کا نتیجہ ہے۔ اُن کے بچوں سے درخواست ہے کہ وہ صدقہ جاریہ اور ایصال ثواب کے طور پر ہی سہی ''حافظ صاحب کی خود اعتمادی'' کو سنبھال کر رکھیں، اس کی وجہ سے خود بھی کامیاب رہیں گے اور جماعت کی خدمت بھی کامیابی سے کرتے رہیں گے۔

بچے بھی یہ محسوس کرتے ہوں گے کہ ان کی خود اعتمادی نے ہی پورے خاندان کو روزگار فراہم کر دیا ہے اور سب کو خوش حال بنا دیا ہے اور کمال یہ ہے کہ ''خودی'' پر کبھی کوئی فرق بھی نہیں پڑا ہے۔

ظفر صاحب! آپ نے بتایا کہ ماہ نامہ کنز الایمان سے مراسلات کا کالم برسوں ہوئے ختم کر دیا ہے تو میں کہتا ہوں کہ بہت اچھا کیا ہے، وہی ایک کالم ایسا ہے جس سے عام قارئین کو فائدہ نہیں، صرف بیجا تعریف ہوتی ہے اور لقب سازی کا اعلان ہوتا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ دوست اور قاری وہی اچھا ہے جو ہماری خامیوں اور کوتاہیوں پر بھی ہماری توجہ دِلائے۔ اگر صرف اپنا نام چھپوانے کے لئے تعریفی خط لکھتا ہے اور تعاون کی واجبی رقم بھی ادا نہیں کرتا ہے تو پھر ایسی دوستی کس کام کی؟

ظفر صاحب! یادیں تو بہت ہیں، کیا کہوں کیا شیئر کروں۔ چالیس سالہ رفاقت اور باہمی مشاورت ومفاہمت کا سلسلہ طویل ہے۔ اب اتنا عرض ہے کہ حافظ صاحب سے میرا کوئی ایسا مسئلہ نہیں کہ معافی تلافی کی ضرورت ہو پھر بھی میں اپنا حق معاف کرتا ہوں اور خداوند قدوس سے دعا کرتا ہوں کہ ان کی خدمات اور خلوص کو قبول کرے اور کروٹ کروٹ جنت عطا فرمائے اور اُن کی مخلصانہ خدمات کو ہی اُن کے لئے صدقۂ جاریہ بنائے۔ آمین

☆☆☆

امیر الذاکرین، شاہ صغیر اشرف اشرفی

☆ سجادہ نشین خانقاہ اشرفیہ، صالح پور، بستی، اتر پردیش

حافظ صاحب دار القلم کے بڑے خیر خواہ تھے

حافظ صاحب دار القلم اور مصباحی صاحب کے بڑے خیر خواہ تھے۔ میرا زیادہ تر وقت دار القلم میں گزرتا ہے۔ سال میں تین سے چار مرتبہ ہی شاید مٹیا محل جامع مسجد جانے کا اتفاق ہوتا ہے لیکن ایسا کبھی نہیں ہوا کہ مٹیا محل گئے ہوں اور حافظ صاحب کے دفتر میں حاضری نہ ہوئی ہو۔ اسی طرح اتوار کے دن حافظ صاحب اگر دفتر نہیں جاتے تو قادری مسجد میں عصر کی نماز پڑھنے کے بعد دار القلم میں ضرور آتے اور مصباحی صاحب سے بات ملاقات کرتے اور ہم سے بھی ضرور ملتے اور خیریت معلوم کرتے تھے۔ مجھے صرف ایک ہی بات عرض کرنا ہے کہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ دار القلم کے کسی نمائندہ سے کسی ضرورت یا پھر ماہ رمضان میں اضافی چندے کی بات رکھی گئی اور حافظ صاحب نے ٹال دی ہو۔ وہ فوراً کہتے کہ رسید کاٹ دیں اور نیچے دکان سے رقم حاصل کرلیں اور کبھی کبھی اتوار کے دن خود ہی ادا کرنے پہنچ جاتے اور مصباحی صاحب سے کہتے رہتے کہ کچھ لکھئے، مجھے دیجئے، میں چھاپ دوں گا۔ چھاپتے بھی تھے اور خوب اشتہار بھی کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے خلوص، ہمدردی اور خیر خواہی کو قبول فرمائے۔ آمین

امجد رضا علیمی، خادم جامعہ قادریہ دار القلم، قادری مسجد، ذاکر نگر، دہلی

تعزیت نامے ارکان مجلس مشاورت

عزیزم مولانا محمد ظفر الدین برکاتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہٗ

اِن شاء اللہ آپ سب بخیر ہوں گے۔آپ نے حافظ صاحب کے انتقال کی خبر دی، بڑی تکلیف ہوئی، اُس سے زیادہ تکلیف یہ ہوئی کہ بہت تکلیفوں اور جیتے جی بیوی بچوں سے دوری کی تکلیف برداشت کرتے ہوئے اللہ کو پیارے ہوگئے لیکن اطمینان کی بات یہ ہے کہ اللہ کو پیارے ہوگئے۔انا للہ وانا الیہ رٰجعون۔ اللہ تعالیٰ حافظ صاحب کی دینی خدمات اور خلوص کو قبول کرے اور مغفرت فرمائے۔آمین

(حضرت) سید محمد مہدی چشتی، گدی نشین درگاہ خواجہ غریب نواز، نمائندہ بارگاہ سلطان الہند، اجمیر شریف

حافظ جی محمد قمر الدین رضوی۔۔۔کی خبر سن کر دل پاش پاش ہوگیا

آج شب میں مولانا محمد ظفر الدین برکاتی مدیر ماہنامہ کنز الایمان نے فون پر رضوی کتاب گھر کے مالک جناب حافظ محمد قمر الدین رضوی کے انتقال کی خبر دی۔انا للہ وانا الیہ رٰجعون۔ سانحۂ ارتحال کی خبر سن کر دل پاش پاش ہوگیا لیکن مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ۔صبر وشکر کے سوا چارہ بھی کیا ہے۔حافظ جی مرحوم کے گھر والوں نے علاج اور تیمارداری میں کوئی کمی نہیں کی۔دہلی کے معروف اسپتال ہولی فیملی جیسے مہنگے اسپتال میں ایڈمٹ کرایا لیکن ہوا وہی جو مقدر تھا۔اللہ تبارک وتعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے۔پس ماندگان اور جملہ متعلقین کو صبر کی توفیق رفیق بخشے۔آمین (۲۰، اکتوبر)

آج کل میں بیمار ہوں اور گھر پر ہوں، اس لئے (خصوصی شمارہ اور چہلم میں) شرکت سے معذور ہوں۔حافظ محمد قمر الدین مرحوم اہل سنت و جماعت کے ہمدرد تھے، مخلص تھے۔غریب پرور تھے۔تاجر کتب کی حیثیت سے اپنی شناخت رکھتے تھے۔افسوس کہ ماہ نامہ کنز الایمان کا ''مشائخ دہلی نمبر'' اُن کے زمانہ حیات میں شائع نہ ہوسکا۔اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر وشکر کی توفیق دے۔آمین

سوگوار: شرر مصباحی، مبارک پوری ۱۴ نومبر ۲۰۲۰ء

(حضرت مولانا ڈاکٹر فضل الرحمٰن شرر مصباحی صاحب ماہ نامہ کنز الایمان دہلی کی مجلس مشاورت کے اہم رکن ہیں۔اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک نبی آخر الزماں علیہ السلام کے صدقے شفا وصحت کے ساتھ سلامتی عطا فرمائے۔آمین۔برکاتی)

قبلہ حافظ صاحب اہل سنت کے خیر خواہ اور جمیع مسلمانوں کے ہمدرد تھے

مخدوم ومحترم مولانا محمد ظفر الدین برکاتی کے ذریعے الحاج حافظ محمد قمر الدین رضوی علیہ الرحمہ کے ارتحال کی خبر ملی کہ دل ودماغ پر ایک گہرے افسوس کی کیفیت چھا گئی۔آج کے اِس دور میں دین ومسلک کا کام کرنے والا ہر ہر فرد قیمتی ہے پھر قبلہ حافظ صاحب جیسا اہل سنت کا خیر خواہ، جمیع مسلمانوں کا ہمدرد، مکتبوں کا مالک اور معروف ومقبول ماہنامہ کا بانی شخص تو، حد سے زیادہ قیمتی ٹھہرا۔ایسے ہیروں، موتیوں کی قدر کرنا، اُنہیں سنبھال کر رکھنا، اُن سے خوب خوب استفادہ کرنا تمام سنی مسلمانوں کا فرض ہے مگر شومئ قسمت کہ ہم اِس سلسلے میں سخت غفلت سے دوچار ہیں۔قبلہ حافظ صاحب کے سانحہ ارتحال پر ہمیں آئندہ اپنے اس فرض کی ادائیگی کے لئے کمربستہ ہوجانا چاہیے اور تمام دین ومسلک کا کام کرنے والے مخلص لوگوں کا قدردان بن جانا چاہیے۔

(پروفیسر) عون محمد سعیدی مصطفوی، بہاولپور، پاکستان

حافظ محمد قمر الدین رضوی کی مردانہ ہمتوں کو سلام

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم و آلہ و صحبہ اجمعین۔ کبھی کبھی کوئی ایک مرد مجاہد تنہا اتنا کام کر ڈالتا ہے کہ یقین نہیں

ہوتا۔انہی مردانِ کار میں ایک باہمت اور پرعزم شخصیت کا نام ہے اخلاص ووفا کے پیکر جناب حافظ محمد قمر الدین رضوی بستوی مرحوم جنہوں نے سرزمین بھیونڈی (مہاراشٹر) میں ایک کتب خانہ قائم کیا اور نام رکھا ''رضوی کتاب گھر'' حافظ صاحب مرحوم تاجدار اہل سنت شہزادۂ اعلیٰ حضرت سرکار مفتی اعظم ہند علامہ شاہ محمد مصطفیٰ رضا نوری برکاتی قدس سرہٗ کے مرید باصفا تھے۔اعلیٰ حضرت اور پیر ومرشد ہی کی نسبت سے آپ نے کتب خانے کا یہ نام تجویز کیا۔خاص بات یہ ہے کہ اس نام کا بھرم بھی قائم رکھا پھر کیا ہوا کہ اعلیٰ حضرت اور دیگر علمائے اہل سنت کی علمی تحقیقی،اصلاحی وادبی کتابوں کی اشاعت وتقسیم کاری پر جٹ گئے،دیکھتے دیکھتے یہ کتب خانہ ذاتی ہوتے ہوئے بھی ایک جماعتی ادارے کی حیثیت اختیار کرگیا۔

حافظ صاحب کوئی عالم فاضل نہ تھے،نہ ہی کوئی مصنف ومحقق،بس ان کا مخلصانہ جذبہ،اعلیٰ حضرت سے عشق،کتب اہل سنت کی اشاعت کی فکر اور ہمت مردانہ نے مہمیز کی،آگے بڑھنے کا حوصلہ دیا اور پھر آپ سرپٹ میدانِ عمل میں بھاگتے پھرے،پیچھے ہٹنے کا نام تک نہ لیا۔اسی دینی تبلیغی جدو جہد میں زندگی کے آخری لمحات گزار کر معبودِ برحق کے جوارِ قدس میں تشریف لے گئے۔**اناللہ وانا الیہ راجعون۔**

آپ نے اپنے اشاعتی سفر کا آغاز بھیونڈی سے کیا،مجھے ٹھیک سے یاد نہیں کہ بھیونڈی سے آپ نے کون کون سی کتابیں شائع کیں لیکن یہ یاد ہے کہ آپ نے سب سے پہلا اور سب سے بڑا جو کام کیا وہ ''فتاویٰ رضویہ'' جلد اول کی اشاعت کا کام ہے،یہ بھاری بھرکم اور عظیم وجلیل فقہی شاہکار جہازی (بڑے) سائز کے آٹھ سو اسی (۸۸۰) صفحات پر مشتمل ہے اور فقہ حنفی کا ایسا شاہکار ہے کہ دنیا میں اردو تو کیا کسی بھی زبان میں اس کی مثال شاید ڈھونڈنے سے بھی نہ ملے۔اس عظیم فقہی سرمائے کی اشاعت سے متعلق،خطیب اہل سنت حضرت مولانا سید صغیر اشرف جیلانی صالح پوری رقم طراز ہیں:

''فتاویٰ رضویہ فقہ اسلامی پر ایک نادرِ روزگار شاہکار ہے مگر افسوس ناک طریقے سے یہ کہا جارہا ہے کہ باوجود کوششوں کے اپنی مکمل اشاعت کے مرحلے سے ہنوز نہ گزر سکا۔جو مجلدات چھپ سکی ہیں،ان میں جلد اول تو کمیاب کی حد تک نایاب ہے۔غالباً پچیس تیس سال پہلے کی اشاعت ہی ہوسکتی ہے۔رضوی کتاب گھر بھیونڈی کے جناب حافظ محمد قمر الدین رضوی مہاراشٹر کی سطح تک ایک بڑے تقسیم کار ادارے کے مالک ہیں۔راقم السطور سے اکثر فرمایا کرتے تھے کہ جلد اول کی اشاعت انتہائی ضروری ہے،سارے ملک سے اس سلسلے میں خطوط آرہے ہیں مگر اس کی اشاعت کی صورت کیا ہو،کس طرح اُسے منظر عام پر لایا جائے۔عرصہ سے تبادلہ خیالات میں وہ اس موضوع پر اپنی کوششیں جاری رکھے ہوئے تھے بالآخر انہوں نے ایک روز یہ مسرت انگیز اطلاع دی کہ مشہور ادارہ ''رضا اکیڈمی'' بمبئی نے ناشر کی حیثیت سے اس کی اشاعتی ذمہ داری قبول کرلی ہے۔البتہ تقسیم کار کی حیثیت سے جملہ فرائض ان کے (یعنی حافظ صاحب کے) ذمے ہیں اور یہ کہ بہت جلد ہم جلد اول (فتاویٰ رضویہ) چھاپنے جارہے ہیں۔''(مزید فرماتے ہیں) فتاویٰ رضویہ جلد اول کی زیر نظر اشاعت قدیم نسخوں کے اصل کے مطابق ہے،جس میں جلد اول طبع بریلی شریف کے دو نسخے حضرت (علامہ محمد احمد) مصباحی صاحب نے عطا فرمائے اور ایک نسخہ ڈاکٹر محمد مسعود احمد کے برادر زادہ اور شاہی جامع مسجد فتح پوری دہلی کے خطیب حضرت مفتی محمد مکرم احمد کے ذخیرہ کتب سے حاصل کیا گیا جس کے لئے ناشرین اور تقسیم کار دونوں ہی ان حضرات کے شکر گزار ہیں۔''

(ابتدائیہ فتاویٰ رضویہ اول مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی ورضوی کتاب گھر بھیونڈی)

فتاویٰ رضویہ جلد اول کی یہ اشاعت بریلی شریف کے مطبوعہ نسخے کا عکس ہے اور سائز بھی بعینہ وہی ہے،یہ جدید اشاعت شوال المکرم ۱۴۰۵ھ میں یعنی آج سے سینتیس سال قبل عمل میں آئی اور اس کی تجویز،اس کی فراہمی اور رضا اکیڈمی کو تیار کرنے کا سہرا جناب حافظ محمد قمر الدین رضوی مرحوم ہی کے سر جاتا ہے۔اس کوہ پیمائی کے لئے بجا طور پر حافظ صاحب جماعت اہل سنت کے شکریے اور تحسین کے مستحق ہیں۔خصوصاً اُس وقت جب کہ فتاویٰ رضویہ جیسی ضخیم کتاب کی اشاعت کا تصور بھی ایک امر دشوار تھا،ہاں سنی دار الاشاعت مبارک پور کے اربابِ بست وکشاد نے فتاویٰ رضویہ کی سوم تا ہشتم (۳تا۸) کی اشاعت کا جو عظیم کارنامہ انجام دیا وہ یقیناً سب پر بھاری ہے۔

بھیونڈی میں حافظ محمد قمر الدین مرحوم نے ایک اور کارنامہ انجام دیا،وہ ہے ''امام احمد رضا سیمینار اور کانفرنس'' کا انعقاد،جس میں ان کے ساتھ مولانا سید صغیر اشرف،مولانا سید جیلانی میاں اور جناب سیٹھ الحاج عبد الحمید صاحب شامل تھے اور بھی کچھ احباب رہے ہوں گے جنہیں میں نہیں جانتا۔راقم الحروف اس کانفرنس اور سیمینار میں شریک تھا۔نہایت شاندار اور یادگار کانفرنس منعقد ہوئی جس میں ملک کے گوشے گوشے سے علماء ومحققین

اور ادبا و شعرا نے شرکت کی اور مقالات پیش کیے۔

ایک عرصے تک دینی و ملی کارناموں کا غلغلہ بلند کر کے حافظ صاحب نے مرکز ہند دہلی کو اپنے اشاعتی کاموں کے لئے منتخب کیا جس وقت آپ نے دہلی میں رضوی کتاب گھر قائم کیا اُس وقت مکتبہ جام نور ہی اہل سنت کا اشاعتی ادارہ تھا جسے چند ہی سال ہوئے تھے۔ اب کیا تھا حافظ صاحب نے آندھی طوفان کی طرح علمائے اہل سنت کی کتابوں کی نشر و اشاعت کا سلسلہ شروع کر دیا پھر دیکھتے دیکھتے اور بھی کتب خانے آ گئے اور اب تو ایسا لگتا ہے کہ دہلی اہل سنت کا اشاعتی مرکز ہو گیا ہے۔ مکتبہ جام نور نے تو رئیس القلم قائد اہل سنت حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کی کتابوں کی اشاعت پر توجہ دی اور کچھ دوسری کتابیں بھی شائع کیں لیکن حافظ صاحب نے کتابی دنیا میں بڑے نمایاں کارنامے انجام دیے۔ مثلاً

کنز الایمان، ترجمہ قرآن از اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی کتابتی اغلاط کی تصحیح کا بیڑا اٹھایا، اس سلسلے میں ناچیز نعمانی سے بھی خدمت لی اور اُسے شائع کیا، سب سے پہلے اس تصحیح شدہ نسخے کی اشاعت کا کام رضا اکیڈمی شاخ مالے گاؤں (مہاراشٹر) نے کیا پھر حافظ صاحب نے اور دوسرے اداروں نے بھی اسے شائع کیا، غالباً مالے گاؤں کے بعد اس کی اشاعت مجلس برکات مبارک پور سے ہوئی پھر دیگر ادارے شائع کرنے لگے۔ یہ بھی حافظ صاحب کا بہت بڑا کارنامہ ہے کیوں کہ کتابت کی غلطیاں کچھ غفلت اور وہابیوں کی ریشہ دوانیوں کی وجہ سے کنز الایمان میں در آئی تھیں، بھرپور تصحیح کی، اس طرف سب سے پہلے جناب حافظ محمد قمر الدین ہی نے توجہ دی، نہ کسی ادارے نے اس کی طرف توجہ دی نہ ہی کسی خانقاہ یا جامعہ نے اور ذاتی طور سے انہوں نے ہی اس پر ہونے والے اخراجات بھی برداشت کیے۔ اس لئے یہ کہنا درست ہے کہ حافظ محمد قمر الدین رضوی اپنی ذات میں ایک ادارہ اور تنہا ایک انجمن تھے۔

ماہنامہ کنز الایمان دہلی کی اشاعت بھی حافظ محمد قمر الدین رضوی کا ایک بہت بڑا صحافتی کارنامہ ہے جو بائیس (۲۲) سالوں سے زیادہ عرصے سے شائع ہو رہا ہے۔ کوئی ذاتی خرچ سے شائع ہونے والا سنی دینی ادارہ کا یہ واحد رسالہ ہے جو اتنی طویل مدت سے نکل رہا ہے اور امید ہے کہ ان کے انتقال کے بعد بھی نکلتا رہے گا۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ) اس درمیان اُس کے کئی خصوصی شمارے (نمبرات) بھی نکلے مثلاً غریب نواز نمبر، شارح بخاری نمبر، مفتی اعظم راجستھان نمبر، رئیس القلم نمبر، تاج الشریعہ نمبر، مشائخ دہلی نمبر کا بھی اعلان کیا تھا مگر وہ اس کی اشاعت پر قابو نہ پا سکے۔ (اِن شاء اللہ وہ بھی شائع ہوگا۔ ادارہ)

اپنے ماہنامے کا نام آپ نے ''کنز الایمان'' رکھ کر بھی سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ سے عقیدت و محبت کا ثبوت فراہم کیا، گویا حافظ محمد قمر الدین رضوی صرف نام کے رضوی نہ تھے بلکہ رضویت آپ کے رگ و ریشے میں سمائی اور سرایت کی ہوئی تھی۔

اٹھارہ (۱۸) جلدوں میں تفسیر نعیمی اور پندرہ (۱۵) ضخیم جلدوں میں تفسیر روح البیان (مترجم) تین جلدوں میں امام احمد رضا اور علم حدیث، تفسیر مظہر القرآن دو جلدوں میں۔ نزہۃ القاری شرح صحیح بخاری (۹ جلدیں) شائع کرنا بھی دل گردے کا کام ہے جب کہ ایک ایک جلد والی بھی کئی ایک ضخیم کتابیں ہیں جنہیں حافظ صاحب تسلسل کے ساتھ چھاپتے رہے۔

ایک بار میں نے امام غزالی علیہ الرحمۃ والرضوان کی کتاب مکاشفۃ القلوب (مترجم) آپ کو دی اور شائع کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ حافظ صاحب نے فرمایا کہ یہ کتاب چلے گی؟ میں نے کہا چلے گی نہیں دوڑے گی۔ جب حافظ صاحب نے اسے شائع کیا تو انہیں بات کی تصدیق کرنا پڑی۔ آپ کے بعد دہلی کے دوسرے کئی کتب خانوں نے بھی اس کتاب کو شائع کیا، خاص کر میری فرمائش پر حافظ صاحب نے مندرجہ ذیل کتابیں شائع کیں:

(۱) امام شعر و ادب (۲) اقبال و احمد رضا (۳) سفینۂ نوح (فضائل اہل بیت) (۴) سوانح کربلا (۵) داستان کربلا (۶) انوارِ ساطعہ در بیان مولود و فاتحہ (۷) دعوت فکر (۸) گلستان شریعت (مکمل نظام شریعت) (۹) مسنون دعائیں (از نعمانی) (۱۰) سید سلیمان اشرف بہاری (۱۱) تجلیات شرف (سوانح مخدوم جہاں) (۱۲) بہار اسلام (اول) (۱۳) ارشاداتِ اعلیٰ حضرت (۱۴) انتخاب اعلیٰ حضرت (۱۵) ذکر حبیب (تذکرہ میلاد پاک) (۱۶) انوار درود و سلام (۱۷) قصر عارفاں

رضوی شب وروز۔رضوی جنتری۔رضا اسلامک ڈائری۔رضوی کلینڈر کی اشاعت کے ذریعے آپ نے جو دینی ملی اور تبلیغی خدمات انجام دی ہیں، انہیں بھلایا نہیں جاسکتا اور اُنہیں کیسے بھلایا جاسکتا ہے جو فکر وعمل کے پیکر تھے۔جن کے دل میں مسلک حق اہل سنت وجماعت کے فروغ واشاعت کی تڑپ تھی جو انقلاب آفریں شخصیت کے مالک تھے،علمائے اہل سنت کے بے حد قدرداں تھے،تصلب فی الدین کے مجسمہ تھے،کبھی کسی باطل مسلک کی کوئی کتاب نہیں شائع کی۔مسلک اعلیٰ حضرت پر سختی کے ساتھ پابند تھے،خدا اُن کی قبر پر رحمت ونور کی بارش فرمائے۔ان کی دینی خدمات کو قبولیت کا شرف دے،ان کے دینی اشاعتی مشن کو بقا واستحکام بخشے،پسماندگان کو صبر واجر سے نوازے۔آمین

محمد عبدالمبین نعمانی،بانی ورکن ونگراں المجمع الاسلامی،ملت نگر مبارک پور،اعظم گڑھ (یوپی)

رضوی کتاب گھر،رضویت وسنیت کی علامت بن گیا

جانے والے چلے جاتے ہیں،کچھ تو ایسے ہوتے ہیں جن کو دنیا بھول جاتی ہے مگر کچھ ایسے ہوتے ہیں جن کو یاد رکھا جاتا ہے۔انسان کی قدر اُس کے مخلصانہ کام کی بنا پر ہوتی ہے۔اگر کوئی تعمیری کام ہے تو جب تک اس کا نقش جلی باقی رہے گا،شخصیت زندہ رہتی ہے۔

حافظ محمد قمرالدین مرحوم کا سانحۂ ارتحال ایسا صدمہ ہے جس سے ہمارا پورا گھر متاثر ہوا۔وہ اپنی ذات میں ایک تحریک تھے جو عشق رسول ﷺ کے فروغ کے لئے شبانہ روز متحرک تھی۔انہوں نے طباعت ونشریات میں اہل سنت وجماعت کا نام روشن کیا۔انہوں نے اہل سنت کو ایک نشریاتی پلیٹ فارم دیا جو پوری دنیا میں جہاں جہاں اردو بولی جاتی ہے جانا پہچانا جاتا ہے۔''رضوی کتاب گھر''رضویت کی ایک علامت کے طور پر جانا جاتا ہے۔امام اہلسنت کے نظریاتی افکار کو فروغ دینے میں اِس ادارے نے کلیدی کام کیا ہے۔لوگ اس ادارے کا نام دیکھ کر اہل سنت وجماعت کی کتابیں خریدتے ہیں۔انہوں نے جس تن دہی سے زمین سے اٹھا کر آسمان تک پہنچایا،اُس سے ان کی جاں فشانی اور محنت شاقہ کا اندازہ ہوگا ہے۔آج وہ ہم میں نہیں ہیں مگر اُن کا کام زندہ ہے اور اِن شاء اللہ زندہ رہے گا کیوں کہ یہ ان کے اخلاص کا آئینہ ہے۔

عزیزم محمد احمد و محمد ارشد سلمہما کو رب کریم جذبہ صادق اور ہمت ولگن عطا فرمائے کہ دونوں اس ادارے کو نہ صرف باقی رکھیں بلکہ اس کو اور بھی پھیلا دیں۔میری طرف سے تمام اہل خانہ کو تعزیت ہے۔مولیٰ تعالیٰ حافظ محمد قمرالدین مرحوم کو جنت میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے،ان کی کوتاہیوں اور غلطیوں کو معاف فرمائے،ان کے اعمال حسنہ کو قبول فرما کر اجر عزیل عطا فرمائے اور بچوں کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

سوگوار: محمد قمرالحسن قادری غفرلہٗ القوی،ہوسٹن،امریکہ

مثالی کردار کے مالک تھے رضوی کتاب گھر کے مالک

ماہ نامہ کنزالایمان کے بانی ایڈیٹر حافظ محمد قمرالدین رضوی کا سانحہ وفات یقیناً ملت کا ایک بڑا خسارہ ہے۔وہ نہ صرف ایک ماہنامہ کے کفیل ایڈیٹر،حافظ قرآن اور نیک وشریف انسان تھے بلکہ وہ ایک محنتی مخلص،ملت کا درد رکھنے والے اور لگاتار مثبت کوشش کو جاری رکھنے والے مثالی کردار کے مالک تھے۔میں بھی ان کی مجلس مشاورت میں شامل ہوں اور مشکل وخود غرض حالات میں بھی ان کی ملی مساعی کا شاہد ہوں۔

اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت فرمائے اور ان کی ادبی وقلمی کاوشوں کو قبول فرمائے۔ان کی علمی تحریک کو بقا بخشے اور ان کی آل واولاد کو بھی اللہ تعالیٰ ان کے لئے صدقۂ جاری فرمائے۔آمین

دعاگو: خاکسار:شمیم الدین احمد منعمی (متن گھاٹ،پٹنہ،بہار)

میں ڈوب بھی گیا تو شفق چھوڑ جاؤں گا

دنیا جائے فانی ہے،پیام اجل پر ہر ایک کو لبیک کہنا ہے۔۲/ربیع الاول ۱۴۴۲ھ/۲۰،اکتوبر ۲۰۲۰ء کی تاریخ علم دوست،طابع وناشر کتاب

وسنت، مالک رضوی کتاب گھر بانی ایڈیٹر ماہنامہ کنزالایمان دہلی، مرحوم الحاج حافظ محمد قمرالدین رضوی صالح پوری بستوی کے وصال پر ملال کی تاریخ ہے۔ یہ سانحہ مرحوم کے اہل خانہ، عزیز واقارب، احباب، ارباب فکر ودانش اور قرطاس وقلم کی دنیا کے لئے صدمۂ جانکاہ سے کم نہیں۔ مرحوم عہد رفتہ میں اخلاص واخلاق، انکساری وتواضع اور شرافت کا نمونہ تھے۔ دنیائے سنیت ان کی علمی، اشاعتی وطباعتی کارناموں سے عرصۂ دراز تک مستفید ہوتی رہی ہے۔ بالخصوص ماہنامہ کنزالایمان دہلی نے ان کی ''مالی ادارت'' اور ''عملی سرپرستی'' میں اہل سنت وجماعت کے حقیقی نظریات اور عقائد حقہ کو عوام وخواص تک پہنچانے میں اہم کردار ادا کیا ہے اور ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے۔ فقیر سے اُن کا دلی لگاؤ تھا، وہ تعمیری واصلاحی فکر کی حامل شخصیت تھے۔ جو علمی چراغ انہوں نے روشن کیا تھا اُسے مزید افزوں کرنے کے لئے اُن کے صاحبزادگان سے ارباب حل وعقد کی امیدیں وابستہ ہیں۔

دعا گو ہوں کہ مولیٰ کریم اپنے حبیب کریم ﷺ اور آپ کی بزرگ آل کے صدقے دین وملت اور مسلک ومشرب کے لئے اُن کی جملہ خدمات کو قبول فرمائے، جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پس ماندگان وسوگواران کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

اسیر مختار: ابوسید احسن اشرف الاشرفی الجیلانی

جانشین سلطان الواعظین قبلہ عالم وخلیفہ ونبیرہ مخدوم المشائخ سرکار کلاں (بانی وسرپرست: سرکار کلاں فاؤنڈیشن انٹرنیشنل)

حافظ محمد قمر الدین رضوی ملت وجماعت کے دھروہر تھے

لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَلَهٗ مَا اَعْطٰى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ۔

دستور قدرت کے مطابق ہر متنفّس شے کو موت کا مزہ ضرور چکھنا ہے۔ دنیا میں اپنے مقررہ وقت کو پورا کر کے اور سامان آخرت جمع کر کے ابدی حیات کے لیے رخت سفر باندھنا ہے۔ یوں تو سبھی کو ایک دن اس بزم دنیا سے رخصت ہونا ہے، مگر کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کی زندگی قوم وملت کی دھروہر اور امانت ہوا کرتی ہے۔ ناشر مسلک اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ، حافظ محمد قمرالدین رضوی۔ نوراللہ مرقدہٗ۔ یقیناً اُنہی افراد میں سے تھے۔ ان کی رحلت جماعت اہل سنت کا ایک عظیم خسارا ہے۔ میرا تعلق ان سے سن ۱۹۸۲ء سے رہا ہے اور اس وقت سے وہ نشر واشاعت کی سرگرمیوں میں ہمارا بھرپور تعاون کرتے تھے، اس وقت ہماری کتابوں کو بمبئی میں پھیلانے میں ان کا اہم کردار رہا۔ بلاشبہ وہ قوم وملت کا درد رکھنے والے، فکر رضا کے سچے پیروکار اور ناشر تھے۔ رضوی کتاب گھر کے ذریعہ انہوں نے اہل سنت وجماعت اور بالخصوص رضویات کی وسیع پیمانے پر خوب ترویج واشاعت کی۔ ماہ نامہ کنزالایمان دہلی کے حوالے سے بھی انہوں نے مسلک رضا کی ترجمانی کا فریضہ انجام دیا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب مکرم ﷺ کے صدقے ان کی تمام خدمات کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے، اُن کے دونوں صاحبزادوں کو اُن کا سچا جانشین بنائے اور اہل سنت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین

شریک غم: محمد حنیف خاں رضوی بریلوی، بانی وڈائریکٹر امام احمد رضا اکیڈمی، صالح نگر، باقر گنج، بریلی شریف

ماہنامہ کنزالایمان کے ذریعہ سنیت کی عظیم خدمت کی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ناشر مسلک اعلیٰ حضرت بانی رضوی کتاب گھر جناب الحاج حافظ محمد قمرالدین رضوی کے انتقال کی خبر سن کر دلی رنج ہوا۔ ہمارے درمیان سے آپ کا رخصت ہوجانا بلاشبہ جماعتی نقصان ہے۔ حافظ محمد قمرالدین رضوی صاحب نے نشر واشاعت کے ذریعہ مذہب اہل سنت کی نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔ آپ نے مہاراشٹرا کے معروف شہر بھیونڈی سے اشاعت کتب کا سفر شروع کیا اور دہلی میں اس سلسلے کو پایہ کمال تک پہنچایا۔

دہلی منتقل ہونے کے بعد رضوی کتاب گھر کو خوب فروغ ملا۔ دہلی کی سرزمین پر رضوی کتاب گھر کے قیام اور ماہنامہ کنزالایمان کے ذریعہ سنیت کی عظیم خدمات انجام دی ہیں۔ میرا اپنا خیال ہے کہ حافظ صاحب مرحوم نے رضویات کے علاوہ سیکڑوں ایسی کتابیں شائع کیں جن سے عوام وخواص

کو خوب استفادہ کا موقع ملا۔حافظ محمد قمر الدین رضوی صاحب سنی دعوت اسلامی کے مرکزی آفس پر کئی بار تشریف لائے، یہاں ان کا قیام بھی رہا۔آپ خوش مزاج وخوش اخلاق انسان تھے۔مذہب ومسلک کی ترویج واشاعت کی خاطر فکر مند رہا کرتے۔مشائخ دہلی نمبر کی اشاعت کے سلسلے میں وہ بہت متفکر رہا کرتے،اس سلسلے میں انھوں نے ممبئی کا سفر کیا تو مرکز بھی تشریف لائے۔خدا کرے کہ ان کی یہ خواہش بھی جلد از جلد پایہ تکمیل کو پہنچے۔

مولیٰ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ان کو اپنی عفو وبخشش کا وافر حصہ عطا فرمائے،ان کے پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے پس ماندگان کو اُن کے مشن کو جارکھنے کی توفیق بخشے۔آمین

شریک غم: محمد شاکر نوری (امیر سنی دعوت اسلامی،ممبئی)

ماہ نامہ حجاز جدید کی کمی ماہ نامہ کنز الایمان سے پوری کردی

اِس عالم کون وفساد میں موت ہر جان کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔اللہ عزوجل کے علاوہ ہر کوئی فانی ہے۔فنا مخلوق کی صفت ہے،موت پر غم ایک فطری جذبہ ہے،مگر مسلمانوں کا غم دنیا کی دوسری قوموں کے غم سے مختلف ہے۔

آج حافظ محمد قمر الدین رضوی ہمارے درمیان نہیں ہیں مگر اُن کی دینی،سماجی،ملی اور قومی خدمات کا تذکرہ بہت سے لوگ کریں گے۔ان کی حیات مستعار کے مختلف گوشوں پر مزید خامہ فرسائی کریں گے لیکن حافظ صاحب کی اس عظیم خدمت کو زمانہ فراموش نہیں کرسکتا کہ ایک لمبے عرصہ تک ماہ نامہ ''کنز الایمان'' کے ذریعے انہوں نے لوگوں تک دین ومذہب کی باتیں پہنچائی ہیں اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت میں ایک اہم رول ادا کیا ہے۔مجھے یاد ہے کہ ماہ نامہ ''حجاز جدید'' دہلی کی اشاعت اچانک موقوف ہوجانے کے بعد لوگوں کو ایک ایسے ماہ نامہ کی ضرورت شدت سے محسوس ہورہی تھی جو اُن کے ذہن وفکر کو ایمانی غذا فراہم کرسکے اور میں یہ لکھنے میں حق بجانب ہوں کہ حافظ محمد قمر الدین صاحب کی مالی ادارت میں نکلنے والے ماہ نامہ ''کنز الایمان'' نے بہت حد تک اس ضرورت کی تکمیل کردی۔مجھے یقین ہے کہ حافظ صاحب کے انتقال سے ان کے اس مشن پر کوئی منفی اثر نہیں پڑے گا بلکہ ان کے زریں تابندہ اور درخشاں کارنامے مرورِ ایام کے ساتھ مزید روشن ہوتے چلے جائیں گے۔

دعا ہے کہ اللہ عزوجل حافظ صاحب مرحوم کو ان کی خدمات کا بہتر صلہ عطا فرمائے۔آمین

قاضی فضل احمد مصباحی، مفتی ضیاء العلوم، بنارس، قاضی شرع ضلع کٹیہار

مشائخ دہلی کی روحانی تصرفات سے دہلی میں قدم جمالیا

آپ ضلع بستی کے ایک تاریخی اور مردم خیز مسلم اکثریتی آبادی والے قصبہ صالح پور ضلع بستی کے رہنے والے تھے،یہیں آپ نے آنکھیں کھولیں اور پلے بڑھے۔یہیں ابتدائی عربی وفارسی کی تعلیم بھی حاصل کی۔یہ قصبہ بڑا ہی مردم خیز رہا ہے،اکابر اولیاء اللہ اور سادات کرام کا مرکز رہا ہے،سلسلہ اشرفیہ کی متعدد شاخیں یہاں پر آباد ہیں،معروف خطیب مولانا سید صغیر اشرف اشرفی صاحب کا بھی اسی بستی سے تعلق ہے۔آپ کی جدو جہد کا دائرہ یوں تو پورے ملک میں پھیلا ہوا ہے مگر یوپی،مہاراشٹر اور دہلی کو خاص اہمیت حاصل ہے۔

حافظ صاحب سے میرے تعلقات انتہائی بے لوث تھے جو کسی بھی مفاد پر مبنی نہیں تھے۔صرف اور صرف خلوص اور انسانی ہمدردی،رواداری اس کے بنیادی اجزا تھے۔کسی طرح کا کوئی دنیوی مفاد یا حرص وطمع وابستہ نہ تھا۔حافظ صاحب ایک بار جس سے جس نوعیت کا تعلق قائم کرلیتے،اسے نبھاتے تھے۔کام کے پکے،دھن کے بھی پکے تھے۔کاروباری دنیا میں نہایت نامساعد حالات آئے مگر کبھی قدم پیچھے نہیں ہٹایا۔۱۹۷۹ء میں دہلی آنا جانا شروع کیا اور ۱۹۹۵ء میں مستقل آگئے اور رضوی کتاب گھر کا کام شروع کیا۔

دہلی کے سن ۲۰۰۰ء سے پہلے کے حالات کا جن کو علم اور تجربہ ہے وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ اس سنگلاخ وادی میں قدم رکھنا کتنا مشکل کام تھا۔اس سخت زمین کو جن لوگوں نے نرم کیا،اُن میں حافظ محمد قمر الدین رضوی علیہ الرحمہ کا نام نہایت نمایاں ہے۔دہلی میں مٹیا محل میں بیٹھ کر سنی لٹیر چر

فراہم کرنا بھیڑیے کے غار میں منھ ڈالنا تھا، جو کسی بھی طرح آسان نہیں تھا مگر حافظ صاحب نے یہ مرحلہ بھی طے کر دکھایا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اولیائے دہلی کے روحانی تصرفات سے مٹیامحل میں قدم جمالیا بلکہ پورے ملک کے اہل سنت خصوصا اشاعت وطباعت سے تعلق رکھنے والوں کی نگاہوں کو دہلی کی طرف پھیر دیا۔

حافظ صاحب نے مکتبہ کی بنیاد تو اصلاً بھیونڈی میں رکھا تھا، وہاں آپ کی قربانیوں کی ایک دردناک تاریخ ہے۔ بعض حضرات بیان کرتے ہیں کہ ایک دور وہ بھی تھا جب آپ سائیکل سے اور سر پر بنڈل اٹھائے پیدل چل کر جلسہ گاہوں میں کتابیں فروخت کیا کرتے مگر اُس دور میں کام کی رفتار یہ رہی کہ جب آپ نے دہلی میں قدم رکھا تو دو سو پینتیس کتابیں شایع کر چکے تھے۔ بھیونڈی پاورلوم کے ہنگامے میں ڈھائی سو کتابوں کی اشاعت ایک مردقلندر کی عزم و ہمت کی کہانی بیان کرنے کے لیے کافی و وافی ہے۔

دہلی آنے کے بعد اُن کی بھوک کم نہیں ہوئی بلکہ ھل من مزید کا نعرۂ مستانہ بلند ہی کرتے رہے۔ فی الحال رضوی کتاب گھر سے کل مطبوعہ کتابوں کی تعداد تین سو بانوے ہے جن میں کئی بہت ضخیم ہیں اور کئی کئی جلدوں میں ہیں، جیسے فتاوی رضویہ، تفسیر روح البیان، تفسیر نعیمی وغیرہ بھی مسلک کی ضخیم ترین کتابیں ہیں جن کی طباعت پر لاکھوں لاکھ روپے کا صرفہ آتا ہے۔ میں نے بچپن میں اکابر علما کو دیکھا ہے کہ ایک کتاب کی طباعت کے لیے مہینوں چندے کیا کرتے تھے جیسے رضا دارالاشاعت مبارک پور سے فتاویٰ رضویہ کی طباعت کا معاملہ کہ حضرت حافظ ملت اور علامہ عبدالرؤف بلیاوی نے پیدل چل کر مہینوں چندہ کیا، جب کہ ایک جلد کی قیمت صرف دس روپے تھی۔ حافظ صاحب نے ایک مستقل اشاعتی ادارے کی بنیاد رکھ کر اُس جھنجھٹ کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا۔ آپ کا اعلان تھا ''کتاب لائیے، رضوی کتاب گھر سے چھپوا کر لے جائیے۔'' پیسے ہونے کے باوجود کتاب طبع کروانا ''ہاتھی ماروں دانت اکھاڑو'' کام ہے، ہفتوں مہینوں پریس میں دھکے کھانے پڑتے ہیں، جن کو اِس کا تجربہ ہے وہ اچھی طرح جانتے ہیں۔ رضوی کتاب گھر اور دیگر مکاتب اہل سنت نے اس کام کو بے حد آسان کر دیا۔ ایک بار آپ کے کتب خانے میں آگ لگ گئی، لاکھوں کا نقصان ہوا، دوسرا ہوتا تو ہمت چھوڑ بیٹھا مگر آپ مستقل لگے رہے اور دوبارہ رضوی کتاب گھر کو پاؤں پر کھڑا کر دیا۔

رضوی کتاب گھر کو جمانے کے بعد مذہبی صحافت کی دنیا میں قدم رکھا اور رسائل وجرائد کے ذریعے اپنی آواز کو ملک و بیرون ملک پہنچانے کا اہم سلسلہ شروع کیا جس کا اظہار ماہنامہ ''کنز الایمان'' کے ذریعے ہوا۔ مذہبی ماہناموں کی تاریخ بہت دردناک رہی ہے، اکثر اُن کی عمریں بڑی محدود رہیں، کچھ عالم شیر خوارگی میں تو کچھ عین عالم شباب میں نامعلوم بیماریوں کی وجہ سے چل بسے۔ چند ہی ماہنامے حالات کے جھکڑوں کا سامنا کر سکے۔ زیادہ تر وہی ماہنامے زندہ رہے، جن کے پیچھے ایک عظیم ماں یعنی مادر علمی کا ہاتھ اور ساتھ رہا، جیسے ماہنامہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور، ماہنامہ فیض الرسول براؤں شریف، دارالعلوم منظر اسلام (وغیرہ) کچھ خانقاہیں علم وادب کی سرپرستی کرتی ہیں تو وہاں سے بھی رسالے جاری ہو جاتے ہیں اور چلتے رہتے ہیں، البتہ ان کے مشتملات ایک خاص ضرورت کے تحت ایک ہی ڈھرے پر چلتے رہتے ہیں۔ ان کے علاوہ جو بھی رسالے وجود میں آئے ان پر ہمیشہ موت کی تلوار لٹکتی رہی اور شہادت مقدر ہوئی۔ شوشل میڈیا کے دور میں جب کہ پی ڈی ایف کی وبا نے ''کورونا'' کی طرح کتابوں کو کھانا شروع کر دیا ہے، اس میں مذہبی رسالے تو دور، خبارات کا بھی سانس لینا مشکل ہو گیا ہے۔ اشتہارات کے ذریعے اخبارات کی جو خاص کمائی ہوتی تھی، اُسے فیس بک اور واٹس ایپ نے کھالیا ہے۔ کاغذات پر چھپنے والے اخبارات بھی تیزی سے کلاس روم کی طرح آن لائن ہوتے جا رہے ہیں۔

ایسے میں ماہ نامہ ''کنز الایمان'' کا پابندی سے نکلنا کسی معجزے سے کم نہیں۔ یہ حافظ صاحب کا ہی خون جگر تھا کہ اُسے بند نہیں ہونے دیا۔ ایک بار مجھے سوشل میڈیا کے ذریعے اڑتی پڑتی خبر ملی کہ ماہ نامہ کنز الایمان کو ماہانہ دس ہزار روپے کا خسارہ ہوتا ہے، جسے حافظ صاحب رضوی کتاب گھر سے پورا کرتے ہیں'' میں اس خبر کو بالکل سچ مانتا ہوں اور بالکل ایسا ممکن ہے۔

حافظ صاحب نے اپنے کتب خانے کا نام ''رضوی کتاب گھر'' رکھا، جس سے مجدد اسلام امام احمد رضا قادری قدس سرہ سے ان کی سچی عقیدت کا اظہار ہوتا ہے جب کہ رسالے کا نام رئیس التحریر علامہ یٰسین اختر مصباحی نے اعلیٰ حضرت کے ترجمہ قرآن ''کنز الایمان'' کے نام پر نام رکھا جس کو حافظ صاحب نے فوراً بلا تاخیر قبول کر لیا۔ اس سے بھی امام احمد رضا قادری سے آپ کے والہانہ لگاؤ اور عشق کا اظہار ہوتا ہے مگر لگاؤ کا وہ مطلب نہیں

تھا جو آج کچھ سر پھروں نے وطیرہ بنالیا ہے۔ حافظ صاحب انتہائی بامعنی اور تعمیری ذہن وفکر کے لگاؤ رکھنے والے تھے۔

ایک زمانے تک رسالے کی ادارت ملک کے عظیم مفکر اور قلم کا رئیس التحریر حضرت علامہ یٰسین اختر مصباحی، بانی ومہتمم دارالقلم، جوگا بائی (اوکھلا، نئی دہلی) انجام دیتے رہے۔ یہ دور علامہ یٰسین اختر مصباحی کے لئے بڑی ہی جدوجہد اور مشکلات کا تھا۔ میں نے وہ دور بھی دیکھا ہے جب آپ کا قیام مٹیا محل میں رضوی کتاب گھر کے مقابل جانب مغرب ایک چھوٹے سے حجرے میں ہوا کرتا تھا۔ آپ وہیں سے ماہ نامہ ''کنز الایمان'' کی ادارت فرماتے اور اپنی کتب کی آسانی سے اشاعت بھی کرلیا کرتے تھے۔ کچھ سالوں کے بعد حضرت رئیس التحریر قبلہ جوگا بائی، مرکز الثقافۃ السنیہ کی آفس میں مقیم ہوگئے۔ اس دوران ماہنامہ ''حجاز جدید'' کے ذریعے اپنی تحریک اور آواز ملک وبیرون ملک کے کونے کونے میں پہنچاتے رہے۔ یہاں تک کہ ذاکر نگر کے کچھ اصحاب خیر اور ارباب ہمت نے ان کی آواز پر لبیک کہا کہ دارالقلم کے لئے سولہ سو گز زمین وقف کردی جو بلا مبالغہ اِس وقت بتیس کروڑ کی مالیت رکھتی ہے مگر مصباحی صاحب زمین ملنے کے بعد بھی نشر واشاعت اور ''کنز الایمان'' کی ادارت کرتے رہے۔

دارالقلم کے قیام سے پہلے مصباحی کا دہلی میں نمایاں کام ماہنامہ ''حجاز'' کا اجرا تھا جو ۱۹۹۲ء میں بند ہوگیا مگر بند ہونے سے پہلے حضرت مصباحی کو ماہنامہ ''حجاز'' کا ایک انعام ''دارالقلم'' کی شکل میں ملا۔ دوبارہ پھر کوشش کی اور اُس کا احیا کیا جو ۱۹۹۴ء میں مرحومین کی صف میں شامل ہوگیا۔ اب حضرت علامہ یٰسین اختر مصباحی نے نومبر ۱۹۹۸ء میں ماہنامہ ''کنز الایمان'' کی ادارت سنبھالی اور نومبر ۲۰۰۷ء تک اپنی ذمہ داری بحسن وخوبی نبھاتے رہے۔ ماہنامہ ''حجاز جدید'' جب دوبارہ قدیم ہوگیا یعنی دم توڑ گیا تو مصباحی صاحب کل وقتی طور پر ''کنز الایمان'' کی ادارت فرمانے لگے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اِس عمل میں فریقین کا فائدہ تھا۔ مصباحی صاحب کی تحریک اور آواز زندہ رہی اور آپ کے جاندار اداریوں کی وجہ سے ماہنامے کو مقبولیت ملتی رہی اور اس کا دائرہ کار وسیع ہوتا رہا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ تحریر وصحافت کے معاملے میں یسین اختر مصباحی کا نام ہماری جماعت ہی میں نہیں بلکہ پورے ملک میں ایک پہچان ایک برانڈ کی حیثیت رکھتا ہے۔ ہر طبقے اور ہر مکتب فکر میں آپ کی تحریروں کو قدر کی نگاہ سے دیکھا اور پڑھا جاتا ہے۔ خصوصا اہل سنت کی نئی نسل جو درسگاہوں سے نکل کر دہلی کی دانش گاہوں میں آئی اُس نے بھی فکر ونظر کے معاملے میں آپ کو بھی اپنا آئیڈیل مانا ہے۔

حضرت مولانا یٰسین اختر مصباحی صاحب کے بعد ایک نوجوان خون ابھر کر سامنے آیا۔ مولانا محمد ظفر الدین برکاتی، مصباحی جو ہمارے مادرِ علمی الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کے صدر مفتی محمد نظام الدین رضوی مصباحی کے داماد بھی ہیں، انھوں نے نومبر ۲۰۰۷ء سے اس کی ادارت کی ذمہ داری سنبھالی اور موصوف ہنوز یہ فریضہ کمال مستعدی سے انجام دے رہے ہیں اور امید ہے کہ آئندہ بھی یہ کام کرتے رہیں گے۔ آپ کے فکر انگیز اور مثبت اداریوں کو نئی نسل بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور عوام اہل سنت بھی بڑے اعتماد ویقین سے اس کا مطالعہ کرتے ہیں۔ مضامین کے انتخاب، حالات کی ترجمانی، عنوانات کے تنوع، معاشرتی بگاڑ پر گرفت، ادبیات کی شمولیت، نوجوانوں کے مضامین کی اصلاح اور اہل قلم سے رابطے کے معاملے میں مولانا بہت حد تک مولانا یسین اختر مصباحی کے دور کے معیار کو نہ صرف برقرار رکھنے میں کامیاب رہے ہیں بلکہ اس کے حلقہ اثر کو بھی وسیع کیا ہے اور اُسے نئی آب وتاب بھی بخشی ہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا محمد ظفر الدین برکاتی صاحب کو برکاتی برکتوں سے ہمیشہ مالا مال رکھے اور آپ کی ادارت میں رسالہ ہذا کو عروج وارتقا کی منزلوں سے ہمکنار فرمائے۔ آمین

آج حافظ صاحب ہمارے درمیان نہیں ہیں، مگر اُن کی یادگاریں رضوی کتاب گھر اور ماہنامہ ''کنز الایمان'' باقی ہیں جو، اُن کے لیے بہترین صدقہ جاریہ ہیں۔ مشہور حدیث پاک میں **او علم ینتفع بہ** کی بشارت وارد ہے، یہ دونوں یادگاریں اس کی صحیح مصداق ہیں۔

حافظ صاحب میرے لیے انتہائی بے لوث تھے۔ میرا نام شروع سے ہی مجلس ادارت میں رکھا، بعض حضرات نے قیل وقال کی کوشش کی تو اپنے نپے تلے انداز میں انھیں مطمئن کر کے خاموش کردیا۔ مشائخ دہلی نمبر کے لئے حافظ صاحب علیہ الرحمہ نے ایک دہائی مسلسل کوشش کی اور مجھ سے اس کام کے لئے بارہا کہا، مگر میں بھی ''رمتا جوگی بہتا پانی''، کبھی مستقل فرصت نہ ملی کہ کچھ کام کرتا۔ جب بھی مکتبہ پہنچتا حضرت استقبال کرتے، خیریت دریافت کرتے۔ چائے کا آرڈر کرتے اور کبھی کبھی میری حالت زار پر افسوس بھی کرتے مگر میرے پاس کوئی جواب نہیں ہوتا تھا۔

مت سہل ہمیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں   تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں

اللہ تعالیٰ حافظ صاحب کی روح کو سکون عطا فرمائے اور ان کے درجات میں بلندی عطا فرمائے۔آمین

(مولانا) مقبول احمد سالک مصباحی

بانی ومہتمم: جامعہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، مدنپور کھادر ایکسٹینشن، سموسہ چوک، سریتا وہار، نئی دہلی

’کنز الایمان‘ حافظ صاحب کا اہم کارنامہ

محترم جناب حافظ محمد قمر الدین رضوی رحمۃ اللہ علیہ سے میرے بہت پرانے تعلقات تھے۔رضا اکیڈمی نے جب پہلی بار اعلیٰ حضرت کا ترجمہ قرآن ’’کنز الایمان‘‘ شریف ۱۹۸۰ء میں شائع کیا تھا تو اُس وقت اس کی نکاسی کے سلسلے میں حافظ صاحب نے بہت محنت اور کوشش کی تھی۔بھیونڈی میں گھر گھر جا کر کنز الایمان شریف کو انہوں نے پہنچایا تھا اور اس کی نکاسی میں ہمارا بھرپور ساتھ دیا تھا۔وہ رضا اکیڈمی سے بہت محبت کرتے تھے ،جب بھی میں ان سے کوئی بات کرتا کہ یہ کتاب شائع ہونی چاہیے یا، یہ کام ہونا چاہیے تو وہ فوراً اس کتاب کو شائع کر دیا کرتے اور میری بات کا بڑا لحاظ کیا کرتے تھے۔رضا اکیڈمی کے لئے انہوں نے بہت کام کیا، بڑی بڑی کتابیں، تفسیر نعیمی جیسی ضخیم کتاب بھی انہوں نے رضا اکیڈمی کے نام سے اور دیگر علمائے اہلسنت کی مشہور کتابیں بھی شائع کیا۔

ماہنامہ ’’کنز الایمان‘‘ ان کا بیک بہت بڑا کارنامہ ہے اور اس کو انہوں نے تجارت نہیں بلکہ ایک مشن کے طور پر جاری رکھا تھا۔اس سے دین وسنیت ومسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت ہوتی ہے اور یہی ان کے پیش نظر تھا۔میں ان کے صاحبزادگان ودیگر سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ رضوی کتاب گھر کے ساتھ ماہنامہ ’’کنز الایمان‘‘ کو بھی ہر حال میں جاری رکھیں،اس سے جہاں دین وسنیت کی خدمت ہو رہی ہے، وہیں پر اس کو لوگ حافظ صاحب کی یادگار کے طور پر جانیں اور پہچانیں گے۔میں جب بھی دہلی پہنچتا، تو میرے ہر کام میں وہ برابر معاون رہتے تھے۔چاہے وہ سماجی، رفاہی کام ہو یا کہیں احتجاج درج کرانا ہو،ان میں وہ ہمیشہ ہمیشہ پیش پیش رہتے اور مالی تعاون بھی کیا کرتے، اپنا وقت بھی دیتے تھے، مٹیا محل مارکٹ کے لوگوں کو بھی اس جانب مبذول کرایا کرتے تھے۔سی اے اے قانون بنانے کے بعد جو تحریک چلی اور اس کے بعد جو دہلی میں فسادات ہوئے، ان میں متاثرین کے مالی تعاون میں شرکت بھی کی اور ساتھ ساتھ بھی رہے۔

محترم محمد ظفر الدین برکاتی صاحب! میں کچھ دینی وملی کاموں میں بہت مشغول ہوں،اس لئے باضابطہ طور پر حافظ صاحب کیلئے شائع ہونے والے خصوصی شمارے کے لئے کوئی مضمون نہیں لکھ سکتا۔اللہ تعالیٰ حافظ صاحب کے گناہوں کو معاف فرمائے اور ان کو کروٹ کروٹ جنت عطا فرمائے۔اُن کے پسماندگان خصوصی طور پر ان کے دونوں صاحبزادے محمد احمد رضوی اور محمد ارشد رضوی کو صبر عطا فرمائے۔آمین

سوگوار: الحاج محمد سعید نوری، رضا اکیڈمی، ممبئی

مرحوم ومغفور بہت خوش مزاج اور مہمان نواز تھے

حافظ محمد قمر الدین رضوی صاحب کے انتقال کی خبر کسی صدمے سے کم نہیں۔مرحوم بہت ہی خوش مزاج تھے اور بڑے مہمان نواز تھے کہ جب بھی آپ کے آفس پر جانا ہوتا تو بغیر چائے کے کبھی نہیں لوٹاتے، راقم سے بہت محبت کرتے تھے، باہمی گفتگو میں ملی وسیاسی مسائل پر بھی تبادلہ خیال ہوتا تھا، اکثر کتابوں کے متعلق گفتگو ہوتی تھی۔اعراس کے موقع پر بذات خود کتابوں کی اسٹال لگایا کرتے جس کو انگریزی میں Self Made Man کہتے ہیں یعنی جو انسان خود محنت کرکے دنیا میں اپنا مقام بناتا ہے۔

آپ کا اِس دار فانی سے کوچ کرنا اہل سنت کے لئے نقصان دہ ہے۔یقیناً مٹیا محل جب بھی جانا ہوگا، ایک سونا پن محسوس ہوگا۔آپ کا مشن اسلام وسنیت کا فروغ تھا، خصوصاً نشر واشاعت کے ذریعے۔اللہ پاک آپ کی مغفرت فرمائے، اللہ پاک سے دعا ہے کہ مرحوم کے جملہ لواحقین کو صبر جمیل

عطا فرمائے اور مرحوم کے مشن کو آگے بڑھانے کی انہیں توفیق رفیق عطا فرمائے۔آمین

دعا گو: ڈاکٹر سید محمد فضل اللہ چشتی، بانی فلاح ریسرچ فاؤنڈیشن، نئی دہلی

خیر خواہِ سواد اعظم حافظ محمد قمر الدین رضوی

ترے آنے سے بڑھی رونق گلزار حیات　　　　کیا گئے تم کہ کوئی گل بھی شگفتہ نہ رہا

خیر خواہِ سواد اعظم، محسن اہل سنت، ہمدرد قوم وملت، ناشر مسلک اعلیٰ حضرت، حضرت الحاج حافظ محمد قمر الدین رضوی مالک رضوی کتاب گھر و بانی ایڈیٹر ماہنامہ کنزالایمان دہلی (انڈیا) کے انتقال کی خبر وحشت اثر یہاں مولانا محمد ظفر الدین برکاتی ودیگر احباب کی وساطت سے وصولیاب ہوئی۔ **اناللہ وانا الیہ راجعون۔** مجھے بے حد افسوس ہوا،قلبی صدمہ گزرا، رب قدیر اُن کی بخشش فرمائے۔جنت اعلیٰ میں جگہ عنایت فرمائے اور اپنے حبیب ﷺ کی شفاعت کبریٰ سے نوازے۔آمین یا رب العالمین بجاہ سید المرسلین　　ع　　ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہوں جسے

دم تحریر مجھے اس بات پر یقین نہیں آرہا ہے کہ حضرت حافظ محمد قمر الدین رضوی ہمارے درمیان اب نہیں رہے بلا شبہ ان کا اچانک سانحۂ ارتحال مسلکی، مذہبی، اعتقادی اور تحریکی اعتبار سے اہل سنت و جماعت کا ناقابل تلافی نقصان ہے، مذہبی صحافت اور دینی کتب ورسائل کی اشاعتی سرگرمیوں کے حوالے سے ان کی طویل خدمات رہی ہیں جو دعوت وعزیمت اور اخلاص ومحبت کی لازوال قدروں سے لبریز ہیں۔حضرت حافظ صاحب قوم وملت کے حوالے سے ایک دردمند دل رکھتے تھے۔خدمت دین کا حقیقی جذبہ انھیں غیبی نگر بھیونڈی مہاراشٹر سے دہلی لے آیا تھا، وہ ایک نووارد کی طرح یہاں تشریف لائے مگر آرزوؤں، امنگوں اور حوصلوں کی ایک ناقابل تسخیر طاقت ان کے شریک سفر رہی۔یہی وجہ تھی کہ انہوں نے دہلی کے اجڑے ہوئے چمن کو ماہنامہ ''کنزالایمان'' اور رضوی کتاب گھر کی اشاعتی تحریکات سے لالہ زاروں اور مرغزاروں کا حسن عطا فرمایا۔انہوں نے اپنی صحرا نوردی، دِقت طرازی اور شب وروز کی محنت وکوشش سے اُس دہلی کی بازیافت کی جو ۱۸۵۷ء کی دہلی تھی۔جس کی فصیلوں پر سرکار قطب الدین بختیار کاکی، حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی اور خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی کے خانقاہی جاہ وجلال کی حکومت تھی۔ان کی کم وبیش چالیس سال کی خدمات کا تسلسل اور مخلصانہ کوششوں کا ہی نتیجہ ہے کہ ہندوستان کے اس مرکزی خطے میں اہل سنت اور دعوت تذکیر واصلاح کی بہار آئی ہے۔اس میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ فتح وکامرانی کی ان جلوہ سامانیوں کے حصول سے پہلے اندھیری رات کے اس مسافر کو اپنے وجود کی برتری کو منوانے کے لئے راستوں کے بے پناہ مصائب کا سامنا کرنا پڑا تھا جو اس ظلم آباد ارضی میں راہ حق کے متلاشیوں کے ساتھ اکثر ہوتا ہے۔تاہم غیبی نگر سے چلنے والے اس پر عزم مسافر پر ہر لحہ تائید غیبی برستی رہی اور وہ غریب الدیاری میں بھی کامیابیوں سے ہمکنار ہوا۔

بیاباں کو بنایا غیرت خلد بریں تو نے　　　　چمن میں کر دیا ہر گل کو نکہت آفریں تو نے

رضوی کتاب گھر اور ماہنامہ ''کنزالایمان'' دہلی حضرت حافظ محمد قمر الدین رضوی صاحب کا وہ عظیم تاریخی کارنامہ ہے جس کے لئے عملی دنیا اُنھیں تادیر یاد رکھے گی۔دینی، مذہبی اور اعتقادی حوالوں سے وہ ہزاروں کتابیں ہیں جن کی اشاعت وطباعت میں آپ کا خون جگر شامل ہے اور آپ کے اخلاص پیشہ مساعی کے ذریعے وہ منظر عام پر آئی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ علمی حلقوں میں بھی ان کی خاصی پذیرائی تھی اور انہیں ملک وبیرون ملک کے ارباب علم ودانش میں نمایاں طور پر سراہا گیا تھا۔میں یہاں برطانیہ سے جب بھی دہلی وارد ہوتا، تو یہ میری پہلی کوشش ہوتی کہ اپنی مصروفیات سے کچھ وقت نکال کر اُن سے ملاقات کروں اور میں وارفتگی شوق کے ہجوم میں ان کے آفس حاضر ہوتا۔وہ حد درجہ خندہ پیشانی سے پیش آتے۔ان کی رواداری، ذاتی مفادات اور خود غرضی سے بلند تر تھی۔یہ دراصل ان لوگوں میں تھے جنہیں ان کی سادگی اور سچائی قابل قدر بناتی ہے۔ان کے عالمانہ وقار میں عاجزانہ انکسار کی آمیزش دانش حاضر اور ارباب حل وعقل کے لئے قابل تقلید ہے۔ان کے مخلصانہ طرز عمل اور آہ سحر گاہی سے اہل سنت کے بام ودر بہت دیر تک روشن وتابناک رہیں گے۔

حضرت حافظ محمد قمر الدین رضوی صاحب علیہ الرحمہ کو مفتی اعظم ہند شہزادۂ اعلیٰ حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب بریلوی علیہ الرحمہ سے

گہری عقیدت اور قلبی لگاؤ تھا۔ وہ اپنی عملی اور تحریکی زندگی میں استقامت پذیری اور مسلکی ثبات کو بھی سرکار مفتی اعظم ہند کی نگاہ عنایت کا ثمرہ سمجھتے تھے۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنی کاروباری منفعت سے قطع نظر مسلک امام احمد رضا محدث بریلوی کو عوام وخواص تک پہنچانے کے لئے ہر ممکن کوشش کی اور حیات ظاہری کی شب وروز میں اس کی ترویج واشاعت کے لئے آمادہ سفر رہے اور قوم وملت کے دینی اثاثوں اور علمی مآثر کے تحفظ کے لئے اپنی پوری زندگی وقف کر دی۔ بلاشبہ وہ اپنے طغراہائے جمال کے ساتھ ہمارے تصورات کی شاہراہوں پر بہت دیر تک زندہ رہیں گے۔

حافظ صاحب قبلہ کی زندگی کا عظیم کارنامہ ماہنامہ ''کنزالایمان'' کی اشاعت ہے جس نے ہندو پاک میں مذہبی ومسلکی صحافت کی ایک اہم بنیاد رکھی ہے جسے اللہ نے بین الاقوامی سطح پر شہرت دوام بخشی ہے۔ جس کا ایک ایک لفظ عشق وایمان کی جنت میں برسوں سے کوثر وتسنیم کی طرح بہہ رہا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس کی اشاعت کا تسلسل حافظ صاحب کے صاحبزادگان اپنے ابا حضور کے وصال کے بعد بھی جاری رکھیں گے اور یہ دراصل ان کے حق میں صدقۂ جاریہ ہوگا۔ ماہنامہ ''کنزالایمان'' دہلی یہ اہل سنت کا ترجمان اور مسلک امام احمد رضا کا حقیقی پاسبان ہے جسے ہر حال میں باقی رہنا چاہیے۔ مجلہ شہریہ کنزالایمان دہلی کی دیدہ زیب اشاعت اور معلومات افزا مقالات ومضامین دیکھ کر بے حد خوشی ہوتی ہے۔

خاص کر محب گرامی قدر مولانا محمد ظفرالدین برکاتی صاحب زید مجدہٗ مدیر اعلیٰ ''کنزالایمان'' دہلی کے گراں قدر اداریے عصری اور بین الاقوامی تقاضوں سے ہم آہنگ ہوتے ہیں جو بلاشبہ ارباب بست وکشاد کو متاثر کیے بغیر نہیں رہ سکتے۔ ایک اچھا ادیب غیر مرئی کو مرئی کی صورت پذیری سکھاتا ہے۔ وہ نبض بیمار کا مسیحا، اور رازِ حیات کا مخبر ہوتا ہے اور مولانا محمد ظفرالدین برکاتی کے ہاں یہ تمام قلمی خصوصیات اپنی اعلیٰ ترین قدروں کے ساتھ موجود ہیں۔ ان کا ہر اداریہ ایک سیر حاصل گفتگو اور مکمل مضمون ہوتا ہے۔ انہوں نے ایک سرگرم اور فعال ادیب کی حیثیت سے مذہبی صحافت کے جمود کو توڑ کر ایک نئی طرح کی بنیاد رکھی اور اِس حوالے سے ایک واضح مثال قائم کی۔ مولانا محمد ظفرالدین برکاتی اپنی افتادِ طبع میں حد درجہ شریف النفس اور مخلص ہیں۔ حضرت حافظ صاحب مرحوم ومغفور کے ساتھ بھی ان کی ایک طویل رفاقت رہی ہے۔ ہمیں بہر گام مولانا برکاتی صاحب کی تحریکی، تنظیمی اور قلمی صلاحیتوں سے استفادہ کرنا چاہیے۔

میں آخر میں محمد احمد رضوی اور محمد ارشد رضوی کی خدمت میں تعزیت پیش کرتا ہوں اور ان کے غم میں برابر کا شریک ہوں۔ میں پر امید ہوں کہ یہ صاحبزادگان اپنے والد ماجد کے مشن کو آگے بڑھاتے ہوئے اپنے اخلاق پیشہ محنتوں کو بروکار لائیں گے۔ حضرت حافظ صاحب قبلہ کی حیثیت دینی ومذہبی افق پر خورشید جہاں تاں کی تھی۔ ملت اسلامیہ کے اصحاب فضل وکمال اور ارباب فقر وغیور اُن کے عظیم کارناموں پر ہمیشہ فخر کرتے رہیں گے۔

مفکر اسلام، خطیب اعظم حضرت علامہ قمرالزماں اعظمی مدظلہ العالی، حضرت علامہ ڈاکٹر شاہد رضا نعیمی، حضرت علامہ قاری محمد اسمٰعیل مصباحی، علامہ ممتاز احمد اعظمی، مفتی شفیق الرحمٰن عزیزی مصباحی، علامہ غلام یزدانی مصباحی نے بھی اپنے تعزیتی بیان میں حضرت حافظ صاحب کے سانحۂ ارتحال پر گہرے دکھ درد کا اظہار کیا ہے اور ان کے اچانک وصال کو جماعت اہل سنت کا ناقابل فراموش خسارہ قرار دیا ہے۔

رب قدیر اس شید عشق ومحبت کی قبر مبارک پر اپنی خصوصی رحمتوں کے پھول برسائے۔ آمین یارب العالمین

محمد فروغ القادری، ورلڈ اسلامک مشن، انگلینڈ

حافظ صاحب کی نیک عملی بجائے خود زادِ آخرت ہے

یہ دنیا ہے یہاں جو بھی آیا ہے اسے بہر حال ایک نہ ایک دن موت کا سامنا کرنا ہے، یہی سچائی اور یہی حقیقت ہے اور یہی ہم سب کا ایمان و عقیدہ ہے۔ کلُّ نفسٍ ذائقة الموت۔ مگر دنیا سے جانے والے سب ایک جیسے نہیں ہوتے، کچھ شخصیتیں دنیا سے جاتی ہیں تو اپنے پیچھے بڑا خلا چھوڑ جاتی ہیں جس کا پر ہونا اگر چہ ناممکن نہیں مگر دشوار ضرور ہوتا ہے۔ الحاج حافظ محمد قمرالدین رضوی انہی چنیدہ لوگوں میں سے آپ تھے جنھوں نے دین وسنیت کے افکار وآراء کی اشاعت کا ایسا کارنامہ انجام دیا جسے کسی صورت بھلایا نہیں جاسکتا۔ حافظ صاحب نے کتب اہل سنت کی اشاعت کا بیڑا اُس وقت اٹھایا تھا جب ملک کے طول وعرض میں ۲، ۳ ہی اشاعتی ادارے تھے وہ بھی ابتدائی نوعیت کے، ایسے خاموش ماحول میں جہد مسلسل اور عمل

پیہم کے ذریعہ حافظ صاحب نے بھیونڈی میں ''رضوی کتاب گھر'' قائم کیا اور اپنی شبانہ روز محنتوں کے ذریعہ اسے بام عروج تک پہنچایا، پھر بھیونڈی سے دہلی مٹیا محل منتقل ہوئے، جہاں آج رضوی کتاب گھر قائم ہے۔تقریباً ڈھائی تین سو کتب کی اشاعت حافظ صاحب نے فرمائی۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست　　　تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

سینکڑوں کتابوں کی اشاعت کے ساتھ ماہنامہ ''کنزالایمان'' جاری کیا جو،اردو ہندی زبان میں یکساں طور پر بلاناغہ تیئیس برسوں سے شائع ہو رہا ہے۔اس وقت جو بلا مبالغہ ہندوستان کا سب سے مقبول اور کثیر الاشاعت ماہنامہ ہے۔اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ ۔ یہ حافظ صاحب کے اہل سنت کے حق میں وہ کارنامے ہیں جنھیں تاریخ میں یقینا سنہرے حرفوں میں تحریر کیا جائے گا۔حافظ صاحب جہاں ایک کامیاب تاجر تھے وہیں ایک خلیق وملنسار انسان بھی تھے۔ ہر ایک سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملتے اور اپنے یہاں آنے والوں کی چائے پانی سے ضرور ضیافت فرماتے۔

۲۰۰۶ء یا ۲۰۰۷ء میں پہلی دفعہ سیرت پبلی کیشنز کلکتہ کی کتابوں کی خریداری کے لئے میں دہلی مٹیا محل حاضر ہوا تو رفیق محترم مولانا محمد ظفر الدین برکاتی کے واسطے سے حافظ محمد قمر الدین رضوی سے پہلی بار ملا،اور دہلی آنے کا مقصد بیان کیا کہ سالوں سے کلکتہ میں بین الاقوامی سطح کا بک فیئر (کتاب میلہ) ہوتا ہے جس میں اہل حدیث، جماعت اسلامی، دیوبندی، حتیٰ کہ قادیانیوں کا بھی کتب خانہ موجود ہوتا ہے مگر افسوس کہ اہل سنت کا کوئی مکتبہ اب تک کلکتہ انٹرنیشنل بک فیئر میں شامل نہیں ہوسکا ہے۔ہم نے کوشش کی اور ۲۰۰۶ء میں انٹرنیشنل بک فیئر میں سیرت پبلی کیشنز کے ذریعہ اہل سنت کی نمائندگی کا موقع ہمیں ملا ہے،اس لئے ہمیں آپ کی مدد کی ضرورت ہے۔حافظ صاحب نے پہلی ہی ملاقات اور مختصر سی گفتگو کے بعد ایک لاکھ روپے کی کتابیں ۳ ماہ کی مدت کے لئے فوراً افراہم کردی۔اسے جماعت کی محبت اور اہل سنت کی اشاعت کا جذبہ ہی کہا جاسکتا ہے پھر لگ بھگ ہر سال ہی کئی مرتبہ دہلی میں اور متعدد مرتبہ مارہرہ شریف، بریلی شریف اور مبارکپور میں ملاقات ہوا کرتی تھی۔ ہمیشہ چہرا چمکتا دمکتا رہتا تھا۔کبھی ملاقات کے وقت اور کبھی فون پر ہی موجودہ صورت حال پر باتیں ہوا کرتی تھیں۔

مرض وصال میں مبتلا ہونے سے کچھ عرصہ پہلے ذی قعدہ کے مہینے میں حافظ صاحب نے فون کیا تھا اور کلکتہ کے حالات دریافت کیے تھے۔ درمیان گفتگو میں نے تفسیر روح البیان کی سافٹ کاپی مانگی کہ میں اس پر کام کر رہا ہوں، اگر ساری جلدوں کی سافٹ کاپی مل جائے تو تفسیری نکات اور واقعات جمع کرنے میں آسانی ہوگی،اس پر حافظ صاحب آمادہ ہوگئے اور تفسیر روح البیان کی تین جلدیں مجھے میل پر بھیجوادیا،ابھی ان پر کام جاری ہے،ان شاءاللہ مکمل جلدوں پر کام ہونے میں ڈیڑھ دو سال لگ جائیں گے۔

خیر حافظ صاحب اب ہمارے درمیان نہیں ہیں لیکن آپ کا قائم کردہ ادارہ، جاری کردہ شمارہ اور مطبوعہ کتابیں اب بھی جماعت اہل سنت کی خدمت میں سرگرم عمل ہیں اور ایک جہاں کو علمی، فکری، روحانی واصلاحی غذا افراہم کررہی ہیں۔ گویا اِس طرح خود ہی وہ اپنے لئے توشۂ آخرت جمع کر رہے ہیں۔اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے حافظ صاحب مرحوم ومغفور کے تمام خدمات دینیہ کو قبول فرمائے اور آپ کے دونوں صاحبزادگان اور جملہ اہل خانہ کو حافظ صاحب مرحوم کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دینی خدمات انجام دیتے رہنے کی سعادتیں نصیب فرمائے۔آمین ثم آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

سوگوار: محمد مجاہد حسین حبیبی۔

خادم: آل انڈیا تبلیغ سیرت مغربی بنگال/**مہتمم:** مدینۃ العلوم انسٹی ٹیوٹ،توپسیا،کلکتہ 9830367155

ڈاکٹر سید شبیر حسن سیوانی (جودھپور) مولانا صابر میاں شیری (بہیڑی) بریلی شریف، محمد شمس الدین رضوی مصباحی (اکبرپور) اختر طارق اشرفی (کشمیر) مولانا محمد امین القادری (مالیگاؤں) مفتی محمد علی قاضی (بنگلور) مفتی مزمل حسین قادری (ممبئی) شجاعت علی قادری (دہلی) مولانا زین اللہ نظامی (دہلی) کامل احمد نعیمی (دہلی) صاحبان کے تعزیت نامے اخیر وقت میں دستیاب ہونے کی وجہ سے شامل ہونے سے رہ گئے۔ان شاءاللہ آئندہ فروری کے شمارے سبھی تعزیت نامے شامل کردیے جائیں گے۔　　　(ادارہ)

اکابر و معاصر کے اعتراف و تعزیت نامے

گزشتہ ۳۶ر سالوں سے ہمارا حافظ صاحب سے تعلق رہا

مرحوم حافظ محمد قمر الدین رضوی صاحب سے میرا،۳۶ر سالوں پہلے اُس وقت سے تعلق رہا ہے جب میں نے جامع مسجد میں ''فراز پبلی کیشن'' شروع کیا تھا، مرحوم اُس وقت بھیونڈی میں ہی رضوی کتاب گھر چلاتے تھے۔ جب بھی دہلی کتابیں چھپوانے کے لئے آتے تو ہم سے ضرور ملاقات ہوتی۔ فرصت ہوتی تو خوب زیارت کرتے اور مزارات دہلی پر حاضر ہوتے۔ اُسی وقت آپ نے ہی سب سے پہلے ''سنی بہشتی زیور'' چھپوائی تھی۔ بہت اچھے آدمی تھے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مرحوم کے درجات کو بلند کرے اور مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے۔ آمین

سید وقار احمد حسینی دہلوی، سجادہ نشین و متولی درگاہ آثار شریف، شاہی جامع مسجد، دہلی

حافظ محمد قمر الدین رضوی نیک طبیعت انسان تھے

جناب حافظ محمد قمر الدین رضوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مالک ''رضوی کتاب گھر'' و بانی ایڈیٹر ماہ نامہ'' کنز الایمان'' دہلی نیک آدمی اور خوبیوں والے شخص تھے، وہ متواضع اور منکسر المزاج طبیعت کے مالک تھے۔ ہر کسی سے خندہ پیشانی سے ملتے تھے۔ اُن کے معاملات صاف ستھرے تھے۔ انہیں مسلک سواد اعظم اہل سنت مسلک اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کی ترویج و اشاعت کی سچی لگن تھی۔ اُن کے انتقال کی خبر سے بہت صدمہ ہوا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ان کی نیکیوں کو قبول فرمائے، انہیں جنت الفردوس عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

مرحوم سے میرا تعلق قدیم تھا، تقریباً پچیس تیس سال سے اُن کا میرے پاس آنا جانا تھا۔ وہ بھیونڈی (مہاراشٹر) میں رضوی کتاب گھر سے مسلک اہل سنت کی کتابوں کی شاعت کرتے تھے، کبھی کبھی وہ دہلی آتے تو مجھ سے ضرور ملتے تھے۔ میرے حجرہ میں کتابوں کی بہت سی الماریاں ہیں، دو الماریوں کے دروازے شیشے کے ہیں۔ جب وہ آتے تھے تو اُن سے میں کہتا تھا کہ آپ دہلی سے اشاعت کے کام کو شروع کریں، اپنی تمام مطبوعات لاکر میرے حجرہ میں رکھیں، ایک شیشے کی الماری میں آپ کے لئے مخصوص کردوں گا، انہیں سب باتیں یاد تھیں۔

کافی سالوں کی بات ہے کہ وہ فتاویٰ رضویہ کی پہلی جلد کی اشاعت کا پروگرام بنارہے تھے لیکن کہیں بھی انہیں جلد اول کے پورے صفحات نہیں ملے۔ وہ دہلی میں میرے پاس آئے اور کتب خانہ حضرت فقیہ الہند شاہ محمد مسعود رحمۃ اللہ علیہ میں انہیں وہ کتاب اچھی حالت میں مل گئی تو بہت خوش ہوئے۔ میرے جد امجد حضرت مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان سے خصوصی تعلق تھا، اور اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد اسلام الشاہ مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کی تصنیف کردہ کتابوں کا اچھا ذخیرہ تھا۔ پہلی جلد وہ میرے پاس سے لے گئے اور پندرہ بیس دن کے بعد شکریہ کے ساتھ واپس کر گئے تھے، تب سے میرا اُن کا تعلق اور بھی زیادہ ہوگیا تھا۔

انہوں نے ۱۹۹۳ء میں ''فتاویٰ رضویہ اور فتاویٰ رشیدیہ کا تقابلی مطالعہ'' رضوی کتاب گھر سے شائع کی تھی۔ یہ میرا ایک مقالہ ہے جسے پہلی بار کراچی سے ۱۹۹۱ء میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا نے طبع کرایا تھا۔ دو سال پہلے بھی رضوی کتاب گھر دہلی سے یہ مقالہ شائع ہوا ہے۔

ان کے اندر خدمت کا جذبہ تھا، سچی لگن کے ساتھ وہ مسلک اہل سنت کی کتابوں کی اشاعت میں مصروف تھے، مجھے لگتا ہے کہ وہ تجارت کے مقصد سے نہیں بلکہ مسلک کی خدمت کے لئے محنت کرتے تھے۔ رضا اسلامک ڈائری اُن سے خرید کر میں اپنے احباب کو دیتا تھا، نئے سال کے کلینڈر اور رمضان المبارک کے اوقات سحر و افطار کے کلینڈر بھی میں اُن سے لیا کرتا اور احباب میں تقسیم کرتا تھا۔ اپنے ہاں شادی میں بھی انہوں نے احقر کو مدعو کیا تھا اور خطبۂ نکاح کے لئے مجھ سے خصوصی اصرار کیا تھا اور خاطر تواضع میں پیش پیش تھے۔ اُن کی دینی خدمات سنہرے حروف سے لکھے

جانے کے قابل ہیں۔اللہ کرے کہ صدقہ جاریہ جاری رہے۔اُن کے انتقال کی خبر ملی تو خانقاہ عالیہ نقشبندیہ قادریہ دہلی میں ختم قرآن شریف کا اہتمام کیا گیا اور ایصال ثواب کیا گیا۔مدرسہ مظہر العلوم دہلی میں قرآن شریف ختم کیا گیا اور ایصال ثواب کیا گیا۔اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔آمین

ڈاکٹر مفتی مکرم احمد نقشبندی، امام وخطیب شاہی جامع مسجد فتح پوری، دہلی۔خانقاہ عالیہ نقشبندیہ قادریہ، دہلی۔۲۳ر نومبر ۲۰۲۰ء

آہ محترم حافظ محمد قمر الدین رضوی مرحوم!

رضوی کتاب گھر دہلی اور ماہنامہ کنز الایمان کے مالک محترم المقام جناب حافظ محمد قمر الدین رضوی مرحوم کی رحلت کی خبر سن کر قلبی تکلیف ہوئی۔انا للہ وانا الیہ رٰجعون۔محترم حافظ صاحب مرحوم بڑے نیک طینت، نیک خصلت اور قوم وملت کا درد رکھنے والے ایک بہترین انسان تھے۔آپ کی زندگی کے دو کارنامے بطورِ خاص قابل ذکر ہیں۔پہلا رضوی کتاب گھر کا قیام، دوسرا ماہ نامہ کنز الایمان کی اشاعت۔

رضوی کتاب گھر سنی جماعت کا ایک مشہور مکتبہ ہے۔اس کے بانی محترم حافظ صاحب مرحوم تھے۔اس کا شمار دہلی جیسے شہر میں سنی جماعت کے اولین مکتبوں میں ہوتا ہے۔اس مکتبہ کے ذریعے انہوں نے سیکڑوں کتابوں کی اشاعت فرمائی۔اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری علیہ الرحمہ کے رسائل کو اول اول منظر عام پر لانے میں آپ کا اہم کردار رہا ہے۔ماہ نامہ ''کنز الایمان'' دہلی کی اشاعت فرما کر مذہبی صحافت کی دنیا میں ایک نام پیدا فرمایا۔اس کے مضامین ومشمولات بڑے اہم اور وقیع ہوا کرتے ہیں۔

حافظ محمد قمر الدین رضوی مرحوم کی رحلت کی خبر روح فرسا اور افسوس ناک ہے۔اس غم کی گھڑی میں ہم اور ادارہ جامعہ اشرفیہ آپ کی اولاد امجاد، قرابت دار اور رشتہ داروں کے ساتھ برابر کے شریک ہیں۔اللہ رب العزت مرحوم کی مغفرت فرمائے اور غریق رحمت کرے اور ان کے لواحقین کو صبر وشکر کی توفیق بخشے۔آمین بجاہ حبیبك النبی الامی الکریم۔

عبد الحفیظ عفی عنہ (سربراہ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور)، ۴ر ربیع النور ۱۴۴۲ھ ۲۲ر اکتوبر ۲۰۲۰ء پنج شنبہ

دہلی میں رضوی کتاب گھر پہلا ''مرکز اشاعت'' ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔حامداً ومصلیاً ومسلماً۔

برصغیر ہندو پاک کے لاکھوں مسلمانوں کے لئے حضرت حافظ محمد قمر الدین رضوی علیہ الرحمہ کا وصال ایک عظیم المیہ ہے۔انہوں نے اہل سنت کی کتابوں کی اشاعت کا جو کارنامہ انجام دیا ہے اسے ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔انہوں نے بھیونڈی مہاراشٹر سے رضوی کتاب گھر کا آغاز کیا اور ہندوستان کی دار السلطنت دہلی میں رضوی کتاب گھر کے قیام سے جو عظیم دینی خدمت انجام دی ہے۔وہ ناقابل فراموش ہے اور دنیائے سنیت پر ایک عظیم احسان ہے۔

انہوں نے تبلیغ مسلک کے لئے روایتی طرز عمل سے ہٹ کر ایک انتہائی خوب اور پائیدار راستہ اختیار کیا۔یوں تو پورے ملک میں اہل سنت کی کتابوں کی اشاعت کا کوئی اہم ادارہ نہیں تھا جس کے اثرات پورے برصغیر پر مرتب ہو سکیں اور دہلی میں تو مسلک حق کا ترجمان کوئی کتب خانہ تھا ہی نہیں۔اس شہر میں اہل سنت کی کتب مفقود تھیں جب کہ اغیار کے متعدد کتب خانے تقسیم ہند کے بعد ہی سے دہلی میں موجود تھے۔ان حالات میں حافظ محمد قمر الدین رضوی صاحب کا یہ اقدام انتہائی تاریخ ساز تھا۔انہوں نے اہل سنت کی درجنوں انتہائی ضخیم کتب کی اشاعت کا بیڑا اٹھایا اور اپنی مطبوعات کو مطالعے کی ہر میز پر پہنچانے کا ناقابل فراموش کارنامہ انجام دیا۔اللہ رب العزت نے رضوی کتاب گھر کو اس قدر مقبولیت عطا فرما دی کہ دوسرے مسالک کے کتب خانوں نے بھی اپنے کاروباری ساکھ کو برقرار رکھنے کے لئے اہل سنت کی کتابوں کی اشاعت شروع کر دی۔میرے علم کے مطابق رضوی کتاب گھر اہل سنت کا پہلا ''مرکز اشاعت'' ہے جب کہ اس کی مقبولیت کو مدنظر رکھ کر اب بحمد اللہ اہل سنت کے متعدد اشاعتی ادارے وجود میں آچکے ہیں اور اب دہلی کے علمی حلقے میں اہل سنت کی کتابیں اجنبی نہیں بلکہ یہ ان کی قلندرانہ ہمت تھی کہ دہلی جسے اغیار کا شہر تصور کیا جاتا

تھا، وہاں نفع ونقصان کے خیال سے بے نیاز ہوکر انہوں نے یہ قدم اٹھایا اور اللہ رب العزت نے برکتوں سے نوازا۔ کتب خانے کی مقبولیت عامہ نے یہ ثابت کردیا کہ دہلی بھی مہاراشٹر ہے۔

رضوی کتاب گھر کے قیام کے ساتھ ماہ نامہ ''کنز الایمان'' کی اشاعت بھی ایک عظیم کارنامہ ہے۔ ماہ نامہ ''کنز الایمان'' کے اداریے جو حضرت علامہ یٰسین اختر مصباحی کی دانش حاضر کے آئینہ دار ہیں، ان اداریوں نے بھی اغیار کو مسلک اہل سنت کی حقانیت کو تسلیم کرنے پر مجبور کردیا۔

دعا ہے کہ پروردگار عالم حافظ محمد قمر الدین رضوی علیہ الرحمہ کی خدمات کا اُنھیں بہترین صلہ عطا فرمائے اور ان کے صاحبزادگان کو اپنے عظیم والد کے اس ادارے کو مزید ترقی دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

خاکسار: محمد قمر الزماں اعظمی، سکریٹری جنرل ورلڈ اسلامک مشن، مانچسٹر، انگلینڈ

علماء، مشائخ، طلبہ اور عوام وخواص سب کے دلوں میں اپنی جگہ بنالی تھی

عزیزی گرامی قدر محمد احمد سلمہ الاحد الصمد۔ واولاد امجاد عالی جناب محترم حافظ محمد قمر الدین رضوی مرحوم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ

میں ممبئی میں زیر علاج تھا، وہیں یہ غم انگیز اور افسوسناک خبر موصول ہوئی کہ ۲؍ربیع الاول ۱۴۴۲ھ، ۲۰؍اکتوبر ۲۰۲۰ء منگل بعد نماز عشاء ہولی فیملی ہاسپٹل اوکھلا دہلی میں اہل سنت وجماعت کے ایک فعال، متحرک، جفاکش اور نیک طبیعت انسان محترم حافظ محمد قمر الدین رضوی بستوی ثم دہلوی داغ مفارقت دے گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

موصوف اہل سنت وجماعت کے سرگرم رکن تھے۔ مہمان نواز اور خوش اخلاق تھے۔ جب دنیائے سنیت میں مطبع اور کتب خانے خال خال تھے، اس وقت مرحوم نے رضوی کتاب گھر نامی ایک اشاعتی مکتبہ کی بنیاد رکھی۔ بھیونڈی مہاراشٹر کی سرزمین سے اس کی داغ بیل ڈال کر ہندوستان کے دار السلطنت دہلی میں پروان چڑھایا۔ دار السلطنت دہلی میں سنی مکتبہ کے قیام میں آپ کا یہ اشاعتی کتاب گھر اولین مکتبوں میں شمار ہوتا ہے۔

رضوی کتاب گھر سے کثیر کتابوں کی اشاعت فرما کر امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کے فروغ اہل سنت کے لئے پیش کردہ اہم تجاویز پر عمل کرکے دین وسنیت کی نشر واشاعت میں گراں قدر خدمات انجام دیں۔ ماہ نامہ کنز الایمان کی مسلسل اشاعت بھی آپ کی زندگی کا اہم کارنامہ ہے۔ یہ ماہنامہ روز اول سے ہی ہندوستان کے منتخب ماہ ناموں میں شمار ہوتا ہے۔ اس میں اسلامیات، رضویات اور بہت سے موضوعات پر اہم مضامین شامل ہوتے ہیں۔ اس کی اشاعت کے لئے انہوں نے ملک کے ممتاز قلم کار حضرت علامہ یٰسین اختر مصباحی حفظہ اللہ کی خدمات حاصل کیں۔ آپ نے اپنی ادارت سے اسے مذہبی صحافت کے منتخب ماہ ناموں میں جگہ دلادی۔

آج حافظ جی صاحب مرحوم کی رحلت سے افسردہ وغمگین ہوں، وہ میرے محب ومخلص تھے۔ آپ کی ملاقاتیں، یادیں اور باتیں یاد آرہی ہیں، آج دین کا درد رکھنے والا ایک قابل قدر انسان ہم سے روپوش ہوگیا۔ میں جب بھی دہلی جاتا تو میری ضیافت کا اہتمام فرماتے اور وہ جب جامعہ اشرفیہ آتے تو میری ضیافت قبول فرماتے اور عرس عزیزی کے اختتام پر ایک روز میرے یہاں قیام کرتے۔ کبھی کبھار ایسا بھی ہوا کہ ہم لوگ یہیں سے ایک ساتھ عرس فقیہ ملت میں شرکت کے لئے سفر کرتے۔ ان کی ایک دعوت مجھے آج بھی یاد ہے کہ میں دار القلم میں کچھ اہم کاموں میں مشغول تھا اور وہ حسب عادت میری ضیافت کے مصر تھے، آخر کار پلہ انہی کا بھاری رہا، میں دو علما کے ساتھ ان کی قیام گاہ پر حاضر ہوا، عجیب اتفاق کہ لفٹ ان کی منزل سے کچھ پہلے رک گئی اور ہم لوگ اُدھر میں پھنس گئے، فون کیا گیا تو وہ بہت پریشان ہوئے، وہ اوپر سے نیچے جاتے، تو تسلی کے کلمات سناتے ہوئے جاتے اور جب نیچے سے اوپر آتے تو بھی اسی شان کرم کے ساتھ جاتے، ان کی نگاہ میں ہم لوگوں کے باہر نکالنے کے تمام ممکنہ راستے بند ہوچکے تھے، وہ عجیب کشمکش میں تھے کہ اتنے میں ان کی ذہین اور دانش مند لڑکی تیزی سے چل کر آئی اور یہ خوش خبری سنانے لگی'' آپ لوگ ان شاء اللہ ابھی نکل جائیں گے، فوراً نکل جائیں گے۔ شٹر کو قوت سے داہنی طرف کھینچئے'' یہ تدبیر اپناتے ہی دروازہ بقدر حاجت کھل گیا اور ہم لوگ باری باری اس میں سے نکل آئے۔ میں نے غالباً مدارک التنزیل میں پڑھا تھا کہ ''علم کوئی ہو، مفید ہوتا ہے'' اس واقعے سے مجھے اس کی تصدیق کا اذعان ہوا۔ اُس وقت

حافظ صاحب مرحوم کی خوشیوں کا حال قابل دید تھا۔موصوف نے اپنے اخلاق وکردار سے علماء، طلبہ اور عوام وخواص سب کے دلوں میں اپنی جگہ بنالی تھی ۔آپ کے وصال پر جامعہ اشرفیہ کے اساتذہ، طلبہ، ارکان خصوصاً عزیز ملت حضرت مولانا شاہ عبد الحفیظ مصباحی سربراہ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ آپ حضرات کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ عزوجل موصوف کی خدمات کو شرف قبولیت بخشے، شمیم جنت کی راحتیں نصیب فرمائے اور آپ حضرات اور ان کے جملہ پسماندگان کو صبر جمیل واجر جزیل عطا فرمائے۔آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد نظام الدین رضوی (صدر المدرسین وصدر شعبہ افتا، جامعہ اشرفیہ مبارک پور)۸/ربیع الانور ۱۴۴۲ھ۔۲۶/اکتوبر ۲۰۲۰ءدوشنبہ

حافظ صاحب بڑے محنتی اور خود دار انسان تھے

۷۰ کی دہائی میں حافظ محمد قمر الدین رضوی صاحب سے میری ملاقات ہوئی اور پھر ہم دونوں کتابوں کی دنیا کے ساتھی ہوگئے۔ایک حیرت انگیز بات آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ جس وقت ہم لوگوں کے پاس کتابوں کی چھپائی کے لئے رقم میسر نہیں تھی، اُس وقت حافظ صاحب ہم سے ہر کتاب سو،سو کی تعداد میں منگواتے تھے، اس لئے میری خواہش تھی کہ ان کی دکان دیکھوں، جب بھیونڈی پہنچا تو معلوم ہوا کہ وہ فٹ پاتھ پر دکان لگاتے ہیں اور یہاں وہاں جلسہ اور عرس وغیرہ میں دکان لگاتے ہیں۔ان کی تیز رفتاری، تیز گفتاری اور محنت کو دیکھ کر حیرت بھی ہوئی اور ہمت بھی ملی۔اُسی وقت اندازہ ہوگیا تھا کہ حافظ صاحب بہت آگے جائیں گے اور آپ نے دیکھا کہ وہ اپنے پورے خاندان اور بھائی بھتیجوں کے ساتھ دینی کتابوں کی طباعت و اشاعت اور کامیاب تجارت میں بہت آگے پہنچے۔

حافظ صاحب کی محنت اور خودداری مجھے بہت پسند ہے، اپنی محنت پر یقین رکھتے تھے اور کسی سے بھی اپنے احسان اور تعاون کا بدلہ لینے اور ملنے پر توجہ نہیں دیتے تھے بلکہ اپنے کام سے کام رکھتے تھے۔ایک بڑی خوبی یہ تھی کہ جتنے اچھے تاجر تھے، اتنے ہی اچھے اور مخلص سنی حنفی بریلوی بھی تھے لیکن کسی طرح کے شخصی، جماعتی اور مشربی اختلافات میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتے تھے بلکہ سب کی حسب مراتب قدر کرتے اور کسی پر بھی تنقید نہیں کرتے تھے۔

خلاصہ یہ کہ بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں۔یہ کم بڑی خوبی نہیں کہ ہزار مصروفیات اور تجارتی دوڑ دھوپ کے باوجود نمازوں کی خوب پابندی کرتے تھے اور اپنے دوست احباب، اساتذہ اور علمائے اہل سنت کا خاص خیال رکھتے تھے۔اللہ تعالیٰ ان کے خلوص وخودداری کو قبول فرمائے، ان کی مغفرت فرمائے اور سبھی اہل خاندان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔آمین۔حافظ صاحب کے بچوں اور بھتیجوں سے امید ہے کہ وہ حافظ صاحب کے خلوص کو زندہ رکھیں گے اور ماہنامہ کنزالایمان کو شائع کرتے رہیں گے، یہ بھی ان کا مشن ہے۔

سوگوار: (مولانا) محمد یامین نعیمی، مہتمم جامعہ نعیمیہ، دیوان بازار، مرادآباد۔مالک مکتبہ نعیمیہ، اردو مارکیٹ مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی

مرحوم کامیاب تاجر ہوکے ساتھ مذہب ومسلک کے پابند تھے

میں بریلی شریف میں تھا، شوسل میڈیا کے ذریعے خبر موصول ہوئی کہ فدائے اعلیٰ حضرت ناشر کتب اہل سنت حضرت حافظ محمد قمر الدین رضوی ایک مدت تک علیل رہنے کے بعد انتقال کرگئے۔الفاظ ترجیع ادا کرنے کے بعد حضرت مولانا محمد ظفر الدین برکاتی مدیر اعلیٰ ماہنامہ کنز الایمان سے موبائل فون پر تفصیل معلوم کی تو انہوں نے غمزدہ الفاظ میں تفصیل ارشاد فرمائی۔بہر حال خدائے قدیر وجبار اُن کی مغفرت فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل واجر جزیل عطا فرمائے۔آمین

حافظ صاحب مرحوم سے میری شناسائی اسی وقت سے تھی جب وہ مٹیا محل میں رضوی کتاب گھر کی داغ بیل ڈال رہے تھے۔وہ ایک سچے اور کھرے انسان تھے۔کامیاب تاجر ہوتے ہوئے بھی وہ مذہب ومسلک کے پابند تھے۔کام سے کام رکھنے والے اور بیجا تعلیوں سے دور رہنے والے شخص تھے۔ہمارے ہمدرد تھے۔نظام مصطفےٰ انٹرنیشنل کانفرنس رام لیلا میدان نئی دہلی، سنی کانفرنس تال کٹورہ اسٹیڈیم، غریب نواز ورلڈ پیس کانفرنس نئی دہلی، دیگر احتجاجی پروگراموں میں اور دیگر تنظیمی تحریکوں میں آل انڈیا تنظیم علمائے اسلام کے شریک رہتے بلکہ حضرت مولانا محمد ظفر الدین برکاتی کے

ساتھ بنفس نفیس وقت بھی عطا فرماتے۔ٹیامحل میں ان کی آمد جماعت اہل سنت کے لئے نیک فال ثابت ہوئی اور دیکھتے ہی دیکھتے مٹیامحل کتب اہل سنت کا مرکزی مارکٹ بن گیا۔اس میں بھی دوسروں کے ساتھ حافظ صاحب مرحوم کا بہت بڑا حصہ ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقے ان کے صغائر وکبائر کو معاف فرما کر اپنی جنتوں میں جگہ ارزانی فرمائے اوران کی آخرت کی منزلیں آسان فرمائے،ان کے اہل خانہ خصوصاً صاحب زادے محمد احمد رضوی صاحب اور محمد ارشد رضوی اوران کے اسٹاف بالخصوص مولانا محمد ظفرالدین برکاتی سے تعزیت کرتا ہوں۔اللہ تعالیٰ آپ کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور حافظ صاحب قبلہ کو درجوں بلنداں ارزانی فرمائے۔آمین

شریک غم: محمد اشفاق حسین قادری

چیئرمین آل انڈیا تنظیم علمائے اسلام وصدر مفتی سنی دارالافتاء،شاستری پارک،دہلی۔ ۴؍ربیع الآخر ۱۴۴۲ھ بروز جمعۃ المبارکہ

قدم چوم لیتی ہے خود بڑھ کے منزل

غالباً اواخر نومبر یا اوائل دسمبر ۱۹۹۸ء میں پیکر خلوص حافظ محمد قمرالدین رضوی مرحوم ومغفور اشاعت کتب کے لئے بھیونڈی سے دہلی آئے ہوئے تھے۔ایشین گیسٹ ہاؤس مٹیامحل میں قیام تھا،میرا بھی ان دنوں اشاعت کے سلسلے میں سنبھل سے دہلی آنا جانا لگا رہتا،میری پہلی ملاقات موصوف کی قیام گاہ پر ہی ہوئی تھی،بعدہٗ ملاقات کا تسلسل اور کاروباری روابط دن بدن بڑھتے ہی چلے گئے۔میں نے ان کو باہمت،حوصلہ مند،جفاکش اور انتھک کوشش کرنے والا پایا۔میں نے ان کو اُن شخصیتوں میں سے ایک دیکھا جنھوں نے اگر کسی کام کا عزم وارادہ کرلیا،توصرف اللہ پر توکل کیا اور ظاہری اسباب پر بھروسہ کیے بغیر اپنے کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا،اور لوگوں کو یہ پیغام دیا کہ

مسافر اگر اپنی ہمت نہ ہارے قدم چوم لیتی ہے خود بڑھ کے منزل

آج جو لوگ اپنی بے سروسامانی کا گلہ وشکوہ کرتے ہیں اوراس بات کا رونا روتے ہیں کہ ہم کاروبار کیسے کریں؟ مالی مشکلات درپیش ہیں،ہر کام کے لیے زرکثیر کی ضرورت ہوتی ہے،ان حضرات کو میرا مشورہ ہے کہ وہ موصوف کی زندگی سے سبق حاصل کریں۔منصب امامت پر فائز ہونے کے باوجود اشاعت سنیت کا جذبہ بیکراں کا یہ عالم تھا کہ فٹ پاتھ پر بیٹھ کر کتابیں عوام الناس تک پہنچائیں،اور **وَمَنۡ یتوکل علی اللہ فھو حسبہ** (الآیۃ) کی عملی تفسیر بن کر سرزمین بھیونڈی پر ''رضوی کتاب گھر'' کے نام سے مکتبہ قائم کیا لیکن جو شعلہ آتش فشاں حافظ مرحوم کے دل میں تھا بھیونڈی میں رہ کر اس میں خاطر خواہ اضافہ نہیں ہورہا تھا۔بھیونڈی کا مکتبہ اپنے بھائیوں کے سپرد کرکے،دارالسلطنت دہلی آنے کا فیصلہ کیا۔دہلی آنے کے بعد اس اشاعتی کام کو بام عروج پر پہنچایا اوراہل سنت وجماعت کی جو اشاعتی خدمات انجام دیں وہ سنہری حروف سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔

پیاس تب پھول کی شبنم نے بجھائی ہوگی کتنے پلکوں سے نمی مانگ کے لائی ہوگی

الحمدللہ دہلی مٹیامحل میں سب سے پہلے مکتبہ جام نور کا قیام ہوا بعدہٗ فاروقیہ بک ڈپو ۱۹۹۲ء میں دہلی منتقل ہوا پھر دو یا تین سال بعد رضوی کتاب گھر بھی بھیونڈی سے دہلی آ گیا۔حافظ صاحب مرحوم،غلام ربانی صاحب مکتبہ جام نور اور مجھ ناچیز کی بڑی اچھی قربتیں رہیں۔ہم تینوں ملی اور مسلکی معاملات میں پیش پیش رہتے،حافظ صاحب مرحوم کی ایک خاص بات یہ تھی کہ جب بھی اختلاف رائے ہوتا اُس کا برملا اظہار کردیا کرتے اوراس کے باوجود سب لوگوں کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑے ہوئے نظر آتے۔اللہ تعالیٰ نے مرحوم کو جو مقبولیت عطا فرمائی تھی،وہ کم ہی لوگوں کے حصے میں نظر آتی ہے۔ان کی ایک خاص بات یہ بھی تھی کہ آپ اپنے سبھی بھائیوں کو ساتھ لے کر چلے اور سبھی کو کاروبار سے لگایا۔مٹیامحل میں ایک دوکان خرید کر،مال سے بھر کر اپنے بھائی کے سپرد فرمائی اور برادرانہ شفقت کا اظہار فرمایا۔ایسے بہت ہی کم لوگ ہوتے ہیں جو عملی طور پر کام کرتے ہیں۔ورنہ زبانی دعوے تو بہت لوگ کرتے ہیں۔مولا تعالیٰ موصوف کی مغفرت فرما کر کروٹ کروٹ چین وسکون نصیب فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔رضوی کتاب گھر کو موصوف نے جس مقام ومرتبہ پر چھوڑا ہے۔اللہ رب العالمین اس میں مزید ترقیاں اور بلندیاں عطا فرمائے۔آمین

(حاجی) محمد معین الدین اشرفی،سربراہ اعلیٰ دارالعلوم اسحاقیہ،جودھپور۔مالک فاروقیہ بک ڈپو،دہلی

ایک عظیم تاریخی کارنامہ تفسیر روح البیان کی طباعت بھی ہے

آج صبح ۷ بجے برادرِ عزیز سید عطامحی الدین سلمہ کے موبائل سے حافظ محمد قمرالدین مرحوم مالک رضوی کتاب گھر دہلی کے انتقال پر ملال کی خبر ملی۔ موت سب کے لئے ہے لیکن، کب اور کس وقت! اِس کا علم اللہ تعالیٰ کو ہی ہے جیسے قرآن مجید ۲۱ واں پارہ سورہ لقمان کے آخری آیت سے ظاہر ہے۔ ایک زمانہ ایسا بھی تھا کہ دہلی میں اہل سنت کا کوئی مکتبہ نہیں تھا۔ میرے علم میں سب سے پہلے مکتبہ جام نور وجود میں آیا پھر حافظ محمد قمرالدین علیہ الرحمہ نے رضوی کتاب گھر قائم کیا۔ اہل سنت کی ضروری کتابیں چھاپ کر اُن کی دینی ضرورتیں پوری کیں۔ ان کا عظیم کارنامہ تفسیر روح البیان کی طباعت ہے جو ۱۵ جلدوں پر مشتمل ہے۔ یہ ایک ناقابل فراموش کارنامہ ہے۔ بحمدہ تعالیٰ اِس کاروبار سے آپ کی اچھی خاصی ترقی ہوئی۔ اس وقت آپ کے مکتبے سے ۱۰ حضرات منسلک ہیں۔ حافظ محمد قمرالدین علیہ الرحمہ کا عظیم کارنامہ ماہنامہ کنز الایمان کی اشاعت ہے جو پابندی کے ساتھ نکلتا آرہا ہے لیکن کورونا وائرس کی وجہ سے گزشتہ ۸ مہینہ سے بند ہے۔ رضوی کلینڈر ۶ ورقی، ۱۲ ورقی، ۴ ورقی، رضوی اسلامک ڈائری چھاپ کر اہل سنت کی ضرورتیں پوری کیں۔ ہم ان کے اس کارنامے کو نہیں بھولیں گیں۔ سال گزشتہ میرے مشورے پر ۶ ورقی کلینڈر کی پشت پر مذہبی معلوماتی باتوں کا اضافہ کیا جس کی وجہ سے اس کی مقبولیت میں اور اضافہ ہوا۔

حافظ صاحب جب اسپتال میں زیر علاج تھے، روزانہ ان کے صاحب زادے اور ان کے بھتیجے امام الدین سے حالات معلوم کرتا رہتا تھا۔ ان کی صحت یابی کے لیے دعا بھی جاری تھی۔ **کل شی مرهون باوقاتها** کے تحت آخر آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ اپنے چاہنے والوں عقیدت مندوں اور وارثین کو چھوڑ کر دنیا سے چلے گئے۔ اب ان کی یادیں باقی رہیں گی۔ ان کے جاننے والے ان کے کارناموں کو یاد کریں گے۔ چاہنے والوں کی زبانوں میں تذکرے رہیں گے ضرور اُن کی کمی محسوس کی جائے گی۔ رضوی کتاب گھر کا دفتر سونا سونا نظر آئے گا، وہ کرسی ضرور یاد آئے گی جس پر آپ بیٹھا کرتے تھے۔ دفتر میں آنے والے یہ خلاء محسوس کریں گے۔ کچھ دنوں کے بعد آہ و بکا کی گونج سنائی دے گی۔ ان کی جدائی سے عملہ کا دل کڑھتا رہے گا لیکن کوئی کیا کرسکتا ہے 'مرضی مولی از ہمہ مولی'۔ دل کی گہرائی سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ آمین

ان کی اولادِ نرینہ سے یہی توقع ہے کہ اپنے والد گرامی کے مشن کو مزید کامیاب و مستحکم بنائیں گے۔ رضوی کتاب گھر سے تعلق رکھنے والوں سے گزارش ہے کہ حسب سابق تعلقات بحال رکھ کر اُس کی ترقی کی راہ ہموار کریں، اس سے اُن کی روح کو سکون ملے گا۔

سوگوار: سید عبد المسجود حبیبی۔ ۲۰، اکتوبر ۲۰۲۰ء، حبیبی کتاب گھر، ننگ گاہ، محلہ بھدرک

زندگی سے بھرپور اُن کا مسکراتا چہرہ

ایقان بندۂ مومن راضی برضائے خدا لیکن کچھ خبریں اچانک ایسی آجاتی ہیں جو ناقابل یقین ہوتی ہیں۔ کل رات خرم فاروقی (ادارہ فیض القرآن) نے حافظ جی کی رحلت کی جانکاہ خبر سنائی، دل بیٹھ گیا۔ زندگی سے بھرپور اُن کا مسکراتا چہرہ نظر کے سامنے گھوم گیا۔ اللہ انہیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر عطا فرمائے۔ حافظ جی کا اِس دنیائے فانی سے اچانک رخصت ہوجانا پوری دنیائے اہل سنت کے لئے بہت بڑا نقصان ہے۔ میں کیا کہوں۔ وہ میرے مشفق بھائی تھے، میرے محسن تھے۔

سوگوار: سید ساجد ہاشمی، ۲۱، اکتوبر ۲۰۲۰ء

اچھے انسان تھے اور اپنے کام سے کام رکھتے تھے

دہلی میں جیسے ہماری عمر گزری ہے، اسی طرح اگر کہا جائے کہ حافظ صاحب کی عملی زندگی والی پوری عمر دہلی میں گزری اور کامیابی سے گزری ہے تو بجا ہوگا۔ حافظ محمد قمرالدین رضوی صاحب کی نمازِ جنازہ اور تدفین میں ہم شریک تھے اور ہمارے یہاں شعبہ حفظ و قرأت کے استاد قاری محمد آفتاب عالم غازی پوری نے قرآن خوانی کا اہتمام بھی کیا۔ ہم نے ذاتی طور پر بھی دعائے مغفرت کی اور بہت سی محفلوں میں انہیں دعائے مغفرت میں یاد رکھا۔

حافظ محمد قمر الدین صاحب کی ذاتی خوبیاں بڑی اچھی تھیں۔ پہلی یہ کہ وہ اپنے کام سے کام رکھتے تھے، اختلاف اور مخالفت کی بلا سے محفوظ تھے اور تجارتی ضرورت کے تحت طبیعت ایسی بن گئی تھی کہ اہل سنت کے ترجمان ماہ نامہ ''کنزالایمان'' کو بھی اختلاف ومخالفت کے گناہ کبیرہ سے محفوظ رکھا۔ دوسری خوبی یہ کہ مروت کے آدمی تھے، خوب نبھاتے تھے اور مدرسہ مسجد کی ضرورت اور مولوی مولانا حضرات کا بھی خیال رکھتے تھے حالاں کہ دنیا جانتی ہے کہ وہ پوری طرح تاجر تھے۔ تیسری خوبی یہ تھی کہ رضوی بریلوی کی شناخت اور پہچان کو چھپانے کی بجائے بتانے اور جتانے میں خوشی محسوس کرتے تھے۔ کتب خانے کا نام ''رضوی کتاب گھر'' اور ماہ نامے کا نام ''کنزالایمان'' اور خوداُن کا نام ''محمد قمر الدین رضوی'' حالاں کہ ایسے وقت میں دہلی میں کتب خانہ قائم کیا کہ لوگ کنزالایمان ترجمہ قرآن، اگر کسی کتب خانہ سے مانگتے تو ''بدعتی'' کا طعنہ سننا پڑتا تھا لیکن ان کی محنت اور لگن سے شروع ہونے والی تجارت نے سب کچھ ہضم کرنے پر مجبور کردیا۔ آج وہ بدعتی ترجمہ سب سے زیادہ وہی لوگ چھاپ رہے ہیں جو پہلے بدعتی ہونے کا طعنہ دِیا کرتے تھے۔

خداوند کریم سے دعا ہے کہ ان کی خدمات اور خلوص کو قبول کرے اور مرحوم کی مغفرت فرمائے۔ آمین

(مولانا) حافظ محمد یعقوب علی خاں قادری، امام وخطیب مسجد خلیل اللہ، بٹلہ ہاؤس

ناشر سنیت حافظ محمد قمر الدین رضوی رحمۃ اللہ علیہ بھی داغ مفارقت...

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین۔

کل ۳؍ربیع الاول ۱۴۴۲ھ؍۲۰؍اکتوبر ۲۰۲۰ء بروز منگل رات دس بجے عرب شریف کے شہر جدہ مقدسہ سے اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن حیدرآباد دکن نے یہ خبر وحشت دی کہ ابھی ابھی ماہ نامہ کنزالایمان دہلی کے بانی مدیر محترم، رضوی کتاب گھر مٹیامحل دہلی کے مالک حافظ محمد قمر الدین رضوی کی وفات حسرت آیات ہوگئی ہے۔ **اناللہ وانا الیہ راجعون۔**

حافظ محمد قمر الدین رضوی رحمۃ اللہ علیہ کو اچانک دل کا دورہ پڑا جو جان لیوا ثابت ہوا کہ آپ نے رات ۸:۵۰ پر ہولی فیملی اسپتال دہلی میں اپنی جان جان آفریں کے حوالے کردی۔ امام عشق ومحبت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری برکاتی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کی محبت وعقیدت دیدنی تھی۔ آپ نے ہمیشہ اپنے نام کے ساتھ ''رضوی'' لکھنے کا التزام فرمایا۔ آپ نے سنیت ورضویت کی تبلیغ واشاعت کے لئے مٹیامحل دہلی میں ''رضوی کتاب گھر'' کا قیام عمل میں لایا۔ یہاں سے نہایت مفید لٹریچر شائع فرما کر دنیا بھر میں پھیلایا۔ آپ کے اہتمام سے شائع ہونے والی کتابیں ارباب علم و فضل تک پہنچیں اوران کی ضیافت طبع کا سامان بنیں۔ آپ نے فروغِ سنیت ورضویت کے لئے گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ آپ نے اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ' **کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن** 'کی نسبت سے ایک رسالہ ماہ نامہ ''کنزالایمان'' کا اجراء عمل میں لایا اوراُسے بھی دنیا بھر میں پہنچایا۔ آپ اس کے کچھ شمارے مملکت خداداد پاکستان کے شہر لاہور میں ماہ نامہ ''جہان رضا'' کے مدیر اعلیٰ علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی بھیج دیا کرتے اور قبلہ فاروقی رحمۃ اللہ علیہ انہیں پاکستان بھر کے رضوی قلم کاروں تک پہنچانے کا اہتمام فرماتے تھے۔

گاہے گاہے مجھ تک بھی ''کنزالایمان'' پہنچتا تھا۔ فقیر اُسے اپنے مطالعہ میں رکھتا اور اس سے بھر پور استفادہ کرتا تھا۔ الحمدللہ، آپ کی کاوشوں سے ماہنامہ ''کنزالایمان'' دہلی نے سنی صحافت میں اپنا ایک مقام بنالیا ہے۔ اس میں اہل سنت کے مشاہیر اہل علم وقلم کے مضامین ومقالات شائع ہوئے۔ اس میں شامل تمام مضامین ومقالات صوری اور معنوی لحاظ سے بے مثال ہوتے ہیں۔ ہندوستان میں جب چند اہل قلم نے صلح کلیت کا پرچم اٹھایا تو چونکہ آپ فکر رضا کے امین تھے، اسی لیے آپ اس صلح کلیت کے طوفان کے سامنے کوہ استقامت بن کر سامنے آئے اور آپ نے ''کنزالایمان'' کو آسمان صحافت کے اوج ثریا پر پہنچایا۔ بطورِ مالی سرپرست آپ ہمارے قافلہ قلم وقرطاس کے حدی خوانوں میں سے ایک تھے۔ آپ کی علمی ادبی نشری اور صحافتی خدمات ناقابلِ فراموش ہیں۔ آپ نے جہاد بالقلم کے محاذ پر جومعرکہ آرائیاں فرمائی ہیں، وہ ہماری صحافت کا ایک درخشندہ باب ہے۔ آپ کی اچانک وفات حسرت آیات سے دنیائے اہل سنت کا ناقابلِ تلافی نقصان ہوا ہے۔ ضرورت ہے کہ آپ کی مالی ادارت میں کنزالایمان میں شائع ہونے والے مضامین ومقالات کا ایک اشاریہ مرتب کیا جائے اور آپ کی حیات وخدمات پر بھی قلم اٹھایا جائے اور آپ کی

صحافتی خدمات کو بھی احاطہ تحریر میں لایا جائے تا کہ مستقبل میں سنی صحافت کی تاریخ مرتب کرنے والوں کے لیے آسانی رہے۔ امید واثق ہے کہ آپ کے رفقاء بالخصوص مولانا محمد ظفر الدین برکاتی صاحب زید مجدہ اس جانب ضرور توجہ فرمائیں گے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل ہمارے ممدوح حافظ محمد قمر الدین رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی بخشش فرما کر اُن کے درجات بلند فرمائے اور تمام پسماندگان کو صبر جمیل اور اجر جزیل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وذریتہ واولیاء امتہ وعلماء ملتہ اجمعین

دعا گو و دعا جو: احقر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری غفرلہ۔ سرپرست اعلیٰ ماہ نامہ مجلہ الخاتم انٹرنیشنل، سرپرست اعلیٰ ''ہماری آواز'' مدیر اعلیٰ الحقیقہ۔ ادارہ فروغ افکار رضا و ختم نبوت اکیڈمی برہان شریف ضلع اٹک پنجاب پاکستان پوسٹ کوڈ نمبر ۴۳۱۷۰

۳/ربیع الاول ۱۴۴۲ھ ۲۱/اکتوبر ۲۰۲۰ء بروز بدھ بوقت ۱۰:۳۴/رات

میں نے حافظ صاحب کو نہیں دیکھا ہے

۱۹۵۳ء سے میں گورکھپور شہر میں ہندوستان کے مختلف شہروں سے نکلنے والے رسالے اور جریدے منگوانے کی کوشش کرتا رہا ہوں۔ میری عمر ابھی ۸۱/سال ہو چکی ہے اور بہت سی بیماریوں نے مجھ کمزور پر حملہ کر دیا ہے، اس لئے دو سال سے سب کچھ چھوٹ گیا ہے اور میں ابھی بستر پر ہی زندگی کے باقی دن کاٹ رہا ہوں۔ میرے کرم فرما، محسن و مہربان حضرت مولانا محمد ظفر الدین برکاتی صاحب قبلہ نے گزشتہ روز صبح کے وقت فون پر بتایا کہ رضوی کتاب گھر والے ماہ نامہ کنز الایمان دہلی کے مالک ایڈیٹر حافظ محمد قمر الدین رضوی صاحب انتقال کر گئے تو بہت دکھ ہوا۔ میں نے حافظ جی کو کبھی دیکھا نہیں ہے لیکن بہت سی کتابیں منگوائی ہیں اور ماہ نامہ کنز الایمان اردو ہندی کی شروع دن سے ہی میرے پاس ایجنسی تھی۔ یہ جان کر بڑی خوشی بھی ہوئی کہ حافظ صاحب کے دو ہوشیار بچے ہیں جو حافظ صاحب کے کاروبار کو سنبھال لیں گے۔ اس لئے اب میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور جنتی مرحوم بنائے۔ آمین ماہ نامہ کنز الایمان دہلی میں لکھنے اور پڑھنے والوں سے اِس بوڑھے کی درخواست ہے کہ میرے خاتمہ بالخیر کی دعا کریں۔ بیماریوں کو برداشت کرنے کی عادت سی ہو گئی ہے، بس اب خاتمہ بالخیر کی تمنا ہے۔

بوڑھا سوگوار: (مولوی صاحب) محمد حفیظ، محلہ رسول پور، گورکھناتھ، گورکھپور

حافظ صاحب با اخلاق اور سماجی انسان تھے

عزیز القدر مولانا ظفر الدین برکاتی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج گرامی!

حافظ محمد قمر الدین۔ اللہ انہیں غریق رحمت کرے۔ کی وفات کی خبر افسوس ناک رہی۔ آپ اُن پر کنز الایمان کا خصوصی شمارہ نکال رہے ہیں، یہ ایک نیک قدم ہے۔ حافظ صاحب کی دینی، اشاعتی اور سماجی خدمات کو خراج تحسین پیش کرنا ضروری ہے۔ حافظ صاحب مرحوم نے دہلی سے اہل سنت کی کتابوں کی اشاعت کا جو کام کیا ہے، وہ قابل قدر ہے، بطورِ خاص دہلی کی سرزمین سے فروغ رضویات میں ان کا بڑا کردار ہے۔ علاوہ ازیں غائبانہ جو خبریں مجھے موصول ہوئی ہیں، ان کے مطابق وہ ایک دین دار، ملت نواز، با اخلاق اور سماجی انسان تھے۔ دہلی کے حالیہ فسادات کے دوران بھی انھوں نے فلاحی خدمات انجام دیں۔ ان تمام حوالوں سے وہ دیر تک لوگوں کے سینوں میں زندہ رہیں گے اور اللہ کی بارگاہ میں بے شمار حسنات کے مستحق ہوں گے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ کریم ان کے صغائر و کبائر کو معاف کرے اور مغفرت و شفاعت نصیب کرے۔ آمین

آخر میں آپ کی اور حافظ صاحب کے بچوں کی خدمت میں تعزیت پیش کرتے ہوئے امیدوار اور دعا گو ہوں کہ حافظ صاحب کا چھوڑا ہوا اشاعتی وصحافتی سفر آپ لوگوں کی کوششوں سے جاری رہے۔ حافظ صاحب مرحوم کے لئے یہ عمل صدقہ جاریہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب لوگوں کو اپنا بندہ بنائے اور عبادت و خدمت میں مصروف رکھے۔ آمین

دعا گو: ابوسعید صفوی محمدی، خادم: آستانہ عالیہ عارفیہ، سید سراواں، کوشامبی (یوپی)

مرنے والوں کی خوبیاں بیان کروں

محترم مولانا محمد ظفر الدین برکاتی صاحب نے فون پر اطلاع دی کہ حافظ محمد قمر الدین رضوی کا انتقال ہوگیا۔ سن کر افسوس ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور اعزا و اقارب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

جب حافظ صاحب دہلی آئے اور گلی مٹیا محل کے اندر بالا خانہ پر کتب خانہ قائم کیا، اُس وقت سے احقر کے تعلقات تھے۔ احقر کی دیرینہ خواہش تھی کہ دہلی میں اہل سنت کا معیاری کتب خانہ ہونا چاہیے جہاں سے لوگ صحیح عقیدے کی کتابیں حاصل کرسکیں۔ دہلی میں قدیم زمانہ سے کتب خانے ہیں مگر کوئی رضوی کتب خانہ نہیں تھا۔ حافظ صاحب جفاکش، محنتی، فن تجارت سے واقف Self Made مرد مجاہد تھے۔ انہوں نے اس کمی کو محسوس کیا اور ہندوستان کے دل ''دلی'' کے مٹیا محل علاقہ میں جہاں مسلمانوں کی اکثرت ہے ''رضوی کتاب گھر'' قائم کیا اور علمائے اہل سنت کی کتابیں شائع کرنا شروع کیں۔ اللہ کی مدد اور بزرگوں کی دعائیں شامل حال تھیں، کتابیں خوب شائع ہوئیں۔ ان کی بھی خوب ترقی اور شہرت ہوئی۔ وہ عروس البلاد ممبئی کے بھیونڈی علاقہ سے دہلی آئے۔ دہلی انہیں راس آئی۔ اسی بالا خانہ پر دہلی کی مشہور شخصیت ہمارے ہم نوا و قدیم دوست قاری محمد میاں مظہری نے ماہ نامہ ''قاری'' کے لئے آفس قائم کیا۔ اس میں احقر کے برابر مضامین شائع ہوتے۔ جب مٹیا محل جانا ہوتا دونوں سے ملاقات ہوتی۔ حافظ صاحب نے کتب خانہ پر مارہرہ شریف کے مشہور شیخ طریقت حسن میاں کے وصال پر فاتحہ خوانی کا اہتمام کیا، اُس میں چند مخلص حضرات کو مدعو کیا۔ احقر کو بھی مدعو کیا۔

حافظ جی نے ایک بڑا کام یہ کیا کہ رضوی کتاب گھر سے ماہ نامہ ''کنز الایمان'' نکالا۔ احقر کے ماہ نامہ ''قاری'' میں مضامین شائع ہوتے تھے، اِس میں بھی یہ سلسلہ شروع ہوگیا۔ ماہ مبارک رمضان میں فون پر حافظ جی نے خاص دعا کے لئے کہا۔ کہا کہ میں اس لئے عرض کررہا ہوں کہ آپ کے والد حضرت، مفتی بدایوں شریف حضرت مفتی اعظم ہند بریلی شریف کے ہندوستان میں اول خلیفہ ہیں۔ حافظ صاحب مردِ فعال (Active Person) تھے۔ انہوں نے جو علمی کام شروع کیا، اللہ تعالیٰ اہل خاندان کے ذریعے اس کو جاری رکھے۔ آمین

حافظ جی کی یاد آتی ہے اور آتی رہے گی	ایں دعا از من و جملہ جہاں آمین باد
اب دیکھنے کو جن کے آنکھیں ترستیاں ہیں	وے صورتیں الٰہی کس دیس بستیاں ہیں

سہیل فریدی غفرلہٗ، خانقاہ آبادانیہ فریدیہ، بدایوں شریف، دہلی بروز بدھ ۲۶ رنومبر ۲۰۲۰ء

حافظ صاحب نے جتنی محنت کی، اُتنی ہم لوگ نہیں کر سکتے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہٗ! دو تین دن پہلے ہمارے بہت قریبی رضوی کتاب گھر کے مالک حافظ محمد قمر الدین رضوی ہمارے درمیان نہیں رہے۔ ہمارا اُن سے رشتہ کاروباری تو تھا ہی، اس کے علاوہ عجیب سا لگاؤ تھا کہ ہم اس کو لفظوں میں بیان نہیں کر سکتے۔ انہوں نے بہت محنت اور جانفشانی سے یہ مقام حاصل کیا تھا۔ نشر و اشاعت کے سلسلے میں سب سے پہلے دہلی میں ۱۹۸۷ء میں میرا ادارہ مکتبہ جام نور میرے والد صاحب نے شروع کیا پھر اس کے بعد مکتبہ نعیمیہ اور فاروقیہ بک ڈپو نے بھی کتابوں کی اشاعت کا کام شروع کیا۔ اس کے بعد حافظ محمد قمر الدین رضوی بھی اپنا ادارہ بھیونڈی سے دہلی میں لائے اور کتابوں کی اشاعت کا کام شروع کیا۔ یقین جانئے کہ میں سمجھتا ہوں کہ حافظ قمر الدین رضوی، نعیمیہ بک ڈپو، فاروقیہ بک ڈپو اور دیگر اداروں کے مٹیا محل میں آنے کے بعد اہل سنت کی کتابوں کی نشر و اشاعت کا جو سلسلہ شروع ہوا، اس کے بعد دہلی کے کئی اداروں نے بڑے پیمانے پر اہل سنت کی کتابوں کو بھی چھاپنا شروع کر دیا۔ ۱۹۷۴ء میں حافظ محمد قمر الدین رضوی بھیونڈی میں امامت کے لئے آئے۔ اسی زمانے میں ان کو کتابیں اور رسالے پڑھنے لکھنے اور عام کرنے کا شوق تھا۔ انہوں نے ماہنامہ استقامت، ماہنامہ اشرفیہ، ماہ نامہ میزان و دیگر رسالوں کو منگوانا شروع کیا اور سائیکل پر رکھ کر گھوم گھوم کر لوگوں کو ان کے گھروں تک پہنچاتے اور ان کو ممبر بناتے، اس کے علاوہ آزاد بک ڈپو کے نعتیہ کتابچے و دیگر کتابیں بھی انہوں نے منگوانا شروع کیا۔ سلسلہ ان کا چلتا رہا یہاں تک کہ انہوں نے ایک ٹھیلہ لے لیا، ٹھیلے پر ہی کتابوں کا اسٹاک لگانے لگے اور جلسوں و عرسوں میں جاکر کتابوں کو فروخت کرنے لگے، ممبئی کے کسی بھی

علاقے میں وہ پہنچ جاتے۔مختصر یہ کہ انہوں نے کافی محنت کی اور آخری عمر تک محنت کرتے رہے،جتنی انہوں نے محنت کی،اُتنی ہم لوگ نہیں کر سکتے۔
مولانا عبدالشکور جو کہ ہمارے پھوپھی زاد بہنوئی تھے،ان کے صاحبزادے نعیم اختر صاحب،سعید اختر صاحب اور مفتی محمود اختر صاحب۔ان لوگوں کے رشتے میں ماموں لگتا ہوں تو اُسی رشتے سے حافظ محمد قمرالدین صاحب مجھے ماموں کہتے تھے،آج اُن کے بچے اور بھتیجے مجھے نانا کہتے ہیں۔مجھے خوشی ہوتی ہے کہ حافظ صاحب کو جو مجھ سے محبت تھی،اسی محبت کی وجہ سے یہ بچے مجھے نانا کہتے ہیں۔مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ۱۹۷۳ء میں ہم نے جمشید پور میں کتابوں کا کام شروع کیا تو حافظ محمد قمرالدین صاحب ۱۹۷۵ء میں جمشید پور سے ہم سے کتابیں منگوایا کرتے۔زلزلہ،لالہ زار ۱۰۰/۱۰۰/ڈیڑھ ڈیڑھ سو کی تعداد میں منگوایا کرتے تھے۔۱۹۷۹ء یا ۱۹۸۰ء کے بعد ہمارے یہاں کپڑے کا کام بھی شروع ہوا تھا،اسی سلسلے میں ہم بمبئی جایا کرتے تھے۔ایک مرتبہ ہم بھیونڈی گئے تو حافظ صاحب بانکڑے (گومٹی) میں کتابوں کی دکان لگایا کرتے تھے۔مجھ سے کہنے لگے کہ ربانی صاحب اس بار میں پیمینٹ نہیں دے پاؤں گا۔میں نے کہا کہ کیا بات حافظ صاحب تو انہوں نے کہا کہ یہ سامنے جو بلڈنگ بن رہی تھی اس میں میں نے ایک دکان ۶۰/ہزار میں لے لی ہے پھر کچھ سالوں کے بعد جب وہ دہلی آئے اور یہاں دکان لی تو بھیونڈی والی دکان اپنے بڑے بھائی کو دے دی پھر ایک دوسری دکان لے کر دوسرے والے بھائی کو دے دی۔اس کے بعد دہلی میں انہوں نے ایک دکان مارکیٹ میں خریدی،جس پر اُن کے چھوٹے بھائی کے صاحبزادے امام الدین بیٹھتے تھے،وہ بھی ان کو ہی دے دی۔بہت کم لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اس طرح بھائیوں کے ساتھ پیش آتے ہوں۔اللہ تعالیٰ مرحوم حافظ محمد قمرالدین رضوی کی مغفرت فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے۔ان کے اہل خانہ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ غلام ربانی (شہزادۂ قائد اہل سنت) مالک مکتبہ جام نور،دہلی

اپنی تجارت کے ذریعہ دین متین کی بے پناہ خدمت کی

قبر بھی منزلِ عشاق نبی ہے یارو ! کہ وہیں چہرۂ زیبا کا نظارا ہوگا
شمع عشق رخ شہ ساتھ گئی ہے جب تو روز و شب مرقد نوری میں اجالا ہوگا

اس دنیاں میں انسان کا پیدا ہونا اور پھر موت،یہ قضاء الٰہی سے ہے اور انسان کا اُس پر کوئی اختیار نہیں مگر اس دنیاوی زندگی کو بامراد اور آنے والی نسلوں کے لئے مثال بنانا،یہ انسان کی کوشش اور محنت پر منحصر ہے۔کوئی دنیا میں صرف اپنی ذات کے لئے جیتا ہے،ایسے لوگوں کی موت کا غم مقربین تک ہی رہتا ہے اور کوئی اپنی ذات سے قوم وملت کے لئے ایک ایسا سرمایہ چھوڑ جاتا ہے جس سے پوری جماعت کا فائدہ ہوتا ہے اور اس کی رحلت پر ہر اپنا و بیگانہ غم وسوگ میں مبتلا رہتا ہے۔ایسے ہی ایک مرد حق محب العلماء محسن قوم وملت حضرت حافظ محمد قمرالدین رضوی صاحب علیہ الرحمہ کی ذات تھی۔اہل سنت وجماعت میں آپ جیسے دور اندیش افراد کی بہت کمی ہے۔آپ نے اپنی تجارت کے ذریعہ دین متین کی بے پناہ خدمت کی،تجارت کے ذریعہ نا جانے کتنوں کو کتابوں کا ذوق اور اس سے محبت عطا کی ہے۔اپنی زندگی کی شروعاتی دور میں سائیکل پر دینی تعلیمات کو کتاب کی شکل میں گھر گھر تک پہنچایا پھر ۱۹۹۵ء میں رضوی کتاب گھر تک کا سفر یقیناً کسی بھی تاجر کے لئے ترقی کی بہترین مثال ہے۔
دہلی جیسی سنگ لاخ اور خشک زمین کو قائد اہلسنت حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ نے ایک طرف جامعہ حضرت نظام الدین اولیاء تو دوسری جانب مکتبہ جام نور جیسے اداروں سے اہل سنت کو مضبوطی بخشا تو اُسے دوام رضوی کتاب گھر سے ملا۔آپ صرف تجارت نہیں کرتے تھے بلکہ سنیت کا درد اور اس کی ترقی اور ترویج کے لئے جب بھی آپ کی ضرورت محسوس ہوتی تو آپ ہمیشہ حاضر رہتے۔لاک ڈاؤن سے قبل دہلی میں این۔آر۔سی اور سی۔اے۔اے سے متعلق ایک کانفرنس کا منصوبہ بنا تھا جس میں آپ پیش پیش تھے اور ہر میٹنگ میں اپنی تمام تر مصروفیات کے باوجود وقت نکالتے اور قوم وملت کے لئے ہمیشہ کمر بستہ رہتے۔تجارت تو ساری دنیا کرتی ہے لیکن اس تجارت سے عمل خیر کمانا حافظ صاحب علیہ الرحمہ کا خاصہ تھا۔یقیناً پوری دنیا میں جہاں کہیں بھی لوگ آپ کی شائع کردہ کتابوں سے استفادہ کرتے ہوں گے اس کا ثواب آپ کو بھی ضرور ملتا رہے گا۔اس نیک وراثت کو آپ کی اولاد بھی آپ ہی کی طرح آگے بڑھائے،یہ رب سے یہی دعا ہے۔مولیٰ آپ کی خدمات کو قبول کرے اور اپنے شان کریمی کے مطابق جزا عطا فرمائے۔آمین

شریک غم: مولانا فیض ربانی قادری،صدر جامعہ حضرت نظام الدین اولیاء،ذاکر نگر،نئی دہلی

مولانا محمود غازی (فاضل جامعہ ازہر) ڈائریکٹر جامعہ حضرت نظام الدین اولیاء

کہنے دیجئے کہ ایک کامیاب تاجر تھے لیکن نرے تاجر نہیں

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

کلیۃ الدعوۃ الاسلامیہ، طرابلس لیبیا سے واپسی کے بعد میں نے عربی زبان وادب میں ایم۔اے کرنے کے لئے جامعہ ملیہ اسلامیہ، دہلی میں داخلہ لے لیا۔ یوں کچھ عرصے کے لیے میرا مستقل قیام دہلی میں ہوگیا۔ غالباً اُنہی ایام میں رضوی کتاب گھر بھیونڈی کے مالک جناب حافظ محمد قمر الدین رضوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کتب خانے کی ایک شاخ دہلی میں قائم کرنے کی جدوجہد شروع کی۔ چونکہ میرا قیام اُن دنوں مٹیا محل میں رہتا تھا، اس لئے موصوف سے خوب ملاقاتیں رہیں۔ میں یہ وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ حافظ صاحب پیشے کے اعتبار سے ایک کامیاب تاجر ضرور تھے، لیکن وہ نرے تاجر نہیں تھے، جسے صرف اپنی تجارت کے فروغ اور زیادہ سے زیادہ کمانے کی فکر ہو بلکہ وہ اپنی تجارت سے کہیں زیادہ، ملت اسلامیہ کی فلاح وبہبود کی فکر اپنے دل میں رکھنے والے ایک فعال ومتحرک مسلمان تھے۔ دہلی میں اہل سنت وجماعت کی جملہ سرگرمیوں میں پیش پیش رہتے۔ ان کے شب وروز سے یہ سمجھنا کسی کے لیے بھی دشوار نہ تھا کہ وہ ملت کے درد کو اپنا درد، ملت کے مسئلہ کو اپنا ذاتی مسئلہ اور ملت کی ترقی وخوشحالی کو اپنی ترقی سے تعبیر کرتے تھے۔

کہنے دیجیے کہ ان کی اچانک رحلت سے جہاں اہل خانہ سوگوار ہیں، وہیں اہل سنت وجماعت، خصوصیت کے ساتھ دہلی میں فلاحی، دینی اور علمی فروغ میں پیش پیش رہنے والے ان کے احباب بھی صدمے سے دوچار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی بخشش ومغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا کرے۔ آمین (ڈاکٹر) غلام زرقانی قادری

(جانشین قائد اہل سنت، بانی وچیرمین حجاز فاؤنڈیشن آف امریکہ) ہیوسٹن، امریکہ ۳ ربیع الآخر ۱۴۴۲ھ

کمپوزنگ، تصحیح اور تزئین کا خاص اہتمام رکھتے تھے

ہمدرد قوم وملت ناشر اہل سنت الحاج حافظ محمد قمر الدین رضوی صاحب کی رحلت اہل سنت کے لئے ایک عظیم خسارہ ہے، آپ نے ممبئی اور دہلی میں علمائے اہل سنت کے کتب ورسائل کی نشر واشاعت کے ذریعہ دین وسنیت کی ناقابل فراموش خدمت انجام دی ہے، جس کے لئے آپ کو اور آپ کے ادارہ ''رضوی کتاب گھر'' کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ اس ضمن میں ماہ نامہ کنز الایمان بھی قابل ذکر ہے جسے آپ نہایت ہی اہتمام کے ساتھ ہر ماہ پابندی سے شائع کرتے تھے۔ حافظ صاحب بڑے ہی متحرک وفعال شخصیت کے مالک تھے، علما ومشائخ اور اہل علم کی قدردانی آپ کا خاصہ تھی، ناچیز جب بھی مٹیا محل جاتا بڑے ہی خلوص ومحبت کے ساتھ ملتے۔ بریلی شریف اور تاج الشریعہ قدس سرہ العزیز کی خیر وعافیت دریافت کرتے اور واپسی پر اپنا نیازمندانہ سلام کہلواتے، آپ کو مرکز اہل سنت بریلی شریف سے گہری عقیدت ومحبت تھی۔

کتابوں کی اشاعت کے سلسلے میں آپ کافی حساس تھے، دلچسپی کے ساتھ ازسرِ نو اُن کی کمپوزنگ کراتے، عمدہ اور جاذب نظر ٹائٹل کے ساتھ کتابیں زیور طبع سے آراستہ کرتے۔ اغلاط کی تصحیح کے لئے باقاعدہ علمائے کرام کی ٹیم رکھتے تھے جو آپ کی اشاعتی ذمہ داریوں کے تعلق سے حد درجہ دیانت داری پر دال ہے۔ مولائے کریم اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقے موصوف کو غریق رحمت فرمائے، ان کے درجات بلند فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ اجمعین

محمد عبدالرحیم نشتر فاروقی غفرلہ، ایڈیٹر ماہنامہ سنی دنیا ومفتی مرکزی دارالافتاء، بریلی شریف۔ ۷ ربیع الآخر ۱۴۴۲ھ / ۲۳ نومبر ۲۰۲۰ء

اپنے ملازمین سے بھی خوش طبعی سے پیش آتے

اِس جہان رنگ وبو سے بے شمار افراد کوچ کر چکے اور آئے دن رخصت ہوتے رہتے ہیں مگر انھیں کوچ کرنے والوں میں کوئی فرد ایسا بھی ہوتا

ہے جس کے فقدان پر انجمن سوگار ہو جاتی ہے اور جس کے جانے پر پوری جماعت کا خسارہ ہوتا ہے۔ جناب حافظ محمد قمرالدین رضوی علیہ الرحمہ بھی ایسے ہی ایک فرد تھے جو تنہا ایک جماعت کا کام کرتے تھے۔ ان کے رخصت ہونے پر محفلِ صحافت ہو کہ نشر و اشاعت، اب سونی سونی نظر آتی ہے۔ وہ ایسے خوش اخلاق و خوش مزاج تھے کہ اُن کے آفس میں کام کرنے والے اسٹاف اپنے ملازم ہونے کا احساس بھی نہیں کر پاتے تھے کیوں کہ وہ سب سے خوش طبعی کیا کرتے تھے۔ وہ اپنی ہمت، اپنے حوصلہ، اپنے دینی جذبہ، اپنے کارنامے کی بدولت ہر دل عزیز بن چکے تھے۔ وہ ایسے بلند حوصلہ تھے کہ ان کی زندگی میں کوئی بھی مشکل موڑ آیا، ہنس کر اُس سے گزر گئے اور ہمت نہیں ہاری۔ اپنے عزم مستحکم کی بنا پر اپنے ہدف کو پا کر ہی رہے۔ دینی رسالوں کی کس مپرسی کو دیکھنے کے باوجود آپ نے کنزالایمان (اردو ہندی) دونوں زبانوں میں جاری کیا جو، اب تک جاری ہے۔ بھیونڈی سے رضوی کتاب گھر دہلی لائے اور اُسے دن بدن ترقی کی راہ پر گامزن کیا۔ اُن کے جانے سے کس قدر نقصان ہے بیان سے باہر ہے۔

مولیٰ ان کے لگائے ہوئے باغ کو سرسبز و شاداب رکھے۔ ان کے تمام محبین سے گزارش ہے کہ ان کے صاحب زادے کا حوصلہ بلند کریں اور، رضوی کتاب گھر سے رابطہ قائم رکھیں۔ فقط　　شرف رضوی، دارالعلوم قادریہ، بہٹہ، حاجی پور، لونی، اتر پردیش

وہ عظیم شخصیت ہمارے درمیان موجود نہ رہی

بھیونڈی کی بڑی مشہور و معروف شخصیت حضرت حافظ محمد قمرالدین رضوی صاحب قبلہ بانی ''رضوی کتاب گھر'' جنہوں نے دارالعلوم دیوان شاہ میں درس و تدریس کی خدمت بھی انجام دی ہے اور بھیونڈی کی کواری مسجد حافظ جی بابا جی روڈ میں امامت کا شرف حاصل کیا، ویسے تو حضرت کی بہت خدمات ہیں۔ جلسوں میں کتابوں کے اسٹال کا آغاز آپ ہی نے کیا، تا کہ عوام اہل سنت تک آسانی سے کتاب پہنچ جائے اور آسانی سے مسائل سیکھنے کی کوشش کریں اور علم دین کے فرائض سے فیضیاب ہوں۔ الحمدللہ رب العالمین یہ سلسلہ آج تک جاری ہے اور یقیناً صبح قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا اور حضرت کی ذات کو اس کا فیض ملتا رہے گا۔ حضرت نے مختصر سے وقت میں کافی شہرت حاصل کی، یقیناً یہ حضرت مفتی اعظم ہند کا فیضان تھا لیکن وہ عظیم شخصیت آج ہمارے درمیان موجود نہ رہی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ حضرت کے درجات کو بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین یارب العالمین　　صوفی محمد زید رضا قادری، بھیونڈی، مہاراشٹر

خادم سنیت و صحافت الحاج حافظ محمد قمرالدین رضوی علیہ الرحمہ

صحافت کے میدان میں مسلمان ہمیشہ پیچھے رہے ہیں اور اُن میں اہلسنت و جماعت کی بے چارگی کا رونا کیا رویا جائے؟ یہ صحافت ہی کا کمال ہے کہ حافظ صاحب کو ہم لوگ جانتے ہیں۔ بھیونڈی مہاراشٹر میں ۱۹۸۰ء میں محترم حافظ صاحب نے ''رضوی کتاب گھر'' کی شروعات کی، کڑی محنت اور لگن سے کاروبار ترقی کرنے لگا تو آپ نے آگے کی منصوبہ بندی کی اور دہلی کی جانب قدم بڑھایا۔ ۱۹۹۵ء میں آپ نے دہلی میں دوکان خریدی اور'' رضوی کتاب گھر'' کو دہلی میں بھی قائم فرمایا۔ کتابوں کی تجارت میں بھی بہت سرمایہ کی ضرورت ہوتی ہے، کم سرمایہ آپ کی زندگی میں کبھی بھی اثر انداز نہیں ہوا، مضبوط ارادے کے مالک اور کڑی محنت سے آپ نے اس دشواری پر قابو پایا۔ اس میدان میں کثیر سرمایہ لگانے سے ہی تو اس کا ریٹرن ملتا ہے اور صحافت کے میدان میں بھی کثیر سرمایہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ تبھی تو حکومت سے لے کر حکومت کے سبھی شعبے اور بے پناہ دولت قدموں کے ارد گرد جمع ہونے لگتی ہے۔ پر سوال اردو صحافت کا ہے، اس کی کہانی بالکل برعکس ہے، لکھنے کے لیے ایک دو کتابیں بھی ناکافی ہوں گی۔

۱۹۹۸ء نومبر میں ایک اللہ کا مخلص بندہ الحاج حافظ محمد قمرالدین رضوی علیہ الرحمہ نے اردو صحافت کی مالی سنگلاخ (پتھریلی) زمین پر قدم رکھا، واضح رہے کہ اردو صحافت میں کئی شعبے ہیں اخبارات، ادبی پرچے، افسانے قصے کہانیاں (وغیرہ) ان میں خالص دینی اور وہ بھی مسلک سوادِ اعظم، اہلسنت و جماعت کی نشر و اشاعت کا کام کرنا، بیڑا اٹھانا یہ بہت بڑے دل و جگر کا کام ہے جو حافظ صاحب قبلہ نے کیا۔ ان کی خدمات پر بہت کچھ روشنی ڈالنے کی ضرورت ہے، یہ کام اہل سنت کے لکھنے والے حضرات و اُن کے صاحبزادگان جناب محمد احمد صاحب، جناب محمد ارشد صاحب کی ذمہ داری ہے۔

دہلی میرا جانا گاہے بگاہے ہوتا رہتا ہے پہلے کاروبار کی وجہ کر جانا ہوتا تھا، وقت بہت کم ملتا تھا۔ ایک بار مختصر ملاقات رہی، اِدھر ایک دہائی سے بیٹی مبینہ ہاشمی شاہین باغ میں رہتی ہے تو مختلف ضروریات سے جانا ہوتا رہتا ہے، اس بیچ میری تین ملاقاتیں ہوئیں گفتگو میں لکھنے لکھانے سے باتیں زیادہ ہوئیں۔ ناچیز کے مضامین پر مسرت کا اظہار کیا۔ یہ بھی کہا کہ موجودہ حالات پر ضرور لکھیں، ذمہ داری سے لکھیں اور مختصر لکھیں، بہت کارآمد مشورے بھی دیئے۔ کرونا کال میں بہت سی موتیں ہوئیں اور ہورہی ہیں لیکن

یوں تو دنیا میں سبھی آئے ہیں مرنے کے لئے　　　موت اس کی ہے کرے جس کا زمانہ افسوس

میرے پرسنل واٹس ایپ پر مولانا محمد ظفرالدین برکاتی مدیر اعلیٰ ماہ نامہ کنزالایمان دہلی کا میسیج آیا، دعا کی درخواست کے لئے کہ رضوی کتاب گھر کے مالک الحاج حافظ محمد قمرالدین صاحب کورونا پوزیٹیو ہیں، ہولی فیملی ہسپتال میں بھرتی ہیں، دعائیں سبھی کے لئے جاری رہتی ہیں حافظ صاحب کے لیے بھی خصوصی اوقات میں بارگاہِ رب العالمین میں گڑگڑایا۔ دو دن ہی گزرے تھے کہ فیس بک پر اُن کی اہلیہ محترمہ کی بیماری کی خبر بھی ملی، رب کی بارگاہ میں التجا کی، اللہ قادر مطلق ہے اس کی مرضی، مرضی مولیٰ پر سبھی راضی ہیں۔ مولانا کامل نعیمی صاحب کی فیس بک وال پر آپ کی وفات کی خبر پڑھی فوراً مولانا محمد ظفرالدین برکاتی کو فون لگایا لیکن ان کا فون انگیج ملا پھر مولانا محمد صغیر احمد جو روزنامہ 'انقلاب' دہلی میں کام کرتے ہیں ان سے بات ہوئی اور اس افسوس ناک خبر کی تصدیق ہوگئی پھر تو میسیج آنے کا لامتناہی سلسلہ چل پڑا۔ نا چاہتے ہوئے بھی یقین کرنا پڑا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت فرمائے اور اُن کی قبر کو اپنے اور اپنے حبیب ﷺ کے نور سے منور فرمائے۔ آمین

آپ کی عملی، نشری وصحافتی خدمات بہت زیادہ اور قابل قدر ہیں، آپ نے دہلی سے ۱۹۹۸ء نومبر سے ماہ نامہ ''کنزالایمان'' نکال کر دنیائے سنیت پر بہت بڑا احسان فرمایا، کنزالایمان بہت سے ممالک جاتا ہے۔ اس میں شائع مضامین اور خطوط سے اس کا اندازہ ہوتا ہے۔ آپ کی محنت سے اہلسنت والجماعت کی مذہبی صحافت میں کنزالایمان نے بڑا مقام بنایا ہے۔ اس میں دنیا کے بڑے بڑے عالموں اور دوسرے اہل علم حضرات کے مضامین شائع ہوتے ہیں، خاص کر حالات حاضرہ اور صلح کلیت کی تبلیغ والوں کی توزبردست بیخ کنی کی جاتی ہے۔ الحمدللہ راقم کے مضامین بھی کنزالایمان میں شائع ہوتے رہے ہیں۔

بچھڑا کچھ اِس ادا سے کی رُت ہی بدل گئی　　ایک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا　(خالد شریف)

حافظ محمد ہاشم قادری مصباحی، خطیب وامام مسجد ہاجرہ رضویہ، جمشید پور (جھارکھنڈ)

میرے قلمی شعور کو حافظ صاحب نے اٹھان دیا

حافظ محمد قمرالدین رضوی اہل سنت و جماعت کے ایک فعال اور متحرک پبلشر جنھوں نے اپنی زندگی کا سفر اپنے آبائی وطن سے شروع کرتے ہوئے پہلے بھیونڈی کو اپنا مسکن بنایا پھر رضوی کتاب گھر بھیونڈی کی بنیاد ڈالی۔ یہ اُن دنوں کی بات ہے جب اہل سنت و جماعت کے حلقے میں لٹریچرز مطبوعہ شکل میں خال خال ہی نظر آتے تھے۔ حافظ محمد قمرالدین رضوی نے اپنی انتھک محنت سے سنی لٹریچر کی اشاعت میں انقلاب برپا کردیا۔

راقم کی اُن سے پہلی ملاقات مالیگاؤں کی مرکزی دینی درس گاہ دارالعلوم حنفیہ سنیہ میں ہوئی۔ موصوف مکتبۂ رضویہ، امام احمد رضا روڈ، مالیگاؤں اکثر وبیشتر آیا کرتے تھے۔ کتابوں کی اشاعت وطباعت، ترسیل اور فروخت کے سلسلے میں ان کے اندر جنون کی حد تک لگاؤ دیکھنے کو ملا۔ ہر موضوع پر کتابیں شائع کیا کرتے رہے۔ قرطاس وقلم سے میرا تعلق بچپن ہی سے قائم ہے۔ جب سے کتابوں سے رشتہ اُستوار ہوا، تب سے ہی رضوی کتاب گھر بھیونڈی کا نام نہ صرف پڑھا اور سنا بلکہ اکثر سنی لٹریچر اُسی پبلشر کے پڑھنے کو ملتے رہے، لڑکپن ہی کے زمانے میں ایک مرتبہ بھیونڈی جانا ہوا تب دوبارہ حافظ محمد قمرالدین رضوی سے ملاقات ہوئی۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ اس ملاقات کے دوران میں نے ان سے کچھ نئی کتابوں کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقش بندی مجددی کی بیسیوں رسائل میرے ہاتھ میں تھما دیے: قبلہ، تعظیم وتوقیر، علم غیب، پردہ، نسبتوں کی بہاریں، نئی نئی باتیں، رہبر ورہنما، اجالا، جان ایمان، جان جاناں (وغیرہ وغیرہ)۔ ان کتابوں نے فکر ونظر کو مہمیز دی پڑھنے کے ساتھ لکھنے کا شعور بیدار

ہونا شروع ہوا۔ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ رضوی کتاب گھر، بھیونڈی سے شائع شدہ سنی لٹریچر نے مجھے قلم اٹھانے کا سلیقہ دیا تو یہ غلط نہ ہوگا اور اُس کا سہرا، ایک حد تک حافظ محمد قمر الدین رضوی کے سر بھی جاتا ہے۔

مرحوم حافظ صاحب نے بھیونڈی سے اٹھ کر اپنی تجارتی سرگرمیوں کا دائرہ کار وسیع کرنے کے لئے دہلی کا رخ کیا، دہلی جو بائیس خواجگان کی دھرتی اہل سنت کا قدیم مرکز جس پر امتدادِ زمانہ سے غیروں کا تسلط ہو چکا تھا، حافظ محمد قمر الدین رضوی نے وہاں رضوی کتاب گھر کی بنیاد ڈالی اور بے طرح کامیاب و کامران رہے۔ حافظ قمر الدین رضوی نے اپنی نیک نیتی، خلوص وللّٰہیت، جوش وامنگ اور پیر و مرشد مفتیِ اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا نوری بریلوی قدس سرہٗ کے فیضان سے دہلی کی تسخیر کر لی جو کہ ایک بڑا کٹھن مرحلہ تھا۔ دارالسلطنت دہلی میں رہ کر انھوں نے صرف کتابوں کی تجارت و فروخت ہی نہیں کی بلکہ دین وسنیت کی ترویج واشاعت بھی کی۔ جہاں کہیں اہل سنت و جماعت کے افکار ونظریات کے تحفظ واستحکام کا معاملہ درپیش ہوتا وہ تن من دھن سے حاضر ہو جاتے۔ انھوں نے مذہبی صحافت کے میدان میں بھی ایک گلِ تر ماہ نامہ کنز الایمان کا اضافہ کیا، الحمدللہ اس ماہ نامے کے اولین شمارے سے لے کر طویل عرصے تک راقم اس کا مستقل قاری رہا ہے۔ یہی نہیں بلکہ گاہے گاہے کنز الایمان میں راقم کی نثری وشعری نگارشات بھی جگہ پاتی رہی ہیں۔ اب بھی یہ ماہ نامہ جاری وساری ہے جس میں صالح فکر کے حامل مضامین ومنظومات، حالاتِ حاضرہ پر مبنی فیچرز اور امت مسلمہ کی رہنمائی سے آراستہ نگارشات ہوتی ہیں جن سے ایک بڑا حلقہ علمی پیاس بجھاتا ہے۔

سال ۲۰۲۰ء ہمارے لئے عام الحزن کا سال بن گیا ہے۔ بڑی بڑی دینی وعلمی شخصیات ہم سے رخصت ہو گئیں۔ دہلی میں رہ کر پورے ملک میں اہل سنت و جماعت کے لٹریچر کو پھیلانے میں فعال کردار ادا کرنے والے حافظ محمد قمر الدین رضوی کی وفات سے جو خلا پیدا ہوا ہے اس کا پر ہونا مشکل نظر آتا ہے لیکن مرضیِ مولیٰ از ہمہ اولیٰ کے مصداق وہ اپنے مالک حقیقی سے جا ملے، ہم ان کے اہل خانہ کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ کریم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل مرحوم کی مغفرت فرمائے اور ان کے لواحقین کو صبر عطا فرمائے اور ہمیں ان کا نعم البدل بخشے۔ آمین

بجاہ النبی الامین الاشرف الافضل النجیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وبارك وسلم

(ڈاکٹر) محمد حسین مشاہد رضوی و جملہ اہل خانہ، مالیگاؤں

حافظ محمد قمر الدین رضوی بڑے ملنسار تھے

۲۱/ اکتوبر ۲۰۲۰ء بروز سہ شنبہ کو صبح ۷:۱۹/ بجے حضرت مولانا محمد ظفر الدین برکاتی مصباحی چیف ایڈیٹر ماہنامہ کنز الایمان دہلی کا میسیج واٹس ایپ پر دیکھا کہ ''حافظ محمد قمر الدین رضوی مالک رضوی کتاب گھر کا گزشتہ شب ۹/ بجے دل کا دورہ پڑنے سے وصال ہو گیا۔'' مجھے اس جانکاہ خبر سے بڑا صدمہ ہوا، فوراً حافظ صاحب مرحوم ومغفور کی روح کو ایصال ثواب کیا۔ حافظ صاحب قبلہ کئی ہفتہ سے علیل چل رہے تھے۔ تقریباً ایک ماہ پہلے میری ان سے ملاقات ہوئی تھی۔ مکتبۃ المدینہ کے سامنے سلام ودعا کے بعد حال چال دونوں طرف سے معلوم کیے۔ ماسک لگائے ہوئے تھے، میں جلدی میں تھا۔ آپ نے فرمایا تھا کہ مولانا آفس میں آیئے گا مگر میں نہ پہنچ سکا۔ کیا خبر تھی یہ ملاقات آخری ملاقات ثابت ہوگی۔

آپ ایک دفعہ میرے ساتھ کچھوچھہ شریف عرس مخدومی میں گئے تھے۔ ٹرین میں ایک ہی ڈبے میں سوار تھے، سفر میں کھجور ساتھ رکھتے تھے۔ ایک بار الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور بھی ساتھ میں تھے، ان ہی کے ساتھ سراج الفقہاء حضرت مفتی محمد نظام الدین رضوی صدر المدرسین وصدر مفتی الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کے دولت کدہ پر آئے اور حضرت بحر العلوم علامہ مفتی عبد المنان اعظمی علیہ الرحمہ کے مزار پر حاضری ہوئی۔

بڑے ملنسار تھے جب بھی ملاقات ہوئی فرماتے ''اور مولانا سنایئے کیا حال ہے؟ چائے پلاتے اور مختلف موضوعات پر گفتگو بھی ہوتی۔

سینکڑوں ماہنامہ مارکیٹ میں آئے اور بند ہو گئے مگر ماہنامہ کنز الایمان بیس برس سے زائد ہوئے پورے آب وتاب کے ساتھ نکل رہا ہے۔ یہ آپ کے ذاتی خلوص اور دلچسپی کا نتیجہ ہے۔ خدا کرے قیامت تک جاری وساری رہے۔ حافظ صاحب قبلہ سوادِ اعظم اہل سنت کے سچے ترجمان تھے۔ اردو مارکیٹ ہی نہیں بلکہ ہندوستان بھر کے علماء ومشائخ اور تاجروں کے درمیان ایک جانی مانی شخصیت تھی۔ اشاعت کے حوالے سے آپ کی زریں خدمات کو کبھی بھلایا

نہیں جاسکتا۔ سیاسی سماجی ملی ہر طرح کے مسائل میں حافظ صاحب مرحوم ہمدرد قوم وملت الحاج محمد سعید نوری سر براہ رضا اکیڈمی، حضرت الحاج معین الدین اشرفی سر براہ اعلیٰ الجامعۃ الاسحاقیہ جودھپور کے شانہ بشانہ نظر آتے۔ حافظ صاحب مرحوم کی برسوں سے ایک تمنا تھی ''مشائخ دہلی نمبر'' نکالنا۔ اُس پر کافی مواد جمع بھی ہو چکا ہے۔ اخیر ملاقات میں میں نے پوچھا ''حضرت مشائخ دہلی نمبر کا کیا ہوا؟ فرمایا'' مولانا جلد چھپے گا، برکاتی صاحب اُس پر کام کر رہے ہیں۔'' میں نے عرض کیا عرس رضوی پر ہی آئے گا؟ فرمایا عرس رضوی اس مرتبہ لاک ڈاؤن کی وجہ سے مختصر ہوگا، اُس پر تو نہیں مگر جلد ہی منظر عام پر آئے گا۔ میں برکاتی صاحب اور رضوی کتاب گھر کے تمام اسٹاف سے عرض گزار ہوں کہ حافظ صاحب کی جو تمنا ''مشائخ دہلی نمبر'' کو لے کر تھی، اُسے اگر ان کے چہلم پر یا عرس تک مکمل کر دیا جائے تو یہ ان کی روح کی خوشی کا باعث ہوگا۔ حافظ صاحب مرحوم بہت سی خوبیوں کے جامع تھے، ہر ایک سے خندہ پیشانی سے ملتے۔ اپنے اسٹاف کے ساتھ ان کا معاملہ شفقت والا تھا، اپنے بچوں کی طرح رکھتے تھے۔ حافظ صاحب نے زندگی میں بہت سے مصائب کا سامنا کیا مگر ہر موڑ پر جبل شامخ بن کر ڈٹے رہے۔ حافظ صاحب کو صرف اپنی اور اپنے بچوں کی فکر نہ تھی بلکہ اپنے پورے کنبہ کی فکر تھی، بھائی بھتیجوں کو ہمیشہ ساتھ رکھا، ہمیشہ ان کی ترقی کے خواہاں رہے۔ حافظ صاحب جیسا مسیحا، ہمدرد ہماری آنکھوں سے اوجھل ہو گئے مگر اُن کی یادیں، باتیں خدمات ہمیشہ سینوں میں محفوظ رہیں گی۔

میں تحریک فروغ اسلام ٹائیں ہریانہ کی جانب سے اہل خانہ وتمام اراکین رضوی کتاب گھر کو تعزیت پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ حافظ صاحب قبلہ کو کروٹ کروٹ چین عطا فرمائے، ان کی مرقد پر رحمت ونور کی برکھا برسائے اور روضۃ من ریاض الجنۃ بنائے۔ اہل سنت کو اُن کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد عارف رضا نیّر الاشفاقی، جنرل سکریٹری تحریک فروغ اسلام ٹائیں، نوح میوات، ہریانہ۔ 9812386917

ناشر رضویات حافظ محمد قمر الدین اہل سنت کے حامی وترجمان تھے

۲ ربیع الاول ۱۴۴۲ھ ۲۰، اکتوبر ۲۰۲۰ء بروز منگل بعد نماز عشا میں لکھنؤ جنکشن پر اپنی ٹرین کے انتظار میں تھا کہ دہلی کے بزرگ عالم دین حضرت علامہ ڈاکٹر فضل الرحمٰن شرر مصباحی مدظلہ الاقدس کا فون آیا کہ ابھی مجھے خبر ملی ہے کہ حافظ جی کا انتقال ہو گیا ہے، آپ اس کی تصدیق کر کے بتائیں، میں نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور مولانا محمد ظفر الدین برکاتی کو فون کر کے اس سلسلہ میں پوچھا تو انھوں نے تصدیق کر دی۔ میں نے حضرت شرر صاحب کو اس خبر کے صحیح ہونے کی اطلاع دی اور چند گھنٹوں بعد مولانا برکاتی کا میسیج بھی ملا جس کا مضمون یہ تھا:

''ہمدرد قوم وملت، خیر خواہ دین وسنیت، سواد اعظم اہل سنت وجماعت کے حامی وناصر حضرت حافظ محمد قمر الدین رضوی صاحب مالک رضوی کتاب گھر دہلی وماہ نامہ کنز الایمان دہلی کا گزشتہ شب نو بجے دل دورہ پڑنے سے انتقال ہو گیا۔ پہلے کورونا سے متاثر تھے پھر نمونیہ ہوا، پھر اچانک ہارٹ اٹیک ہونے کی وجہ سے خاندان کو یتیم چھوڑ گئے، ان کے انتقال کے سوگ میں اردو مارکیٹ مٹیا محل جامع مسجد دہلی آج بند رہے گا۔ ابھی ایک گھنٹہ کے بعد لاش ملنے کی امید ہے، اس لئے نماز ظہر (۱:۳۰) کے بعد بٹلہ ہاؤس قبرستان اوکھلا دہلی میں نماز جنازہ اور تدفین ہوگی۔ مجمع زیادہ ہونے کی صورت میں پہلی نماز جنازہ قادری مسجد دار القلم ذاکر نگر کے صحن میں ہوگی اور دوسری نماز جنازہ بٹلہ ہاؤس قبرستان میں ہوگی، ان شاء اللہ۔''

حافظ جی کی موت ماہنامہ کنز الایمان، رضوی کتاب گھر، ان کے گھرانہ اور وابستگان کے لئے ہی نہیں بلکہ اہل سنت کے مدارس اور اہل سنت کی دینی اشاعتی سرگرمیوں کے لئے بھی ناقابل تلافی نقصان ہے، دنیا میں بالعموم لوگ پیدا ہوتے ہیں زندہ رہتے ہیں اور مر جاتے ہیں، لیکن کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو گوشۂ گمنامی میں پیدا ہوتے ہیں لیکن ایک بامقصد، پرعزم اور جہد مسلسل سے عبارت زندگی گذار کر جب دنیا سے جاتے ہیں تو ایک عالم ان کی نیک نامی کا اعتراف کرتا ہے اور انسانی سماج کے لئے ان کی بے پایاں خدمات مر کر بھی انھیں نمونہ اور آئیڈیل بنا دیتی ہیں۔

حضرت حافظ مرحوم بھی گوشۂ گمنامی میں پیدا ہونے والی ایک ایسی ہی شخصیت تھے، صبر واستقلال، پرعزم استقامت، جہد مسلسل کے بعد ناموافق حالات کو سازگار بنانے کا ہنر جانتے تھے، اس کو دیکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ وہ اہل سنت کی دینی کتابوں کی تبلیغ واشاعت کے حوالہ سے دہلی میں ایک عہد ساز شخصیت کے حامل تھے، فکر اہل سنت کے نمائندہ، اہل علم ودانش کے لئے نمونہ، اہل سنت کی دینی سرگرمیوں کے سرپرست اور نسل

حاضر کے لئے مشعل راہ تھے، اس اعتراف حقیقت میں کوئی مصلحت نہیں کہ ''ان کی موت کے ساتھ ہی ایک عہد کا خاتمہ ہو گیا ہے۔''

میرا اُن کے ساتھ ۱۵؍ سالہ قدیم دیرینہ تعلق تھا۔ یہ ۲۰۰۵ء کی بات ہے جب جامعہ ہمدرد کے شعبہ اسلامک اسٹڈیز کے پوسٹ گریجویشن میں رجسٹریشن کے لئے دہلی آیا تھا۔ اشرف العلماء کے شہزادہ حضرت سید خالد اشرف اشرفی جیلانی صاحب کو میں نے مشورہ دیا تھا کہ حضرت علامہ سید حامد اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ بانی سنی دار العلوم محمدیہ کی حیات وخدمات پر کسی ماہنامہ کی خصوصی نمبر کی اشاعت ہونی چاہئے انھوں نے یہ ذمہ داری بھی میرے سپرد کردی تھی، اس کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے میں نے دہلی کے ایک موقر ماہنامہ کے مالک سے بھی بات کی لیکن ان کے جائز، ناجائز ڈیمانڈ کی وجہ سے بات نہیں بن سکی پھر میں نے حافظ محمد قمر الدین (اللہ ان کی قبر پر رحمت ونور کی بارش فرمائے) سے بات کی اور انھوں نے بڑی خندہ پیشانی سے میری درخواست قبول کرلی اور ماہنامہ کنز الایمان مئی ۲۰۰۵ء کا شمارہ اشرف العلماء حضرت سید حامد اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ کی حیات وخدمات پر بطورِ خصوصی ضمیمہ شائع ہوا۔ سید ساجد ہاشمی نے ''ایڈیٹر کی میز سے'' کے عنوان سے ایڈیٹوریل میں لکھا ہے:

''کچھوچھہ مقدسہ ہم تمام لوگوں کے لئے ایک متبرک مقام ہے یہاں سے علم وفضل کی روشنی چہار جانب پھیلی اور پھیلتی ہی رہے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ اسی خانوادۂ اشرفیہ کے چشم و چراغ اشرف العلماء سید محمد حامد اشرف اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خاندانی روایات کو زندہ رکھا اور خصوصا سرزمین ممبئی میں آپ نے سنی دار العلوم محمدیہ قائم کرکے وہاں کے مسلمانوں کی علمی وروحانی تشنگی کا علاج کیا۔ حضرت کی شخصیت پر لکھنے کے لئے بہت کچھ ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ باضابطہ ایک نمبر کی اشاعت ہو، فی الحال ماہنامہ کنز الایمان کے مختصر اوراق پر پھیلے حضرت اشرف العلماء کی شخصیت کے ہر پہلو کو قلم بند نہیں کیا جاسکا ہے لیکن کوشش یہی کی گئی ہے کہ زیادہ سے زیادہ اہل قلم حضرات کے تاثرات وتجربات جمع کر دِیے جائیں۔ مختصر وقت میں جتنا کچھ ہوسکا اور جیسا کچھ ہوسکا ہم تمام لوگوں کی خصوصا مولانا غلام عبد القادر حبیبی کی کوششیں قارئین اور معتقدین اشرف العلماء کی خدمت میں پیش ہیں۔ ساجد ہاشمی'' (ماہنامہ کنز الایمان ''ایڈیٹر کی میز سے'' مئی ۲۰۰۵ء)

حافظ صاحب کا یہ ہمدردانہ اور تجارتی رویہ اہل سنت کے تمام لوگوں کے ساتھ تھا۔ وہ سبھوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے تھے۔

رب کریم حافظ صاحب کے درجات کو بلند کرے، پسماندگان کو صبر جمیل اور ان کے مشن کو شرمندۂ تعبیر فرمائے۔ آمین ثم آمین

ڈاکٹر غلام عبد القادر حبیبی، میدان گڈھی نیو دہلی

حافظ محمد قمر الدین رضوی دلآویز شخصیت کے مالک تھے

سال رواں ۲۰۲۰ء کو بہت سے علمائے کرام نے بجا طور پر عام الحزن قرار دیا ہے۔ ہندو پاک میں اہل سنت کی درجنوں قدآور شخصیات ہمیں داغ مفارقت دے گئیں۔ یہ وہ قابل قدر جماعت تھے جنہوں نے اپنے اپنے طور پر تادم واپسیں ملت اسلامیہ کی فلاح وبہبود کے لئے گرانقدر خدمات انجام دیں۔ انہی افراد میں سے ایک حافظ محمد قمر الدین رضوی صاحب مرحوم ومغفور کی دلآویز شخصیت تھی جنہوں نے ہماری معلومات کے مطابق دہلی کی سرزمین پر سب سے پہلے خالص سنی علماء کے کتب ورسائل کی اشاعت کے لئے رضوی کتاب گھر کی داغ بیل ڈالی اور ماہنامہ کنز الایمان کے ذریعے اہل سنت کی طرف سے لائقِ ستائش صحافتی خدمات انجام دیں۔ حافظ صاحب قبلہ محض ایک تاجر کتب نہیں تھے بلکہ وہ تا زیست ہر صالح کام کی حمایت و معاونت میں پیش پیش رہے۔ ہمارے ادارے کی جانب سے منعقد ہونے والی گزشتہ عالمی کانفرنسز کے موقع پر بھی بالواسطہ ان کی نیک خواہشات شامل حال رہیں۔ ایسی دردمند شخصیت کا رخصت ہونا نہ صرف ان کے اہل خانہ کے لئے بلکہ ہم سب کے لئے بھی سوہان روح ہے لیکن مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ

اس غم کی گھڑی میں **الجامعة الاحمدية السنية** قنوج کے جملہ اراکین حافظ صاحب قبلہ کے پسماندگان اور ان کے دست راست حضرت مولانا محمد ظفر الدین برکاتی صاحب کی خدمت میں تعزیت پیش کرتے ہیں اور دعا گو ہیں کہ مولائے کریم ورحیم حافظ قمر الدین صاحب کی مغفرت فرمائے اور ان کی دینی وملی خدمات قبول فرما کر رفع درجات کا سبب بنائے۔ آمین

شرکائے غم: اراکین الجامعۃ الاحمدیہ السنیہ قنوج، اتر پردیش

بزم سخن

یا غوث مدد

اُمّت پہ ہے رنج و الم کی زَد
یا غوث مدد ، یا غوث مدد
کر دیجیے ساری بلائیں رَد
یا غوث مدد یا غوث مدد

قابو میں زمانے کی دھڑکن
قبضے میں دیا ہے رب نے گگن
ہے نبضِ جہاں پر تیرا ید
یا غوث مدد یا غوث مدد

جامہ پہنے لَا خَوفٌ کا
ہے تاجِ سیادت سر پہ رکھا
یوں رب نے بڑھایا تیرا قد
یا غوث مدد یا غوث مدد

حالات کے ماروں کی سن لو
بجھتے ہوئے تاروں کی سن لو
ہے جبر اَندھیروں کا بے حد
یا غوث مدد یا غوث مدد

طوفاں میں ہے ملت کی کشتی
ہے تیرے کرم پر آس لگی
ایسے میں تری آ جائے رسد
یا غوث مدد یا غوث مدد

ہو بابری مسجد پھر تعمیر
شاداب ہو پھر باغِ کشمیر
ہو دُشمن دیں پر قہرِ اشد
یا غوث مدد یا غوث مدد

میرے لئے وہ اپنی کمی چھوڑ کر گیا

سانحہ ارتحال حافظ محمد قمر الدین رضوی، مالک رضوی کتاب گھر علیہ الرحمہ

مورخہ ۲۰، اکتوبر ۲۰۲۰ء/ ۳ ربیع الاول ۱۴۴۲ھ منگل، دہلی

اک فرد وہ کہ نقش جلی چھوڑ کر گیا
آئین وفا دیدہ وری چھوڑ کر گیا

ویران کر گیا وہ محبت کی محفلیں
آنکھوں میں دوستوں کی نمی چھوڑ کر گیا

انداز اس کے جانے کا کچھ اس طرح ہوا
محسوس ہو رہا ہے ابھی چھوڑ کر گیا

وہ الفت رسول کا ناشر تھا بے گماں
جو کہ دلوں میں عشق نبی چھوڑ کر گیا

تحریک عظمت شہ والا کا دیدہ ور
لوگوں میں اپنی زندہ دلی چھوڑ کر گیا

ناشر تھا مسلک رضوی کا جو ساری عمر
اک شمع رضویت کی جلی چھوڑ کر گیا

کنز الایمان جس نے کیا واشگاف حق
اک چیز وہ بھی اتنی بڑی چھوڑ کر گیا

برسوں لٹا یا علمی خزانہ کو اِس طرح
پس ماندگاں میں خندہ لبی چھوڑ کر گیا

اللہ دیرپا رکھے رضوی کتاب گھر
وہ مومنوں میں ایسی خوشی چھوڑ کر گیا

پیتے رہیں گے شائقین علم تا حیات
علم رضا کی بادہ کشی چھوڑ کر گیا

وہ میرا ماموں زاد برادر تھا میرا دوست
میرے لئے وہ اپنی کمی چھوڑ کر گیا

کرتا رہا ہے یوں تو وہ سیراب اے قمؔر
لیکن ابھی بھی تشنہ لبی چھوڑ کر گیا

قمر بستوی، امریکہ

مورخہ ۲۴، اکتوبر ۲۰۲۰ء/ ۷ ربیع الاول ۱۴۴۲ھ بروز ہفتہ، ہوسٹن ٹیکساس امریکہ میں رقم ہوئی۔

فدائے احمد مختار، قمر الدین رضوی تھے

عطائے رحمت غفار، قمر الدین رضوی تھے
فدائے احمد مختار، قمر الدین رضوی تھے

ثنا خوانِ شہ ابرابر، قمر الدین رضوی تھے
اسیر عشق یارِ غار، قمر الدین رضوی تھے

ابو بکر و عمر فاروق اور عثمان کے شیدا
غلام حیدرِ کرار، قمر الدین رضوی تھے

خدا کے فضل اور سرکار کی چشم عنایت سے
نبی کے دین کے معمار قمر الدین رضوی تھے

نگاہوں میں بسا کر جلوۂ شہر نبی ہر دم
اسیر گنبد و مینار، قمر الدین رضوی تھے

جہاں دینی کتابوں کے ہمیشہ پھول کھلتے ہیں
اسی گلشن کے اک گلنار قمر الدین رضوی تھے

گزاری جس نے اپنی زندگی دیں کی اشاعت میں
وہ فردِ طالع بیدار، قمر الدین رضوی تھے

سب غوث و قطب ابدال و ولی
کرتے ہیں ثنا تری عظمت کی
سب سے اونچی تیری مسند
یا غوث مدد یا غوث مدد

فریاد کے آنسو بہتے ہیں
دُکھ درد و الم یہ کہتے ہیں
ہو چارہ گری اے دیں کے اسد
یا غوث مدد یا غوث مدد

کفار جفا پر آمادہ
غدار صف دشمن میں کھڑا
ڈھائے ہے ستم آپس کا حسد
یا غوث مدد یا غوث مدد

زنجیر ستم کی کٹ جائے
باطل کا زور سمٹ جائے
نا کام ہو ہر اک چشم بد
یا غوث مدد یا غوث مدد

حسنین و علیٰ کے اے پیارے
زہرا کی نگاہوں کے تارے
جانِ حیدر ، شانِ احمد
یا غوث مدد یا غوث مدد

تجھ سے باطل مغلوب ہوا
ہر دشمنِ دیں مرعوب ہوا
اب پھر سے اٹھے نصرت کا ید
یا غوث مدد یا غوث مدد

ملت کو سنوارا ہے تو نے
یہ باغ نکھارا ہے تو نے
تری ذات ہے شانِ رب صمد
یا غوث مدد یا غوث مدد

بزرگوں کی دعاؤں سے بنے جو حافظ قرآں — وہ زیب جبہ و دستار،قمر الدین رضوی تھے
جو ہے اس دور میں پہچان ہر سنی مسلماں کی — اسی مسلک کے پہرے دار،قمرالدین رضوی تھے
جنابِ غوث وخواجہ اور نظام واعلیٰ حضرت کے — شرابِ عشق سے سرشار،قمرالدین رضوی تھے
وہ صالح پور ، بھیونڈی ہو یا مٹیا محل دہلی — جہاں بھی دیکھئے ضوبار قمرالدین رضوی تھے
جو چل کر ارضِ صالح پور سے غیبی نگر پہنچے — وہ مردِ صاحبِ کردار،قمر الدین رضوی تھے
چلے غیبی نگر سے اور پھر مٹیا محل آ کر — ہمیشہ محو کاروبار ، قمر الدین رضوی تھے
خلافِ دُشمنانِ دین و اعدائے شہِ عالم — ہمیشہ بر سر پیکار ، قمر الدین رضوی تھے
یہ کہتے ہیں جنابِ حضرت حاجی معین الدین — ہماری بزم کے معیار،قمر الدین رضوی تھے
یہ بولے ابن ارشد یعنی جامِ نور کے مالک — ہمارے یارِ کاروبار، قمر الدین رضوی تھے
جنہیں قربت تھی حضرت سے بخوبی جانتے ہیں کہ — محب حضرتِ انوار ، قمر الدین رضوی تھے
یہ نَم آنکھوں سے کہتے ہیں محمد احمد و ارشد — مری کشتی کے کھیون ہار،قمرالدین رضوی تھے
امام الدین قیصر ہوں کہ ظفر الدین برکاتی — سبھی کے مونس وغمخوار،قمرالدین رضوی تھے
سبھی سنی کتب خانوں کے مالک اور نگراں — یقیناً قافلہ سالار ، قمر الدین رضوی تھے
وہ رضوی اشرفی ہوں قادری چشتی کہ برکاتی — سبھی کے عشق میں بیمار،قمرالدین رضوی تھے
مدیر ماہنامہ کنز الایماں بن کے دہلی میں — رضا کی فکر کی للکار، قمر الدین رضوی تھے
رہے جو مسلکِ احمد رضا کے ترجماں بن کر — وہ صالح پور کے انصار،قمرالدین رضوی تھے
فروغِ سُنّیت اور مسلکِ احمد رضا خاں کی — اشاعت کے لئے تیّار،قمرالدین رضوی تھے
فقط دینی کتابوں کے وہ ناشر ہی نہیں بلکہ — شریعت کے علم بردار،قمرالدین رضوی تھے
برائے دوستاں تھے مثلِ شبنم نرم و نازک اور — عدو کے واسطے تلوار ، قمرالدین رضوی تھے
خلوصِ بیکراں اور اپنی عاداتِ کریمہ سے — دلوں میں بن کے اک گلزار،قمرالدین رضوی تھے
فروغِ دین میں مصروف جو مٹیا محل میں ہیں — اسی کنبے کے اک سردار،قمرالدین رضوی تھے
یقیناً اپنی خدماتِ جلیلہ کے سبب بے شک — مبارکباد کے حقدار ، قمر الدین رضوی تھے
تجارت اور کاروبار کے میدان میں قیصرؔ — مخالف کی ہمیشہ ہار، قمر الدین رضوی تھے

ابُوارسلان سیّد قیصر خالد فردوسی۔فردوسی ہاؤس، مصطفےٰ آباد دہلی، ۲۳؍نومبر ۲۰۲۰ء بروز پیر

باقی تمام تفسیریں

نشاں یہی ہے زمانے میں زندہ قوموں کا — کہ صُبح و شام بدلتی ہیں ان کی تقدیریں
کمالِ صدق و مروّت ہے زندگی ان کی — معاف کرتی ہے فطرت بھی ان کی تقصیریں
قلندرانہ ادائیں ، سکندرانہ جلال — یہ امتیں ہیں جہاں میں برہنہ شمشیریں
خودی سے مردِ خود آگاہ کا جمال و جلال — کہ یہ کتاب ہے ، باقی تمام تفسیریں
شکوہِ عید کا منکر نہیں ہوں میں لیکن — قبولِ حق ہیں فقط مردِ حُر کی تکبیریں
حکیم میری نواؤں کا راز کیا جانے — ورائے عقل ہیں اہل جنوں کی تدبیریں

مایوس نہیں شیدا تیرے
ہوں گے نہ گدا رُسوا تیرے
یہ نسبت ہے عزت کی سند
یا غوث مدد یا غوث مدد

ترا کاشانہ آباد رہے
ہر چاہنے والا شاد رہے
یوں ہی چمکے تیرا گنبد
یا غوث مدد یا غوث مدد

مولیٰ نے دیئے رُتبے ایسے
حاصل ہیں تجھے جلوے ایسے
حیراں ہے فریدی کی عقل و خرد
یا غوث مدد یا غوث مدد

استغاثہ نگار
فریدی صدیقی مصباحی، بارہ بنکوی

منقبت حضرت غوث اعظم

ترا بحر فیض اتم غوث اعظم
ہے جاری بشانِ کرم غوث اعظم

وہ عالی نسب ذی حشم غوث اعظم
کہ ہے آل شاہِ امم غوث اعظم

ہیں لختِ جگر فاطمہ اور علی کے
فضیلت یہی کیا ہے کم غوث اعظم

درخشاں دُرِ بحر شبیر و شبّر
ہیں حسنی حسینی بہم غوث اعظم

ہے وقت مدد کیجیے دستگیری
نہ برباد ہو جائیں ہم غوث اعظم

نتیجۂ فکر
مولانا محمد یونس مالیگ علیہ الرحمۃ
ترسیل: نوری مشن مالیگاؤں

مروّت کی ضیا قمر الدین

اہل سنت والجماعت کے ایک فعال پبلشر، رضوی کتاب گھر دہلی کے مالک حافظ محمد قمر الدین رضوی، اپنے مالکِ حقیقی سے جا ملے، اللہ کریم مرحوم کی مغفرت فرمائے اور ان کے لواحقین کو صبر عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

آہ وہ دردِ جگر، سوزِ نہاں چھوڑ گئے
چشمِ احباب میں وہ اشک رواں چھوڑ گئے

رحم و اخلاص و مروت کی ضیا قمر الدین
اپنے کردار کا اک نقشِ عیاں چھوڑ گئے

کر کے وہ نشر و اشاعت کے ذریعے خدمت
باغِ ملت کے لیے بحرِ رواں چھوڑ گئے

جگمگائیں گی قمر جیسی اب ان کی خدمات
سنیت میں وہ نئ تاب و تواں چھوڑ گئے

یا خدا، بہر نبی ان کو عطا ہو فردوس
عشق کا وہ چمن فیض رساں چھوڑ گئے

ان کے سب چاہنے والوں کو ملے صبر جمیل
رنج و اندوہ کا وہ بارِ گراں چھوڑ گئے

اے فریدیؔ ہو سدا فضلِ الٰہی اُن پر
اپنے پیچھے وہ محبت کے نشاں چھوڑ گئے

عرس ابراہیمی

نور کے بادل ہیں چھائے عرس ابراہیم میں
فضلِ مولیٰ کے ہیں سایے، عرس ابراہیم میں

بارگاہِ قادری میں یہ بہت محبوب ہیں
خود شہِ جیلاں ہیں آئے عرس ابراہیم میں

ہر طلب مقبول ہے اِس بارگاہِ ناز میں
گوہرِ مقصود پائے عرس ابراہیم میں

ہم جو حاضر ہیں، یہ ہے ان کی اجازت، ورنہ ہم
آ نہ سکتے بن بلائے عرس ابراہیم میں

کاش وہ آ کر ہمیں اپنی زیارت بخش دیں
بیٹھے ہیں دل کو سجائے عرس ابراہیم میں

مل گئی ہے سرورِ کونین کی قربت انھیں
جو یہاں تشریف لائے عرس ابراہیم میں

لب ظفر کے ہیں فریدی کے ہیں الفاظ و حروف
آج ہم سب گنگنائے عرس ابراہیم میں

اے خدا ہندوستاں میں پھر سے ہو امن و اماں
یہ طلب بھی ساتھ لائے عرس ابراہیم میں

جلوہ گر ہیں آج محبوب الٰہی بھی یہاں
اور شہ جیلاں بھی آئے عرس ابراہیم میں

نتیجۂ فکر: سلمان رضا فریدی صدیقی مصباحی مسقط عمان

سبھی اہل دانش چلے جا رہے ہیں

ستارے زمیں کے بجھے جا رہے ہیں
ہمارے اکابر اٹھے جا رہے ہیں

کچھ اس طرح ٹوٹا ہے تسبیح کا دھاگا
کہ سارے ہی موتی گرے جا رہے ہیں

مدارس ہمارے ہوئے بند ایسے
کہ ذی علم روٹھے ہوئے جا رہے ہیں

یہ نبیوں کے وارث زمیں کا یہ سبزہ
یہ دھرتی کو ویراں کیے جا رہے ہیں

وہ جن سے تھیں روشن فضائیں وطن کی
وہ دِیے رفتہ رفتہ بجھے جا رہے ہیں

افق پار کیا علمی محفل ہے کوئی ؟
سبھی اہل دانش چلے جا رہے ہیں